حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

(۱)

سلسلہ احمدیہ کے ناکام حریف مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے "اہلحدیث" مورخہ ۱۸ - دسمبر ۱۹۳۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس اہم بالشان پیشگوئی پر جو "محمدی بیگم والی پیشگوئی" کہلاتی ہے۔ اپنی فرسودہ طرز تحریر میں اعتراض کرتے ہوئے طنزاً لکھا ہے:۔ "الله الله یہ ہے وُہ نشان۔ یہ ہے وُہ الہام جو اپنے اصلی معنے میں پورا نہ ہونے کی وجہ سے امتِ مرزائیہ کے لئے پریشانی کا باعث بن رہا ہے۔ اور اسی پریشانی میں اس کے افراد جو جی میں آئے۔ کہہ دیتے ہیں۔ اگر ان کی مختلف تعبیرات مرزا صاحب کو پہونچیں۔ تو وُہ یہی کہیں گے۔ ؎ شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا"

پھر اس نشان کے متعلق ازراہ تمسخر لکھا ہے:۔ "دُلہن تو دُنیا میں ہے۔ اور دُولہا بہشت میں"

چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس نشان پر عموماً ہنسی اڑاتے رہتے ہیں۔ اور ان کے سر میں غالباً یہ سودا بھی سمایا ہُوا ہے۔ کہ وُہ اس پیشگوئی پر ایک چند ورقی رسالہ "نکاح مرزا" لکھ کر اب اس کی تکذیب کا کافی مصالحہ جمع کر چکے ہیں۔ اس لئے نہ صرف اُن کے اس اعتراض کے جواب میں بلکہ اُن سعید رُوحوں کی ہدایت کے لئے جو اس پیشگوئی کے متعلق تفصیلی کوائف معلوم کرنے کی شائق ہیں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس پر ایک تفصیلی نگاہ ڈال دی جائے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ ان مضامین کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ اور غیر متعصب غیر احمدی اصحاب کو بھی دکھائیں۔ تاکہ اس پیشگوئی کے سلسلہ میں اگر اُن کے قلوب اوہام فاسدہ کا شکار ہو چکے ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے اُن کا ازالہ ہوجائے (ایڈیٹر)

تبشیری وانذاری نشانات

اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کی صداقت کے ثبوت میں اگرچہ آفاقی وانفسی اور آسمانی و زمینی نشانات اس کثرت اور تواتر کے ساتھ نازل فرمائے ہے۔ کہ نہ صرف ان نشانات کی تعداد اہل بصیرت کے لئے اس امر کا ثبوت بہم پہنچانے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ کہ مدعی ماموریت اپنے دعوے میں راستباز ہے بلکہ اُن نشانات کی اقسام بھی سینکڑوں ہوتی ہیں۔ کہیں وُہ نشانات رشتہ داروں کے لئے دکھائے جاتے ہیں۔ کہیں اہل قوم کے لئے دکھائے جاتے ہیں۔ کہیں اہل ملک کے لئے دکھائے جاتے ہیں۔ کہیں اُن کا دائرہ اس قدر وسیع ہوتا ہے۔ کہ وُہ ساری دُنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر کہیں بعض نشانات امراء کے متعلق ہوتے ہیں بعض غرباء کے متعلق ہوتے ہیں۔ بعض موجودہ نسل کے لئے ہوتے ہیں۔ اور بعض آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے ہوتے ہیں لیکن ایک موٹی تقسیم نشاناتِ الٰہیہ کی یہ ہے۔ کہ ان کا ایک حصہ تبشیری اور دوسرا انذاری ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے اس تقسیم کا ذکر مسلاً مبشرین و منذرین (دم - ۱۶۵) کے الفاظ میں کیا ہے۔ اور اس امر کی وضاحت فرمائی ہے۔ کہ نشانات ہمیشہ تبشیری رنگ ہی اپنے اندر نہیں رکھتے بلکہ مخالفین انبیاء کے متعلق جو نشانات ہوں وُہ انذاری پہلو لئے ہُوئے ہوتے ہیں ہر شخص ادنےٰ تامل سے سمجھ سکتا ہے کہ انذاری اور تبشیری نشانات میں نہایت کھلا فرق اور امتیاز ہے۔ لیکن حقیقت ناشناس افراد چونکہ اللہ تعالےٰ کی اس سنت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ جو انذاری نشانات کے متعلق اس کی دُنیا میں جاری ہے اس لئے وُہ انذاری نشانات کو بھی اُسی نگاہ سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس نگاہ سے انہوں نے تبشیری نشانات کو دیکھا ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی سنت سے ناواقفیت کی وجہ سے وُہ اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ فلاں نشان دکھانے کا وعدہ تو دیا گیا تھا۔ مگر پُورا نہ ہُوا:۔

مرزا احمد بیگ اور اس کے اقارب کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو پیشگوئی تھی۔ وُہ بھی ایک انذاری نشان تھا جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا گیا۔ اور ضروری تھا۔ کہ اس نشان کے گرد و پیش وُہی سنت اللہ جاری ہوتی۔ جو انذاری نشانات کے متعلق ہے۔ لیکن اس تفاوت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے جس کا تذکرۃ الصدر سطور میں ذکر کیا گیا ہے دشمنان احمدیت یہ اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ نعوذ باللہ۔ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔

پیشگوئی کی غرض وغایت

اس پیش گوئی کو پورے طور پر سمجھنے اور اس کی حقیقت واصلیت معلوم کرنے کے لئے سب سے پہلا سوال جو انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ وُہ یہ ہے۔ کہ اس پیشگوئی کی کیا غرض تھی۔ اور کیوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بقول مخالفین یہ خیال آیا۔ یا کیوں ہمارے اعتقاد کے مطابق اللہ تعالےٰ نے آپ کو حکم دیا۔ کہ احمد بیگ کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کریں۔

مضحکہ خیز خیالات

اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس رشتہ کے ذریعہ اپنی عزت و عظمت میں کسی اضافہ کے متمنی تھے۔ تو یہ۔ ایک نہایت ہی مضحکہ خیز خیال ہے کیونکہ خاندانی عظمت جن چیزوں پر موقوف ہوتی ہے۔ اور جو یہ ہیں۔ تقوےٰ وطہارت۔ اعلےٰ حسب ونسب۔ دُنیوی عزت ووجاہت۔ اور مال و دولت۔ ان میں سے کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں تھی جس میں مرزا احمد بیگ کے خاندان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان پر فوقیت حاصل ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان تقوےٰ وطہارت کے لحاظ سے جو بلند پایہ رکھتا ہے وُہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ حسب ونسب کے لحاظ سے بھی مرزا احمد بیگ کے خاندان میں کوئی خاص کشش یا جاذبیت نہیں تھی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے شادی کی محرک ہوتی دُنیوی عزت ووجاہت بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کو کئی پشتوں سے حاصل ہے۔ اس کا مرزا احمد بیگ کا خاندان کیا مقابلہ کر سکتا تھا۔ دولت وثروت بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کو اُن سے بہت زیادہ حاصل تھی۔ پس تحریک شادی کے لئے ان وجوہات میں سے کوئی بھی وجہ نہیں ہوسکتی:۔

پھر کوئی شخص خیال کر سکتا ہے۔ کہ ممکن ہے خود محمدی بیگم میں کوئی خاص وجہ کشش ہو۔ مگر اول تو یہ صحیح نہیں۔ لیکن اگر بفرض محال اسے درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو کیا کوئی شخص جس میں عقل وانصاف کا ذرا بھی مادہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُس عظیم الشان ذاتی کیریکٹر کو دیکھتے ہوئے جس کی بنا پر آپ نے تمام دُنیا کو چیلنج کیا۔ کہ "کون تم میں سے ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے" (تذکرۃ الشہادتین ص۶۲) "کوئی شخص دُور یا نزدیک رہنے والا ہماری گزشتہ سوانح پر کسی قسم کا داغ ثابت نہیں کر سکتا" (نزول المسیح ص۲۱۲) آپ کی طرف کسی نفسانی خواہش کو منسوب کر سکتا ہے۔ قطعاً نہیں۔ روحانی بصیرت سے اگر کوئی شخص کلیتہً محروم ہو چکا ہے۔ اور ناپاک فطرت رکھتا ہے۔ تو اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ اور در اصل ایسے ہی اندھوں اور گندہ دل نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی الزام لگایا۔ اور کہا۔ کہ آپ نے حضرت زینب رضؓ کو اچانک دیکھ لیا۔ اور اس پر عاشق ہوگئے۔ (بیضاوی زیر آیت امسک علیک زوجک)

حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہا کہ انہوں نے زلیخا سے ناجائز فعل کا ارادہ کیا - (تفسیر جلالین - درمنثور - ابن جریر وخازن زیر آیت ولقد همت به وهم بها)

حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق کہا کہ انہوں نے ایک شخص کی بیوی پر عاشق ہو کر اُسے زبردستی اپنے گھر میں ڈال لیا - (جلالین صفحہ ۳۷۸)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق کہا کہ انہوں نے ایک عورت پر عاشق ہو کر بعد میں اس سے نکاح کر لیا - (جلالین صفحہ ۳۸۱)

مگر وہ جس کے سر میں دماغ - اور دماغ میں عقل کا شائبہ بھی پایا جاتا ہو - اسکی ضمیر ایسے خیالات کو دھکے دے گی - اس کا فہم انہیں باطل قرار دے گا - اور وہ اُن بد فطرت انسانوں پر نفرین کرے گا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے مقدس انسانوں کا کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے ذرا بھی شرم و حیا محسوس نہ کی ::

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قلبی کیفیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بے شک اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کی - مگر نہ اپنے نفس کے لئے بلکہ جیسا کہ آگے چل کر ثابت کیا جائے گا - محض اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کی طاقتوں کے اظہار کے لئے ورنہ آپ کے اپنے نفس کی کیفیت یہ تھی - کہ آپ ۲۰ - جون ۱۸۸۶ء کو حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں :-

"اصل حال اس عاجز کا یہ ہے - کہ جب سے اس تیسرے نکاح کے لئے اشارہ غیبی ہوا ہے - تب سے خود طبیعت متفکر و متردد ہے - اور حکم الٰہی سے گریز کی جگہ نہیں - مگر بالطبع طبیعت کارہ ہے !! - عاجز نے یہ عہد کر لیا ہے - کہ کیسا ہی موقعہ پیش آئے - جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے صریح حکم سے اس کے لئے مجبور نہ کیا جاؤں - تب تک کنارہ کش رہوں گا !!"

(الحکم ۱۷ - جون ۱۹۰۳ء)

کیا نفسانی خواہش کے ماتحت رشتہ کے طالب کی یہی کیفیت ہوا کرتی ہے ؟ پھر ایسی صورت میں جبکہ یہ پیشگوئی اس وقت کی گئی - جبکہ وہ لڑکی ہنوز نابالغ تھی - اور آٹھ یا نو برس اس کی عمر تھی - (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۶) کیسی نفسانی خواہش کا گمان کرنا - اگر حماقت نہیں - تو اور کیا ہے -

حضرت مسیح موعودؑ کے قریبی رشتہ داروں کی مذہبی حالت

اصل واقعہ یہ ہے - کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار یعنی محمدی بیگم کے حقیقی ماموں - خالہ - پھوپھی اور والدہ وغیرہ بے دینی اور الحاد کے گڑھے میں گرے ہوئے تھے - حتیٰ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے - دین اسلام پر تمسخر اور استہزا کرتے - بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا بھی انکار کرنے سے باز نہ رہتے -

علاوہ ازیں ہندوانہ رسوم کا ان پر اس قدر گہرا اثر تھا - کہ جس طرح ہندوؤں کے ہاں اپنے خاندان میں نکاح ناجائز سمجھا جاتا ہے اسی طرح وہ بھی یہ خیال کرتے - کہ اسلام نے چچا - ماموں - اور خالہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح جائز قرار دینے میں غلطی کی ہے اور کہا کرتے - کہ مندرجہ بالا رشتوں میں سے کسی جگہ نکاح کرنا حقیقی ہمشیرہ کے ساتھ نکاح کرنے کے مترادف ہے - اگر کہا جاتا - کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی خالہ کی لڑکی حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح کیا - تو کہتے - نعوذ باللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی ناجائز کام کیا ::

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان لوگوں کی اس بے دینی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

ان اللہ رأی ابناء عمّی وغیرهم من شعوب ابی داحی المغموریں فی المهلکات والمستغرقین فی السیئات من الرسوم القبیحة والعقائد الباطلة والبدعات ورآهم منقادین لجذبات النفس واستیفاء الشهوات والمنکرین لوجود اللہ ومن المفسدین - (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۶)

یعنی خدا تعالیٰ نے میرے چچا زاد بھائیوں اور ان کے دوسرے قریبی رشتہ داروں کو دیکھا - کہ وہ انسانی رُوح کو ہلاک کرنے والی باتوں میں منہمک ہیں - اور رسوم قبیحہ عقائد باطلہ - اور بدعات فاسدہ میں مستغرق ہیں - نیز یہ بھی - کہ وہ سفلی جذبات کے تابع - اور شہوات کے پورا کرنے میں اپنے نفس کے غلام ہیں - بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے وجود سے انکار کرتے - اور فتنہ و فساد پر کمر بستہ رہتے ہیں - پھر فرماتے ہیں - لا یتوبون من سبّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بل کانوا علیہ من المداومین (صفحہ ۵۶۷) وہ ہمیشہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے - اور اپنے اس ناپاک فعل پر کبھی ندامت کا اظہار نہ کرتے ::

اسی طرح فرماتے ہیں - کانوا اشد کفراً باللہ ورسولہ والمنکرین لقضاء اللہ وقدرہ ومن الدهریین (صفحہ ۵۶۷) یعنی یہ لوگ خدا اور رسول کے شدید منکر تھے - قضا و قدر کو نہ مانتے بلکہ کہنا چاہیئے - کہ دھریہ تھے -

یہ بھی فرماتے ہیں - کہ کانوا یستهزءون باللہ ورسولہ ویقولون (قاتلهم اللہ) ان القرآن من مفتریات محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) صفحہ ۵۶۸) یعنی خدا اور رسول کی باتوں پر وہ تمسخر اڑاتے - اور (خدا انہیں ہلاک کرے) یہ بھی کہا کرتے - کہ قرآن تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے مفتریات میں سے ہے ::

ایک روح فرسا واقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آئینہ کمالات اسلام میں ان لوگوں کی تاریک زندگی کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ بھی ارقام فرمایا ہے جس سے ان لوگوں کی بے دینی اور کفر و الحاد پر روشنی پڑتی ہے آپ فرماتے ہیں - فاتفق ذات لیلة انی کنت جالساً فی بیتی اذ جاءنی رجل باکیاً ففزعت من بکاءہ فقلت اجاءک نعی موت - قال بل اعظم منہ - انی کنت جالساً عند هؤلاء الذین ارتدوا عن دین اللہ فسبّ احدهم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سبّاً شدیداً غلیظاً ما سمعت قبلہ من فم کافرٍ ورأیتهم انهم یجعلون القرآن تحت اقدامهم ویتکلمون بکلمات یرتعد اللسان من نقلها ویقولون ان وجود الباری لیس بشیءٍ وما من الٰہٍ فی العالم ان هو الا کذب المفترین - قلت اولم احذرک من مجالستهم فاتق اللہ ولا تقعد معهم وکن من التائبین (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۸)

یعنی ایک رات تو ایسا اتفاق ہوا - کہ میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا - کہ میرے پاس ایک شخص روتا ہوا آیا - میں نے گھبرا کر اس سے پوچھا - کہ تو کیوں روتا ہے - کیا کسی عزیز کے مرنے کی خبر تجھے ملی ؟ اس نے کہا - اس سے بھی بڑھ کر بات ہوئی ہے - پھر اس نے بتایا - کہ میں ان لوگوں کے پاس جو دین اسلام سے مرتد ہو چکے ہیں بیٹھا ہوا تھا - کہ ان میں سے ایک نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسی شدید غلیظ اور گندی گالی دی کہ میں نے آج تک ویسی گالی کسی کافر کے مونہہ سے بھی نہیں سُنی - اور میں نے دیکھا کہ وہ قرآن کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہیں - اور ایسے کلماتِ کفر اپنی زبان سے نکالتے ہیں - کہ میں انہیں دوہرانے سے قاصر ہوں - اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وجودِ باری کی کچھ حقیقت نہیں - اور نہ زمین و آسمان کا کوئی خدا ہے یہ محض ڈھکوسلے ہیں - جو مفتری لوگوں نے گھڑ لئے - میں نے اُسے کہا - کہ کیا میں نے تجھے ان لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے منع نہیں کیا تھا - توبہ کر - خدا سے ڈر - اور آئندہ ان لوگوں کے پاس مت بیٹھ ::

حضرت مسیح موعودؑ سے نشان کا تقاضا

جب اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خلعت ماموریت سے سرفراز فرما کر اہل عالم کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا۔ تو ان لوگوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ ان کا کفر اور عناد اور بھی ترقی کر گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تقاضا کیا کہ اگر اسلام سچا ہے۔ اور دنیا کا کوئی خدا ہے۔ تو ہمیں نشان دکھایا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس امر کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

بينما هم كذلك اذا اصطفانى ربى لتجديد دينه۔ واظهار عظمة نبيه ونشر ريّا ياسميته (صلى اللہ عليہ وسلم) وامرنى لدعوة الخلق الى دين الاسلام وملة خير الانام۔ ورزقنى من الالهامات والمكالمات والمخاطبات والمكاشفات رزقاً حسناً وجعلنى من المحدثين فبلغ هذا الخبر وهذه الدعوة وهذا الدعوىٰ ابناء عمى وكانوا اشد كفراً بالله ورسوله والمنكرين لقضاء اللہ وقدره ومن الدهريين۔ فاشتعل غضبهم حسداً من عند انفسهم فطغوا وبغوا واستدعوا الآيات استهزاءً وقالوا لا نعلم انه ما يكلم احداً او يقدر امراً او يوحى الى رجل وينبئ من شئ ان هو الا مكر مستمر قد انتاب من الاولين وكله كيد وختر وذلاقة لسنٍ فليأتنا بآيةٍ ان كان من الصادقين۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵٦۷)

ان لوگوں کی یہی حالت تھی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے دین اسلام کی تجدید اور اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لئے چن لیا۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں مخلوق کو آستانہ اسلام پر جھکاؤں۔ اور انہیں ملت خیر الانام کا خادم بناؤں۔ اور اس نے مجھے الہامات مکالمات ومخاطبات اور مکاشفات سے مشرف کیا۔ اور مجھے محدثین میں شامل کیا۔ لیکن جب میری اس دعوت اور دعویٰ کی خبر میرے چچا زاد بھائیوں کو پہونچی۔ تو وہ چونکہ پہلے سے ہی خدا اور رسول کے منکر تھے۔ قضاء وقدر کو نہ مانتے بلکہ دہریہ تھے۔ اس لئے وہ مشتعل ہو گئے اور حسد کرتے ہوئے انہوں نے سخت سرکشی دکھائی۔ اور استہزاءً نشانات طلب کئے یہاں تک کہ انہوں نے کہا ہم کسی خدا کے قائل نہیں نہ اس امر کے قائل ہیں کہ وہ کسی سے بول سکتا۔ یا کچھ کر سکتا ہے۔ یا کسی کی طرف وحی نازل کرتا۔ اور اپنے پیاروں کو خبریں دیا کرتا ہے۔ یہ محض مکر و فریب ہے جیسے ابتدا سے لوگ کرتے چلے آئے ہیں۔ ورنہ اگر تو سچا ہے۔ تو ہمیں کوئی نشان دکھا۔

اسلام کی علانیہ توہین

پھر انہوں نے اسی پر بس نہ کی۔ بلکہ اخبار چشمۂ نور امرتسر میں اگست ۱۸۸۵ء میں ایک اشتہار شائع کیا (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۵) جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو گالیاں دیں۔ خدا تعالےٰ کے وجود سے انکار کیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ سے ان کی صداقت اور وجود باری کے متعلق نشان طلب کیا۔ اور اس اشتہار کو اکناف عالم میں پھیلایا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

كتبوا كتاباً كان فيه سبّ رسول اللہ صلى اللہ عليہ وسلم وسبّ كلام اللہ تعالىٰ وانكار وجود البارى عزّ اسمه ومع ذالك طلبوا فيه آيات صدقى منى وآيات وجود اللہ تعالىٰ وارسلوا كتابهم فى الآفاق والاقطار واعانوا بها كفرة الهند وعتوا عتواً كبيراً۔ ما سمع مثله فى الفراعنة الاولين۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵٦۸)

یعنی انہوں نے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کو گالیاں دی گئی تھیں۔ اور وجود باری عزّ اسمہٗ کا انکار کیا گیا تھا۔ پھر ساتھ ہی میری صداقت اور خدا تعالےٰ کی ہستی کے ثبوت میں مجھ سے نشانات کا تقاضا کیا گیا تھا۔ انہوں نے اس اشتہار کی اقطاع عالم میں خوب اشاعت کی۔ اور غیر مسلموں نے بھی ان کی تائید کی۔ اور ایسی سرکشی دکھائی کہ پہلے کسی فرعون میں بھی ایسی سرکشی کی مثال نہیں سنی گئی۔

کرامات الصادقین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی امر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قالوا لا نتقبل آيةً حتى يرينا اللہ آيةً فى انفسنا (ٹائٹل پیج صفحہ آخر) یعنی انہوں نے کہا ہم کسی نشان کو تسلیم نہیں کرینگے جب تک خدا ہمیں ہمارے خاندان میں کوئی نشان نہ دکھائے۔

بارگاہ ایزدی میں دعا

جب ان لوگوں کی بے دینی اور شرارت اپنی حدود سے متجاوز ہو گئی۔ اور کفر و فسق ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا۔ اور انہوں نے انتہائی بے باکی سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا۔ قرآن مجید کی بے حرمتی کرنا اور وجود باری کا انکار کرنا اپنا شغل بنا لیا۔ تو حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں جھکے اور رب العالمین سے آپ نے التجا کی۔ کہ وہ ان بے دینوں کو اپنی قدرت کا کوئی نشان دکھائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

قلت يا رب يا رب انصر عبدك واخذل اعدائك۔ استجبنى يا رب استجبنى۔ الام يستهزء بك وبرسولك۔ وحتام يكذبون كتابك ويسبون نبيك۔ برحمتك استغيث يا حى يا قيوم يا معين۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵٦۹)

یعنی میں نے دعا کی اور کہا اے میرے رب اے میرے رب اپنے بندے کی مدد فرما۔ اور ان دشمنوں کو رسوا کر۔ میری دعا کو قبول کر۔ اے میرے رب میری دعاؤں کو سن آخر کب تک تجھ پر اور تیرے رسول پر ہنسی اڑائی جائیگی اور کب تک یہ تیری کتاب کی تکذیب اور تیرے نبی کو گالیاں دیتے رہینگے۔ اے حی و قیوم اور اے معین خدا۔ میں تیری رحمت کا طلبگار رہوں۔ میری مدد فرما۔

اللہ تعالےٰ کے الہامات

آخر اللہ تعالےٰ نے آپ کی دعاؤں کو سنا۔ اور اس نے الہاماً آپ کو فرمایا:-

انى رأيت عصيانهم وطغيانهم فسوف اضربهم بانواع الآفات ابيدهم من تحت السموات وستنظر ما افعل بهم وكنا على كل شئ قادرين۔ انى اجعل نساءهم ارامل وابناءهم يتامى وبيوتهم خربة ليذوقوا طعم ما قالوا وما كسبوا ولكن لا اهلكهم دفعة واحدة بل قليلاً قليلاً لعلهم يرجعون۔ ويكونون من التوابين ان لعنتى نازلة عليهم وعلى جدران بيوتهم وعلى صغيرهم وكبيرهم ونسائهم ورجالهم ونزيلهم الذى دخل ابوابهم وكلهم كانوا ملعونين الا الذين آمنوا وعملوا الصلحت وقطعوا تعلقهم منهم وبعدوا من مجالسهم فاؤلئك من المرحومين

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵٦۹)

یعنی میں نے ان کی نافرمانی و سرکشی کو دیکھا پس عنقریب میں مختلف قسم کی آفات سے انہیں ہلاک کروں گا۔ اور آسمان کے نیچے انہیں برباد کروں گا۔ اور تو دیکھیگا۔ کہ میں ان سے کیسا سلوک کرتا ہوں۔ اور ہم ہر بات پر قادر ہیں۔ میں ان کی عورتوں کو بیوہ ان کے بچوں کو یتامیٰ اور ان کے گھروں کو ویران کردوں گا۔ تاکہ وہ اپنے کئے اور کہے کا مزہ چکھیں۔ لیکن میں انہیں ایک دفعہ ہی ہلاک نہیں کروں گا۔ بلکہ آہستہ آہستہ کروں گا۔ تاکہ وہ رجوع کریں۔ اور اللہ کی طرف جھکنے والوں میں سے ہو جائیں۔ میری لعنت ان پر نازل ہوگی۔ اور نہ صرف ان پر بلکہ ان کے گھروں کی دیواروں پر اور ان کے چھوٹوں اور بڑوں اور عورتوں اور مردوں پر اور ان مہمانوں پر جو ان کے ہاں فروکش ہونگے کیونکہ یہ سب ملعون ہیں۔ مگر وہ لوگ جو ان میں سے ایمان لے آئے۔ اور اعمال صالحہ بجا لائے۔ اور انہوں نے ان سے قطع تعلق کیا۔ اور ان کی مجالس سے احتراز کیا۔ ان پر رحم کیا جائیگا۔

سرکشی پر اصرار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جب اللہ تعالےٰ کا یہ کلام نازل ہوا۔ تو آپ نے ان لوگوں تک اسے پہنچا دیا مگر انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ بلکہ اپنی سرکشی اور بغاوت میں اور بھی زیادہ ہوتے چلے گئے۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق خدا تعالےٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اُس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

(۲)

قساوت قلبی کی انتہاء

اشاعت گزشتہ میں بتایا جا چکا ہے کہ مرزا احمد بیگ کا خاندان فسق و فجور اور اباحت کے ایک عمیق گڑھے میں گرا ہوا تھا۔ خدا۔ اور رسول کے احکام پر تمسخر اڑانا ان کا شیوہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اُن کا تقاضا تھا۔ کہ اگر کوئی خدا ہے۔ تو ہمیں ہمارے خاندان میں کوئی نشان دکھایا جائے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا قبول فرماتے ہوئے آپ کو الہاماً بتایا۔ کہ میں اُن پر اپنا غضب نازل کروں گا۔ مگر باوجود اس انذار پر اطلاع پانے کے وُہ اپنی حرکات سے باز نہ آئے۔ تب اللہ تعالےٰ نے پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی نازل کی۔ اور فرمایا۔ اِنّا سنریھم اٰیاتٍ مبکیۃ وننزل علیھم ھموماً عجیبۃ وامراضاً غریبۃ ونجعل لھم معیشۃً ضنکاً ونصبّ علیھم مصائب فلا یکون لھم احدٌ من الناصرین (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۷)

یعنی ہم ضرور انہیں رلانے والے نشانات دکھائیں گے۔ اور ان پر مختلف رنگ کے ہموم اور قسم قسم کے امراض نازل کریں گے۔ اور ان کی روزی کو تنگ کر دیں گے۔ اور مصائب کے پہاڑ گرائیں گے۔ اور اس سے کوئی انہیں بچانے والا نہیں ہوگا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔ فکذالک فعل اللہ تعالےٰ بھم وانقض ظھورھم باثقال الھموم والدیون والحاجات وانزل علیھم من انواع البلایا والآفات وفتح علیھم ابواب الموت والوفات لعلھم یرجعون۔ او یکونون من المتنبّھین ولٰکن قست قلوبھم فما فھموا وما تنبّھوا وما کانوا من الخائفین (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۷)

یعنی خدا تعالےٰ نے اسی طرح ان کے ساتھ کیا۔ اور اُن کی کمر کو تفکرات۔ غموں اور قرضوں کے بوجھ سے توڑ ڈالا اور اُن پر اور بھی کئی قسم کی آفات کا نزول ہوُا۔ اور موت کا دروازہ اُن پر کھول دیا گیا۔ تاکہ وُہ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کریں۔ اور ہوشیار ہو جائیں لیکن ان کے دل سخت ہو چکے تھے۔ پس وُہ نہ سمجھے۔ نہ ہوشیار ہُوئے۔ اور نہ ہی انہوں نے خوف کا اظہار کیا:۔

آسمانی نشان کا ظہور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کی انتہائی سخت دلی دیکھ کر فرمایا فدعوتُ ربی بالتضرع والابتھال ومددتُ الیہ ایدی السوال فالھمنی ربی وقال سارِیھم اٰیۃً من انفسھم (کرامات الصادقین ٹائیٹل پیج صفحہ آخر)

یعنی میں نے نہایت تضرع اور ابتہال سے اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کیں۔ اور دستِ سوال اس کی بارگاہ میں دراز کیا۔ تب اُس نے مجھے الہاماً بتایا۔ کہ عنقریب مَیں اُن کے خاندان میں ایک زبردست نشان ظاہر کروں گا۔ یہ نشان کیا تھا۔ جو بعد میں ظاہر ہوُا۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات ہی پیش کی جاتی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:۔

"ایک مدتِ دراز سے بعض سرگروہ۔ اور قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے جن کے حقیقی ہمشیرہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ **نشانِ آسمانی کے طالب تھے**۔ اور طریقہ اسلام سے انحراف اور عناد رکھتے تھے۔ اور اب بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگست ۱۸۸۵ء میں جو چشمۂ نور امرت سر میں ان کی طرف سے اشتہار چھپا تھا۔ یہ **درخواست ان کی اُس اشتہار میں بھی مندرج ہے**۔ ان کو نہ محض مجھ سے بلکہ خدا اور رسول سے بھی دُشمنی ہے"۔

"غرض یہ لوگ مجھ کو میرے دعوئ الہام میں مکّار اور دروغگو خیال کرتے تھے۔ اور اسلام اور قرآن شریف پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے۔ اور مجھ سے **کوئی نشانِ آسمانی مانگتے تھے**۔ تو اس وجہ سے کئی دفعہ اُن کے لئے دُعا بھی کی گئی تھی۔ سو وُہ دُعا قبول ہو کر خدا تعالےٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملتجی ہوُا۔ تفصیل اس کی یہ ہے۔ کہ نامبردہ (احمد بیگ) کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچا زاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔ غلام حسین عرصہ پچیس ۲۵ سال سے کہیں چلا گیا ہے اور مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین ملکیت جس کا ہمیں حق پہونچتا ہے۔ نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام کاغذاتِ سرکاری میں درج کرا دی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے۔ نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا۔ کہ وُہ زمین جو چار ہزار۔ یا پانچ ہزار روپیہ کی قیمت کی ہے۔ اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرا دیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وُہ ہبہ نامہ بجز ہماری رضا مندی کے بیکار تھا۔ اس لئے مکتوب الیہ (احمد بیگ) نے بتمامتر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا۔ تاہم اس ہبہ پر راضی ہو کر اُس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں۔ اور قریب تھا۔ کہ دستخط کر دیتے۔ لیکن یہ خیال آیا۔ کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے۔ جناب الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہیئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ **وُہ استخارہ کیا تھا۔ گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آ پہونچا تھا۔ جس کو خدا تعالےٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا**" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۸۵ و صفحہ ۲۸۶)

ضروری نوٹ:۔ آئینہ کمالاتِ اسلام کے عربی حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غرض کے لئے پہلے مرزا احمد بیگ کی بیوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ فجاءت امرأۃ احمد بیگ تطرح بین یدی لا تترک حقی وادعھا بغنیۃ الھنیۃ ولا اکون من المنازعین (صفحہ ۵۷)

یعنی احمد بیگ کی بیوی میرے پاس عاجزی کرتی ہوئی آئی۔ تاکہ میں اپنا حق چھوڑ دوں۔ اور بجائے روک بننے کے اس ہبہ پر راضی ہو جاؤں۔

قریب تھا۔ کہ آپ اپنی رضا مندی کا اظہار کر دیتے۔ مگر پھر اس خیال سے کہ پہلے اللہ تعالےٰ سے استخارہ کر لیا جائے۔ آپ رک گئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"فقلتُ لامرأۃِ احمد بیگ ماکنتُ قاطعًا امرًا حتیٰ ادامر اللہ تعالیٰ فیہ فارجعی الیٰ خدرکِ وبلغی ماسمعتِ ابا عذرکِ" (صـ۵۷۱)

یعنی میں نے احمد بیگ کی بیوی سے کہا۔ کہ جب تک میں اس بارے میں اللہ تعالےٰ کی راہنمائی حاصل نہ کروں۔ میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ پس اپنے گھر جا اور خاوند کو یہ بات کہدے۔ اس کے بعد مرزا احمد بیگ خود آیا۔ اور اس نے زیادہ اصرار کیا۔ کہ آپ ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں۔ تب آپ نے استخارہ کیا

خدا تعالےٰ کا حکم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئینہ کمالات اسلام میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب میں نے استخارہ کیا تو اُنبئتُ من اخبارٍ ماذ حسب وھلی قط الیھا (صـ۵۷۲) یعنی خدا تعالےٰ نے مجھے ایک ایسے امر پر مطلع کیا جس کی طرف میرا کبھی خیال بھی نہیں گیا تھا۔ اور وہ امر یہ تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو حکم دیا قل الی امرتُ لاھبکَ ماطلبتَ من الارض وارضًا اخرٰ معھا واحسن الیک باحسانات اخریٰ علیٰ اَنْ تنکحنی احدیٰ نباتک التی ھی کبیرتھا وذالک بینی وبینک فان قبلت فستجدنی من المتقبلین وان لم تقبل فاعلم ان اللہ قد اخبرنی ان انکاحھا رجلًا آخر لایبارک لھا ولالک فان لم تزدجر فیصبُّ علیک مصائب وآخر المصائب موتک فتموتُ بعد النکاح الیٰ ثلاث سنین بل موتک قریب ویرد علیک وانت من الغافلین وکذالک یموت بعلھا الذی یصیر زوجھا الیٰ حولین وستۃ اشھر قضاءً من اللہ فاصنع ما انت صانعہٗ وانی لک لمن الناصحین"

(آئینہ کمالات اسلام صـ۵۷۳)

یعنی احمد بیگ سے کہدے کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو زمین تو نے مجھ سے مانگی ہے۔ وہ اور اس کے علاوہ اور بھی زمین مَیں تجھے دے دوں اور تجھ پر احسانات کروں مگر اس شرط پر کہ تو اپنی بڑی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دے۔ پس اگر تو نے میری اس بات کو قبول کر لیا۔ تو میں بھی اپنے وعدے کو پورا کروں گا۔ لیکن اگر قبول نہ کیا۔ تو یاد رکھ کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ اس لڑکی کا کسی دوسری جگہ نکاح کرنا ہرگز مبارک نہیں ہو گا۔ نہ لڑکی کے لئے نہ تیرے لئے بلکہ تو روزِ نکاح سے تین سال بلکہ اس سے قریب تر عرصہ میں اور لڑکی کا خاوند اڑھائی سال میں ہلاک ہو جائیگا یہ خدا تعالےٰ کا فیصلہ ہے۔ جو ہو کر رہیگا۔

پس اب جو تو چاہتا ہے کر۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"خدائے قادر حکیم مطلق نے مجھے فرمایا۔ کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر۔ اور ان کو کہدے کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا۔ اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔ اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے۔ جو اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔ اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روزِ نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا"

(آئینہ کمالات اسلام صـ۲۸۶)

پیشگوئی کی غرض

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ اس پیشگوئی کی غرض صرف یہ تھی۔ کہ مرزا احمد بیگ کے خاندان کو جو اللہ تعالےٰ کے وجود کا ہی منکر تھا۔ بار بار کے تقاضوں پر اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کا نشان دکھائے۔ اور بتائے کہ وہ موجود ہے اور اپنے پیاروں پر اخبار غیبیہ کا انکشاف کیا کرتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی غرض تھی۔ کہ مرزا احمد بیگ کے خاندان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت واضح کی جائے۔ ہاں اس نشان کے ظہور کی خدا تعالےٰ نے یہ تقریب قائم کر دی۔ کہ مرزا احمد بیگ کو ایک خانگی معاملہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ اور جب آپ نے استخارہ کیا تو خدا تعالےٰ نے الہامات کے ذریعہ وہ نشان جس کے عرصہ سے یہ لوگ متقاضی تھے ظاہر کر دیا پس یہ پیشگوئی کسی نفسانیت پر مبنی نہیں تھی اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس رشتہ کی کوئی خواہش تھی۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے اپنا نشان ظاہر کرنے کے لئے یہ ایک ظاہری تقریب قائم کی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تصریحات

اگرچہ قبل ازیں جس قدر حوالجات پیش کئے جا چکے ہیں۔ وہ اس امر کو ثابت کرنے کے لئے بہت کافی ہیں۔ کہ اس پیشگوئی کی غرض محض اللہ تعالےٰ کی قدرت نمائی تھی۔ اور وہ بھی اس لئے کہ ان لوگوں نے خود ایسے نشان کا تقاضا کیا تھا۔ جو ان کے خاندان میں ظاہر ہو۔ مگر چند اور حوالجات بھی درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اس پیشگوئی کی یہ بنیاد نہیں تھی کہ خواہ مخواہ مرزا احمد بیگ کی بیٹی کی درخواست کی گئی تھی۔ بلکہ یہ بنیاد تھی۔ کہ یہ فریق مخالف جن میں سے مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا۔ اس عاجز کے قریبی رشتہ دار مگر دین کے سخت مخالف تھے۔ اور ایک ان میں سے عداوت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا۔ کہ اللہ جل شانہٗ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو علانیہ گالیاں دیتا تھا۔ اور اپنا مذہب دہریہ رکھتا تھا۔ اور نشان کے طلب کے لئے ایک اشتہار بھی جاری کر چکا تھا۔ اور یہ سب مجھکو مکار خیال کرتے تھے۔ اور نشان مانگتے تھے۔ اور صوم اور صلوٰۃ اور عقائد اسلام پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ سو خدا تعالےٰ نے چاہا۔ کہ ان پر اپنی حجت پوری کرے۔ سو اس نے نشان دکھلانے میں وہ پہلو اختیار کیا۔ جس کا ان تمام بے دین قرابتیوں پر اثر پڑتا تھا"

(آئینہ کمالات اسلام صـ۳۲۰)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دوکاندار خیال کرتے ہیں۔ اور بعض نشانوں کو دیکھکر بھی قائل نہیں ہوتے۔ اور ان کا اپنا حال یہ ہے۔ کہ دین اسلام کی ایک ذرہ محبت ان میں باقی نہیں رہی۔ اور قرآنی حکموں کو ایسا ہلکا سا سمجھکر ٹال دیتے ہیں۔ جیسا کوئی ایک تنکے کو اٹھا کر پھینک دے۔ وہ اپنی بدعتوں اور رسموں اور ننگ و ناموس کو خدا اور رسول کے فرمودہ سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں۔ پس خدا تعالےٰ نے انہیں کی بھلائی کے لئے انہیں کے تقاضا سے انہیں کی درخواست سے اس الہامی پیشگوئی کو جو اشتہار میں درج ہے۔ ظاہر فرمایا ہے تا وہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے اور اس کے سوا سب کچھ ہیچ ہے"

تتمہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء منقول از تبلیغ رسالت جلد اول صـ۱۱۹

42

پھر فرماتے ہیں

"ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ سب ضرورتوں کو خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطا کی۔ اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا۔ بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا۔ جس کا نام محمود احمدؓ ہوگا۔ اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلیگا پس یہ رشتہ جسکی درخواست کی گئی ہے۔ محض بطور نشان کے ہے۔ تا خداتعالیٰ اس کنبہ کے منکرین کو اعجوبۂ قدرت دکھلاوے۔ اگر وہ قبول کریں۔ تو برکت اور رحمت کے نشان ان پر نازل کرے اور ان بلاؤں کو دفع کر دیوے۔ جو نزدیک چلی آتی ہیں۔ لیکن اگر وہ رد کریں۔ تو ان پر قہری نشان نازل کر کے ان کو متنبہ کرے"۔ (تتمہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء منقول از تبلیغ رسالت جلد اول صـ۱۲۰)

پھر فرماتے ہیں:۔

"خداتعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ظاہر کی ہے۔ کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام ہے اگر وہ اپنی لڑکی اس عاجز کو نہیں دیگا۔ تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائیگا"۔ (حاشیہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء منقول از تبلیغ رسالت جلد اول صـ۶۱)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

کان اصل المقصود الاھلاک وتعلم انہ ھو الملاک۔ واما تزویجھا ایای بعد اھلاک الھالکین و الھالکات فھو لاعظام الآیۃ فی اعین المخلوقات (انجام آتھم صـ۲۱۶)

یعنی اس پیشگوئی کا اصل مقصد ان لوگوں کی ہلاکت تھی۔ باقی ان ہلاک شدہ لوگوں کی موت کے بعد اس لڑکی کا میرے نکاح میں آنا صرف لوگوں کی نظر میں پیشگوئی کی عظمت قائم کرنے کے لئے ہے۔ پس اس پیشگوئی کا مقصد ہرگز محمدی بیگم کو نکاح میں لانا نہیں تھا۔ اور نہ اس میں نفسانیت کے کسی شائبہ کا دخل تھا۔ بلکہ اس پیشگوئی کی اصل غرض محمدی بیگم کے والد اور ماموؤں کی بار بار کی درخواست پر انہیں ایک آسمانی نشان دکھانا۔ اپنے رشتہ داروں پر حجت قائم کرنا اور ان کو خداتعالیٰ کی ہستی اور اپنی صداقت کا ثبوت بہم پہنچانا تھا پس یہ پیشگوئی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن کریم کی عظمت و صداقت اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی راستبازی ثابت کرنے کے لئے بطور ایک نشان تھی اسی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پُردرد دعائیں بھی اشارہ کرتی ہیں۔ جو آپ نے اپنے رشتہ داروں کی اباحت و بے دینی اور شرمناک اخلاق اور دینی پستی کو دیکھتے ہوئے کیں۔ اور جن میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہوئے عرض کیا۔ کہ الٰہی الی ما یستھزء بک و برسولک وحتام یکذبون کتابک ویسبون نبیک (آئینہ کمالات اسلام صـ۵۶۹)

یعنی کب تک تجھ پر اور تیرے پاک رسول پر استہزا کیا جائے گا۔ اور کب تک یہ تیری کتاب کو جھٹلاتے اور تیرے پاک نبی کو گالیاں دیتے رہیں گے۔ خداتعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو سنا۔ اور ان لوگوں کی درخواست پر آخر وہ نشان اتارا۔ جس کا انکار کر کے مرزا احمد بیگ۔ خداتعالیٰ کی قہری تجلی کا نشانہ بن گیا۔ اور اس نے مر کر اپنے خاندان کو بتا دیا۔ کہ ؎

من نہ کردم شما حذر بکنید

پیشگوئی کو مخفی رکھنے کی وجہ

اس میں شبہ نہیں۔ کہ ابتداءً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پیشگوئی کو مخفی رکھا۔ مگر اسکی وجہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بیان فرما دی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ ایک خانگی معاملہ تھا۔ اور جن کے لئے یہ نشان تھا۔ ان کو تو پہنچا دیا گیا تھا۔ اور یقین تھا۔ کہ والد اس دختر کا ایسی اشاعت سے رنجیدہ ہوگا۔ اس لئے ہم نے دل شکنی اور رنج دہی سے گریز کی۔ بلکہ یہ بھی نہ چاہا کہ در حالت رد و انکار وہ بھی اس امر کو شائع کریں۔ اور گو ہم شائع کرنے کے لئے مامور تھے۔ مگر ہم نے مصلحتاً دوسرے وقت کی انتظار کی۔ یہاں تک کہ اس لڑکی کے ماموں مرزا نظام الدین نے جو مرزا امام الدین کا حقیقی بھائی ہے۔ شدت غیظ و غضب میں آگر اس مضمون کو آپ ہی شائع کر دیا۔ اور شائع بھی ایسا کیا۔ کہ شاید ایک یا دو ہفتہ تک دس ہزار مرد و عورت تک ہماری درخواست نکاح اور ہمارے مضمون الہام سے بخوبی اطلاع یاب ہو گئے ہونگے۔ اور پھر زبانی اشاعت پر اکتفا نہ کر کے اخباروں میں ہمارا خط چھپوایا اور بازاروں میں ان کے دکھلانے سے وہ خط جا بجا پڑھا گیا۔ اور عورتوں اور بچوں تک اس خط کے مضمون کی منادی کی گئی۔ اب جب مرزا نظام الدین کی کوشش سے وہ خط ہمارا نورافشاں میں بھی چھپ گیا۔ اور عیسائیوں نے اپنے مادہ کے موافق بے جا افترا کرنا شروع کیا۔ تو ہم پر فرض ہو گیا۔ کہ اپنے قلم سے اصلیت کو ظاہر کریں"۔ (آئینہ کمالات اسلام صـ۲۸۷-۲۸۸)

نوٹ۔ یہ خط جو مرزا احمد بیگ کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت حصولِ رشتہ کے لئے پرائیویٹ طور پر لکھا تھا۔ ان لوگوں نے ۱۰ر مئی ۱۸۸۸ء کے پرچہ نورافشاں میں چھپوا دیا۔ اور عیسائیوں کو اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر ہنسی اڑانے کا موقع بہم پہنچایا۔ (ملاحظہ ہو آئینہ کمالات اسلام صـ۲۷۹)

اسی طرح فرماتے ہیں۔

"یہ الہام جو شرطی طور پر مکتوب الیہ کی موت فوت پر دلالت کرتا تھا ہم کو بالطبع اسکی اشاعت سے کراہت تھی بلکہ ہمارا دل یہ بھی نہیں چاہتا تھا۔ کہ اس سے مکتوب الیہ کو مطلع کریں۔ مگر اس کے کمال اصرار سے جو اس نے زبانی اور کئی انکساری خطوں کے بھیجنے سے ظاہر کیا ہم نے سراسر سچی خیر خواہی اور نیک نیتی سے اس پر یہ امر سربستہ ظاہر کر دیا۔ پھر اس نے اور اس کے عزیز مرزا نظام الدین نے اس الہام کے مضمون کو آپ شہرت دی۔ (حاشیہ آئینہ کمالات اسلام صـ۲۸۷)

پس ابتداء میں اس پیشگوئی کو مخفی رکھنا بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلیٰ اخلاق کی دلیل تھی۔ نہ اس امر کا ثبوت کہ نعوذ باللہ اس میں کسی نفسانیت کی جھلک تھی جس کے ظاہر ہونے کا آپ کو اندیشہ تھا۔

زبان اردو اور اہل قادیان

اردو زبان جماعت احمدیہ کی مقدس مذہبی زبان ہے۔ جواب نرغہ اعدا میں گھری جا رہی ہے۔ اس کی توسیع و اشاعت کے لئے حامیان اردو کی امداد کرنا جماعت کا اولین فرض ہے۔ پنجابی اگر سکھوں کے لئے باوا نانک رحمۃ اللہ کی زبان ہونے کی وجہ سے مقدس ہے۔ تو اردو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان ہونے کی وجہ سے جماعت کے نزدیک مذہبی ہے۔ قادیان میں یہی زبان بولنی چاہیئے۔ اہل قادیان کو چند ماہ اس کی تیاری کے لئے مہلت دے دی جائے بعد ازاں بوقت مقررہ پر سب لوگ اردو بولنا شروع کر دیں۔ حامیان اردو میں اضطراب ہے۔ اردو کا چرچا بڑھ رہا ہے۔ یہ امر ان کے دلوں میں قادیان کی عزت اور عظمت و محبت پیدا کر دے گا۔ جماعت کی دھاک بیٹھ جائے گی۔ اس کے علاوہ خود افراد جماعت کو بیش بہا علمی فوائد حاصل ہوں گے۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی زبان مادری اردو ہے۔ کیا عشاق کے نزدیک محبوب کی زبان محبوب نہیں ہوتی۔ تھوڑی سی کوشش سے اپنی زبان کو مقدس امام کی زبان میں رنگین کیا جا سکتا ہے۔ حاضر الوقت امام کے علاوہ خود بانی سلسلہ علیہ السلام کا لٹریچر بیشتر اردو میں ہے۔ مسلمان نادان ہیں۔ ان کی کوئی تحریک جماعت احمدیہ کی امداد کے بغیر مثمر بہ ثمرات حسنہ نہیں ہو سکتی اسلامیان ہند کی ہر چیز کا مستقبل جماعت احمدیہ سے وابستہ ہے۔ پنجاب کے اندر اردو مادری زبان رکھنے والا خطہ پیدا کر دکھانا اولوالعزمی ہے۔

خاکسار اللہ بخش مدرس از جھنگ

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق خدا تعالےٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

(۳)

مرزا احمد بیگ کو اطلاع

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اللہ تعالےٰ کا یہ حکم پہونچا۔ کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر۔ تو آپ نے مرزا احمد بیگ کو اس ارشاد کی تعمیل میں ایک خط لکھا۔ اور اس میں تحریر فرمایا۔ کہ کنتم قد طلبتم اٰیۃ من ربی فھٰذہٖ اٰیۃ لکم (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۳) ۔یعنی تم نے میرے رب کا کوئی نشان طلب کیا تھا۔ پس یہ نشان ہے۔ جو تمہارے لئے خدا تعالےٰ نے ظاہر کیا۔ اسی طرح فرمایا۔ ماکان لی حاجۃٌ الیک والیٰ بنتک وما ضیق اللّٰہ علیّ والنسآء سواھا کثیر واللّٰہ یتولی الصالحین (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۳) کہ مجھے اس رشتہ کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور نہ مجھ پر کوئی تنگی ہے۔ اور خدا تعالےٰ صالحین کا خود والی ہوتا ہے۔ گویا بتا دیا۔ کہ یہ پیشگوئی اس لئے نہیں کی گئی۔ کہ آپ کو اس رشتہ کی ضرورت ہے۔ آپ کو تو اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ جیسا کہ ما ذھب وھلی خطا الیھا (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۳) سے ظاہر ہے بلکہ اس پیشگوئی کی صرف ایک ہی غرض تھی۔ اور وہ یہ کہ مرزا احمد بیگ کے خاندان کے افراد کو ان کی سرکشی بے دینی اور کفر و الحاد کی بنا ء پر اور انہی کی درخواست اور بار بار کے تقاضوں پر اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کا ایک نشان دکھلائے اگر وہ اس رشتہ کو منظور کر لیں۔ تو انہیں اسی طرح اپنی برکات سے حصہ دے۔ جس طرح امہات المومنین رضـ ۱۔ حضرت میمونہ بنت الحارث۔ ۲۔ حضرت اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان ۔ ۳۔ حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب۔ ۴۔ حضرت جویریہ۔ اور ۵۔ حضرت سَودہ بنت زمعہ کی وجہ سے جبکہ وُہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے نکاح میں آگئیں۔ اُن کے قبیلہ۔ اور خاندان کو برکاتِ الہٰیہ سے بہرہ ور کیا گیا۔ یعنی محض ان نکاحوں کی وجہ سے اُن کے خاندان اور قبائل اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور روحانی برکات سے مالامال ہو گئے۔ اور اگر انکار کریں۔ تو عذاب نازل کرے۔ تاکہ اُن کا کُفر و الحاد اگر رحمت کے طریق سے دُور نہ ہو۔ تو عذاب کے ذریعہ سے دُور کیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے مدنظر محض اپنی مخلوق کی اصلاح ہے۔ خواہ نرمی سے ہو۔ یا سختی سے۔ رحمت کے ذریعہ سے ہو۔ یا عذاب کے ذریعہ۔ بہرحال مرزا احمد بیگ کے خاندان کو اختیار دے دیا گیا۔ کہ وُہ جس طریق کو چاہے اختیار کرے۔ چنانچہ ایک اور خط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرزا احمد بیگ کو لکھتے ہیں:۔

”خدا تعالےٰ نے اپنے الہام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے۔ کہ اگر آپ اپنی دُختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں۔ تو وُہ تمام نحوستیں آپ کی اس رشتہ سے دُور کر دے گا۔ اور آپ کو آفات سے محفوظ رکھ کر برکت پر برکت دے گا۔ اور اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا۔ تو آپ کے لئے دُوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا اور اس کا انجام درد۔ اور تکلیف اور موت ہوگی۔ یہ دونوں طرف برکت اور موت کی ایسی ہیں۔ جن کو آزمانے کے بعد میرا صدق اور کذب معلوم ہوسکتا ہے (اب جس طرح چاہو۔ آزما لو) میری برادری کے لوگ مجھ سے ناواقف ہیں۔ اور خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ میرے کاموں کو ان پر بھی ظاہر کرے“۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۹ و صفحہ ۲۸۰)

پیشگوئی کو پُورا کرنے کی کوشش کرنا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرزا احمد بیگ کی طرف یہ خطوط لکھنا شرعاً۔ اخلاقاً یا رواجاً کوئی معیوب امر نہیں۔ بلکہ الہٰی فرمُودہ کے پورا کرنے کے لئے کوشش کرنا ایک مستحسن امر ہے مگر مخالفینِ احمدیت کی نگاہ میں یہ امر بھی خار کی طرح کھٹکنے لگا۔ اور کہا جانے لگا۔ کہ مرزا احمد بیگ کو خطُوط لکھنا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ ”مرزا صاحب کو ان الہامات کے مؤثر ہونے پر اعتماد نہ تھا“ اگر الہامات پر اعتمادِ کلی رکھتے تو صرف ان کی اشاعت پر قناعت کرتے اور حصُولِ مقصد کے لئے دُوسرے ذرائع استعمال میں نہ لاتے۔ گویا مخالفین کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے صرف اتنا ہی کافی تھا۔ کہ اگر انہیں اپنے الہامات پر اعتمادِ کلی تھا۔ تو ان کی اشاعت پر قناعت کرتے۔ اور حصُولِ رشتہ کے لئے نہ خطوط لکھتے۔ نہ ظاہری جد و جہد کرتے:۔

مگر مخالفین کا یہ اعتراض بھی اُنکا کی قلتِ تدبر اور منہاجِ نبوت سے پرلے درجہ کی ناواقفیت پر مبنی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے وعدوں کے باوجُود کوشش کرنا اور ظاہری تدابیر سے کام لینا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ کیا انہیں معلوم نہیں۔ اللہ تعالےٰ کا تمام رسل سے یہ وعدہ رہا ہے۔ کہ وُہ دُنیا پر غالب آکر رہیں گے۔ جیسا کہ کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا و رسلی۔ اور ان جند نا لھم المنصُورون سے ظاہر ہے۔ مگر کیا جب انبیاء علیہم السّلام کو فتح کے وعدے اور کامیابی کی بشارتیں مل گئیں۔ تو انہوں نے جد و جہد بند کر دی۔ سرًّا و علانیۃً لوگوں کو سمجھانا ترک کر دیا۔ اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ گئے۔ اگر نہیں۔ بلکہ وُہ برابر اپنی کوششوں میں لگے رہے۔ تو کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ الہٰی وعدوں کی موجُودگی میں کوشش کرنا ناجائز ہے۔ پھر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ تھا۔ کہ واللّٰہ یعصمک من الناس۔ یعنی خدا تعالےٰ تجھے لوگوں کے اُن منصُوبوں سے بچائیگا۔ جو وہ تیرے قتل وغیرہ کے متعلق کرتے ہیں۔ تو آپ کیوں بعض دفعہ دو دو زرہیں پہنکر لڑائی میں تشریف لے جاتے۔ مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس بات کی توضیح کی ہے۔ کہ آیت کریمہ واللّٰہ یعصمک من الناس۔ ابتدائی ایامِ نبوت میں جبکہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے۔ نازل ہوئی۔ (درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۹۸) مگر اس آیت کے نازل ہونے کے باوجود رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے نکلے تو رات کے وقت پوشیدہ طور پر نکلے۔ اور غارِ ثور میں پناہ گزین ہُوئے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کا آپ سے وعدہ تھا کہ مَیں تیری حفاظت کروں گا۔ اور بظاہر اس وعدۂ حفاظت کے مطابق نہ آپ کو مکّہ سے نکلنا چاہیئے تھا۔ اور نہ غارِ ثور میں پوشیدہ رہنا چاہیئے تھا۔ مگر آپ الہٰی وعدۂ حفاظت کے باوجود رات کو مکّہ سے باہر نکلے اور غارِ ثور میں رہے۔ جس سے صاف معلوم ہُوا۔ کہ الہٰی وعدوں کے باوجود ظاہری اسباب کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے :۔

پھر سراقہ بن مالک کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ اس کے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کنگن ہونگے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس صحابیؓ کو اپنے سامنے سونے کے کڑے صرف اس لئے پہنائے۔ کہ تا رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی ظاہری صُورت میں بھی پُوری ہو جائے۔ حالانکہ مردوں کے لئے سونے کے کنگن پہننا ناجائز ہے:۔

پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے مرزا احمد بیگ۔ یا اس کے متعلقین کو خطوط لکھے۔ کہ مجھے رشتہ دیدیا جائے تو کونسا گناہ کیا۔ کہ مخالفین کو اس میں اعتراض کا پہلو نظر آگیا۔ اُن خطوط کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی تمام تر سعی و کوشش خدا تعالےٰ کے جلال کے اظہار کے لئے۔ اور اس خاندان کو برکاتِ الہٰی سے بہرہ ور کرنے کے لئے تھی۔ اور نبی سے بڑھ کر اور کون ہے۔ جو اپنی قوم یا خاندان کے لئے برکات کا خواہشمند ہو۔ اور چونکہ کامل طور پر برکات کا نزول رشتہ سے مشروط تھا۔ اس لئے آپ نے چاہا۔ کہ یہ شرط پُوری ہو جائے۔ اور اسی کے لئے آپ نے کوشش کی۔ جو سُنتِ انبیاء اور شریعت کے عین مطابق ہے:۔

قرآنِ مجید کی بعض اور آیات سے استدلال

قرآنِ مجید کی بعض اور آیات سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے وعدوں کی موجودگی میں ظاہری تدابیر اختیار کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ایک طرف تو اللہ تعالےٰ مومنوں کو جنگ میں کامیابی کی بشارت دیتے ہُوئے فرماتا ہے۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ یعنی لشکرِ کفار شکست کھا کر بھاگ جائے گا۔ اور دوسری طرف مومنوں کو حکم دیتا ہے۔ کہ اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل (انفال ع۸) یعنی جس قدر بھی طاقت و قوت کے لحاظ اور گھوڑوں کی مضبوطی و مرابطت کے لحاظ سے تم تیاری کر سکتے ہو۔ کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ظاہری تدابیر سے کام لینا بھی ضروری ہوتا ہے:۔

اگر کوئی شخص کہے۔ کہ اس جگہ چونکہ اعدوا لھم ما استطعتم کا حکم بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اس لئے تدبیر کرنا ضروری تھا۔ تو اول تو ہم کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالےٰ نے ہی حکم دیا تھا۔ کہ اخطب صبیۃ الکبیرۃ لنفسک (آئینہ کمالاتِ اسلام ص۵۷۳) یعنی مرزا احمد بیگ کی" دخترِ کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر" (آئینہ کمالاتِ اسلام ص۲۸۶) اسی لئے مرزا احمد بیگ کو خط لکھتے ہُوئے آپ نے تصریح فرما دی۔ کہ کتبتُ مکتوبی ھٰذا من امر ربی لا عن امری (آئینہ کمالاتِ اسلام ص۵۷۳) یعنی میں نے یہ خط خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت لکھا ہے۔ نہ کہ اپنے کسی ذاتی خیال کے ماتحت۔ پس آپ کے لئے بھی ظاہری تدابیر سے کام لینا ضروری تھا۔ دُوسرے یہ بات بالکل غلط ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی وجہ سے صحابہؓ جنگ کے لئے تیاری کرتے تھے۔ اگر حکم نہ ہوتا۔ تو نہ کرتے کیونکہ یہ بات نہ صرف عقلِ سلیم۔ بلکہ واقعات کے بھی خلاف ہے۔ صحابہؓ کو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کی حکومتیں پاش پاش ہونے اور اُن کے اموال و خزائن کا وارث بن جانے کی خوشخبری دی تھی۔ اگر کوشش کرنا حرام ہوتا۔ اور الہٰی وعدوں کو پورا کرنے کے لئے ظاہری تدابیر سے کام لینا ممنوع ہوتا۔ تو صحابہؓ اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے۔ اور میدانِ جنگ کا رُخ بھی نہ کرتے۔ مگر صحابہؓ نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح یہ نہیں کہا۔ کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ یعنی اے موسےٰ جب خدا کا وعدہ ہے۔ کہ وُہ ہمیں فتح دے گا۔ تو تُو اور تیرا رب جاکر دُشمنوں سے لڑائی کرتے پھرو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ انہوں نے مختلف قسم کی تدابیر سے کام لیا۔ اور اگر جنگ کرنا پڑا۔ تو اپنا خون بہانے سے بھی دریغ نہ کیا۔ تب انہیں حکومتیں بھی ملیں اور خدا تعالےٰ کے وعدے بھی پُورے ہوئے۔

پھر قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما من دآبۃٍ فی الارض الا علی اللّٰہ رزقھا (پارہ ۱۲) یعنی ہر جاندار کو روزی دینا اللہ تعالےٰ کا کام ہے مگر کیا اس نصِ قرآنی کے بعد حصولِ رزق کے لئے کسی ظاہری تدبیر سے کام لینے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور کیا ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جانے پر اللہ تعالےٰ کا رزق حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ (الفتح) یعنی دینِ اسلام ایک دن تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آجائے گا۔ اور یہ بھی کہ واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون خدا تعالےٰ اپنے نور کو کامل طور پر پھیلائیگا اگرچہ کافر اسے ناپسند ہی کریں۔ مگر کیا اس ارشادِ الہٰی کی موجودگی میں کوئی عقل و فکر رکھنے والا انسان کہہ سکتا ہے کہ تبلیغ اسلام کرنے کی کیا ضرورت ہے خدا تعالےٰ خود کفار کی گردنیں پکڑ کر اسلام کے جُوئے کے نیچے لائے گا۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ قرآنِ مجید میں ہے۔ کہ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین یعنی قریب کے مُلک میں رومی اہلِ فارس سے مغلوب ہو گئے ہیں۔ مگر چند سال بعد یہ پھر اہلِ فارس پر غالب آجائیں گے لیکن ہر شخص جانتا ہے۔ کہ یہ الہٰی وعدہ جنگ کے بعد ہی پورا ہوا۔ ایسا نہیں ہوا۔ کہ رومی گھروں میں بیٹھے رہے۔ اور اہلِ فارس پر غالب آگئے ہوں۔

توکل کا غلط مفہُوم

حقیقت یہ ہے۔ کہ توکل کا یہ غلط مفہوم لیا جاتا ہے۔ کہ ظاہری تدابیر سے کام نہ لیا جائے۔ حالانکہ وعدۂ الہٰی مومنوں کی کوشش اور توکل۔ تینوں ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم نے جب کنعان کی سرزمین میں داخل ہونے سے انکار کیا۔ تو انہیں یہی کہا گیا کہ ادخلوا علیھم الباب فاذا دخلتموہ فانکم غالبون وعلی اللّٰہ فتوکلوا ان کنتم مومنین (مائدہ) یعنی دشمن کا مقابلہ کرو۔ اور اس شہر کو فتح کرو۔ اور یاد رکھو۔ کہ مقابلہ میں تم غالب آؤ گے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ پر توکل کرو۔ اگر تم مومن ہو۔ گویا توکل کا مقام انسانی کوششوں سے علیحدہ نہیں۔ بلکہ ظاہری تدبیروں سے کام لیتے ہُوئے اپنی نگاہ اللہ تعالےٰ پر رکھنا۔ اور اپنی تدبیروں کو ہیچ سمجھتے ہُوئے خدا تعالےٰ کو ہی کارساز سمجھنا توکل ہے:۔

پس کوشش کرنا بہرحال ضروری ہوتا ہے۔ اور جو شخص اس کو ناجائز سمجھتا ہے وُہ شریعت سے قطعاً ناواقف ہے۔ کیا قرآنِ مجید کی حفاظت کے متعلق اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ موجود نہیں۔ کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون۔ یعنی ہم نے ہی اس قرآن مجید کو اُتارا۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ پھر کیا کوئی شخص جس کا یہ دعویٰ ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کے وعدوں کے ہوتے ہُوئے ظاہری تدابیر سے کام لینا گناہ ہے۔ ثابت کر سکتا ہے۔ کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کا حفظ کرانا۔ یا اس کا لکھانا موقوف کرا دیا تھا۔ اور اگر نعوذ باللہ اسی خیال کے ماتحت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم قرآنِ مجید کی تلاوت۔ اس کا حفظ۔ اور اس کی کتابت بند کرا دیتے۔ یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس سلسلہ میں نہایت قابلِ قدر اور عظیم الشان خدمات سرانجام نہ دیتے۔ تو بتلا سکتے ہو۔ اس کا کیا نتیجہ ہوتا؟

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اسباب پر تکیہ کر لینا ایک شعبۂ شرک ہے۔

مگر اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ ترک اسباب بھی گناہ عظیم ہے۔ اور انسانی فرائض بلکہ تعظیم لامر اللہ میں یہ امر داخل ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کے وعدوں کو پورا کرنے کی ظاہری لحاظ سے کوشش کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے اور فرماتے ہیں:-

میں تمہیں حدِ اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ۔ اور اس خدا کو فراموش کردو۔ جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے۔

(کشتی نوح صـ۲۰)

پس اسباب سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ اور انہی اسباب میں سے ایک دعا ہے۔ جس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اتنا زور دیا ہے۔ کہ اور کسی نبی سے اتنا زور ثابت نہیں۔ اگر اسباب سے کام لینا گناہ ہے۔ تو گویا اللہ تعالےٰ کے وعدوں کے ہوتے ہوئے جو انبیاء علیہم السلام کو ان کی کامیابی کے متعلق دئے جاتے رہے ان کا اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کرنا بھی قابل اعتراض ہُوا۔ کیونکہ دعا بھی اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

ترکِ اسباب گناہ ہے

واقعہ یہ ہے کہ اسباب سے کام لینا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اور جو شخص ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور سمجھ لیتا ہے۔ کہ چونکہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے اس لئے وہ خود پورا کرے گا۔ وہ خدا تعالےٰ کے استغنائے ذاتی کو برانگیختہ کرتا اور ایسے مقام پر کھڑا ہوتا ہے۔ جس جگہ کھڑا ہونے سے انبیاء تک کانپتے ہیں۔ پھر عقلاً بھی اللہ تعالےٰ کی محبت کا یہ طبعی تقاضا ہونا چاہیئے۔ کہ انسان اپنے محبوب کے ارادوں کو پورا کرنے میں سعی و کوشش سے کام لے۔ کیونکہ عاشقِ صادق ایک لمحہ کے لئے بھی یہ پسند نہیں کرسکتا کہ اس کا محبوب ایک بات کہے۔ اور وہ عشق صادق رکھتے ہوئے اس کو پورا کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں نہ ہلائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنی تصنیف "اعجاز احمدی" میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں

"افسوس ہے کہ یہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے۔ انبار در انبار اُن کے دامن میں جھوٹ کی نجاست ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں۔ عیسائی کہا کرتے تھے۔ کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن شریف میں فتح کی پیشگوئی کی گئی تھی تو آپ نے جنگیں کیوں کیں اور دشمنوں کو حیلوں تدبیروں سے قتل کیوں کیا۔ آج اسی قسم کے اعتراض یہ لوگ پیش کر رہے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں۔ کہ احمد بیگ کی لڑکی کے لئے ان کے تالیفِ قلوب کیلئے حیلوں سے کیوں کوشش کی گئی۔ اور کیوں احمد بیگ کی طرف ایسے خط لکھے گئے مگر افسوس کہ یہ دونوں یعنی عیسائی اور یہ نئے یہود یہ نہیں سمجھتے۔ کہ پیشگوئیوں میں جائز کوشش کو حرام نہیں کیا گیا۔ جس شخص کو خدا یہ خبر دے کہ فلاں بیمار اچھا ہو جائے گا۔ اس کو منع نہیں ہے کہ وہ دوا بھی کرے۔ کیونکہ شاید دوا کے ذریعہ سے اچھا ہونا مقدر ہو۔ غرض ایسی کوشش کرنا نہ عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک ممنوع ہے۔ نہ اسلام میں۔" صـ۱

پھر فرماتے ہیں:-

"یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اس پیشگوئی کے پورے ہونے کے لئے کوشش کی گئی؟ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ یا تو قرآن شریف سے بے خبر ہیں۔ اور یا اندر ہی اندر جامۂ ارتداد پہن لیا ہے۔ اے نادانو! خدا نے پیشگوئیوں کے پورے کرنے کے لئے کوششوں کو حرام نہیں کیا۔ کیا تم کو وہ حدیث بھی یاد نہیں جس میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے ایک پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے ایک صحابیؓ کو سونے کے کڑے پہنا دئے تھے۔ اور یہ بھی حدیث ہے۔ کہ اگر کوئی رؤیا دیکھو اور اس کو خود پورا کرسکتے ہو۔ تو اپنی کوشش سے اس خواب کو سچی کردو۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ صـ۳۲)

پھر فرماتے ہیں:-

"یہ کہاں سے معلوم ہوا۔ کہ کسی پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے کوئی جائز کوشش کرنا حرام ہے۔ ذرا غور سے اور حیا سے سوچو کہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں یہ وعدہ نہیں دیا گیا تھا۔ کہ عرب کی بُت پرستی نابود ہوگی۔ اور بجائے بت پرستی کے اسلام قائم ہوگا۔ اور وہ دن آئیگا۔ کہ خانہ کعبہ کی کنجیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوں گی جس کو چاہینگے دینگے۔ اور خدا یہ سب کچھ آپ کرے گا۔ مگر پھر بھی اسلام کی اشاعت کے لئے ایسی کوشش ہوئی۔ جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ بلکہ حدیث صحیح میں ہے کہ اگر کوئی خواب دیکھے۔ اور اس کی کوشش سے وہ خواب پوری ہو سکے۔ تو اس رؤیا کو اپنی کوشش سے پورا کرلینا چاہیئے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۱۹۴)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:-

"یہ کہنا کہ پیشگوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لئے کوشش کی گئی۔ اور طمع دی گئی۔ اور خط لکھے گئے یہ عجیب اعتراض ہیں۔ سچ ہے انسان شدتِ تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے۔ کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا۔ کہ اگر وحیٔ الٰہی کوئی بات بطور پیشگوئی ظاہر فرمائے۔ اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کرسکے۔ تو اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کو پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خود اپنا فعل اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ اور پھر حضرت عمرؓ کا ایک صحابی کو کڑے پہنانا دوسری دلیل ہے۔ اور اسلام کی ترقی کے لئے بھی قرآن شریف میں ایک پیشگوئی تھی۔ پھر کیوں اسلام کی ترقی کے لئے جان توڑ کر کوشش کی گئی تھی۔ یہاں تک کہ مؤلفۃ القلوب کے لئے کئی لاکھ روپیہ دیا گیا۔ اور اس جگہ تو زمین وغیرہ کے لئے اصل تحریک خود احمد بیگ کی طرف سے تھی۔"

(حقیقۃ الوحی صـ۱۹۱)

پس یہ اعتراض بالکل باطل اور قرآنِ مجید کی نصوص بینہ کے مغائر ہے۔

وحی والہام کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ایمان

باقی رہا اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ الہامات پر اعتماد۔ سو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو جس قدر حاصل تھا۔ اس کا پتہ مندرجہ ذیل تحریرات سے لگ سکتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:-

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے۔ اُس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اُس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اسکے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے۔ وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ)

اسی طرح فرماتے ہیں:-

"میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی صـ۲۱۱)

پھر فرماتے ہیں:-

"میں خدا تعالےٰ کی تئیس ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کرسکتا ہوں۔ میں اُس کی اِس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں۔ جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی صـ۱۵۰)

اسی پیشگوئی کے سلسلہ میں آپ ایک خط میں مرزا احمد بیگ کو لکھتے ہیں:- "یہ عاجز جیسے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہے۔ ویسے ہی خدا تعالےٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے۔"

(خط ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء منقول از نکاح مرزا مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب صـ۱۳ بحوالہ کلمہ فضل رحمانی)

تجلیات الٰہیہ میں فرماتے ہیں۔

"میرے نادان مخالفوں کو خدا روز بروز انواع و اقسام کے نشان دکھلانے سے ذلیل کرتا جاتا ہے۔ اور میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کو اس نے ابراہیم علیہ السلام سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰق ع سے اور اسمٰعیل ع سے اور یعقوب ع سے اور یوسف ع سے اور موسیٰ ع سے اور مسیح ابن مریم ع سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں۔

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴-۲۵)

اسی طرح فرماتے ہیں:-

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
وارثِ مصطفیٰ شدم بیقیں
شدہ رنگیں برنگ یارِ حسیں
ہمں یقینے کہ بود عیسیٰ را
برکلامے کہ شد برو القا
واں یقینِ کلیم بر تورات
واں یقیں ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں
ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

(نزول المسیح صفحہ ۹۹)

پھر فرماتے ہیں۔

"میں اپنے پورے یقین سے جانتا ہوں کہ خدا وہی قادر خدا ہے جس نے میرے پر تجلی فرمائی اور اپنے وجود سے اور اپنے کلام اور اپنے کام سے مجھے اطلاع دی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ قدرتیں جو میں اس سے دیکھتا ہوں اور وہ علم غیب جو میرے پر ظاہر کرتا ہے اور وہ قوی ہاتھ جس سے میں ہر خوفناک موقع پر مدد پاتا ہوں وہ اسی کامل اور سچے خدا کے صفات ہیں۔ جس نے آدم ع کو پیدا کیا اور جو نوح ع پر ظاہر ہوا اور طوفان کا معجزہ دکھلایا۔ وہ وہی ہے جس نے موسیٰ ع کو مدد دی جب کہ فرعون اس کو ہلاک کرنے کو تھا۔ وہ وہی ہے جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید الرسل کو کافروں اور مشرکوں کے منصوبوں سے بچا کر فتح کامل عطا فرمائی۔ اسی نے اس آخری زمانہ میں میرے پر تجلی فرمائی۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۲)

"خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے جیسا کہ وعدہ کیا تھا میری عمر میں برکت دی۔ بڑی بڑی بیماریوں سے میں جانبر ہو گیا اور کئی دشمن بھی منصوبے کرتے رہے کہ کسی طرح میں کسی پیچ میں پڑ کر اس دار دنیا سے رخصت ہو جاؤں مگر وہ اپنے مکروں میں نامراد رہے اور میرے خدا کا ہاتھ میرے ساتھ رہا اور اس کی پاک وحی جس پر میں ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں پر۔ مجھے ہر روز تسلی دیتی رہی سو یہ خدا کے نشان ہیں۔ جن کے دیکھنے سے اس کا چہرہ نظر آتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳)

نزول المسیح ع میں بھی فرماتے ہیں۔

"میرے پاس یہ ذکر کرنا کہ کیوں وہ کلام جو تم پر نازل ہوا حدیث النفس نہیں۔ یہ بات ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ کیوں ممکن نہیں کہ تمہارا یہ خیال کہ تم آنکھوں سے دیکھتے ہو اور زبان سے بولتے ہو اور کانوں سے سنتے ہو۔ یہ غلط خیال ہے۔ پس عزیزو تم سوچو اور سمجھ لو کہ کیا وہ شخص جس کو معلوم ہے کہ میں آنکھ بند کرنے سے پھر کچھ دیکھ نہیں سکتا اور کانوں کے بند کرنے سے کچھ سن نہیں سکتا اور زبان کے کاٹے جانے سے پھر کچھ بول نہیں سکتا۔ وہ ایسے منکرانہ جرح کو کچھ حقیقت نہیں سمجھے گا یا شک میں پڑے گا کہ شاید میں آنکھ سے نہیں دیکھتا اور کان سے نہیں سنتا اور زبان سے نہیں بولتا۔ سو اسی طرح میرا حال ہے۔ خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوا اور ہوتا ہے وہ میری روحانی والدہ ہے جس سے میں پیدا ہوا۔ اس نے مجھے ایک وجود بخشا ہے جو پہلے نہ تھا اور ایک روح عطا کی ہے جو پہلے نہ تھی۔ میں نے ایک بچہ کی طرح اس کی گود میں پرورش پائی اور اس نے مجھے ہر ایک ٹھوکر سے سنبھالا اور ہر ایک گرنے کی جگہ سے بچا لیا۔ وہ کلام ایک شمع کی طرح میرے آگے آگے چلا۔ یہاں تک کہ میں منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ اس سے زیادہ کوئی بدذاتی نہیں ہوگی۔ کہ میں یہ کہوں کہ وہ خدا کا کلام نہیں۔ میں اسی طرح اس کو خدا کا کلام جانتا ہوں۔ جس طرح میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ میں زبان سے بولتا ہوں اور کانوں سے سنتا ہوں اور میں کیونکر اس سے انکار کروں۔ اس نے تو مجھے خدا دکھلایا اور چشمہ شیریں کی طرح معارف کا پانی مجھے پلاتا رہا۔ اور ایک ٹھنڈی ہوا کی طرح ہر ایک حبس کے وقت میں مجھے راحت بخش ہوا۔"

نزول المسیح صفحہ ۸۷، ۸۸)

اسی طرح فرماتے ہیں۔

"ایک تقویٰ شعار آدمی کے لئے یہ کافی تھا کہ خدا نے مجھے مفتریوں کی طرح ہلاک نہیں کیا۔ بلکہ میرے ظاہر اور باطن اور میرے جسم اور میری روح پر وہ احسان کئے۔ جن کو میں شمار نہیں کر سکتا۔ **میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا۔ اور اب میں بوڑھا ہو گیا۔** اور ابتداء دعویٰ پر بیس برس سے بھی زیادہ عرصہ گذر گیا۔ بہت سے میرے دوست اور عزیز جو مجھ سے چھوٹے تھے۔ فوت ہو گئے اور اس نے مجھے عمر دراز بخشی۔ اور ہر ایک مشکل میں میرا متکفل اور متولی رہا۔ پس کیا ان لوگوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں۔ کہ جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں اب بھی اگر مولوی صاحبان مجھے مفتری سمجھتے ہیں۔ تو اس سے بڑھ کر ایک اور فیصلہ ہے اور وہ یہ کہ میں ان الہامات کو ہاتھ میں لے کر جن کو میں شائع کر چکا ہوں۔ مولوی صاحبان سے مباہلہ کروں"

(انجام آتھم صفحہ ۵۰، ۵۱)

یہ وہ تحدی اور اپنے الہامات کے منجانب اللہ ہونے پر غیر متزلزل یقین و ایمان ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھا۔ کون ہے۔ جو ان تحریرات کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک لمحہ کے لئے بھی کہہ سکے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے "الہامات کے مؤثر ہونے پر اعتماد" نہ تھا۔؟

48

علماء سوء نے مسلمانوں کو گمراہ کر رکھا ہے

"جمعیۃ العلماء" کے واحد ترجمان "الجمعیۃ" ۹ جنوری نے اپنے علماء کی جو حقیقت بیان کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

علماء کرام دین الٰہی کے امین، علم و عمل کے ستون اور ایمان کا مرکزی نقطہ ہیں ان کی زندگی تمام امت کی زندگی اور ان کی بیداری تمام امت کی بیداری ہے۔ وہ تمام امت کے لئے نمونہ عمل اور اعمال حسنہ کا سرچشمہ ہیں۔ ان کی مصلحانہ زندگی سے قوم و ملت کی تعمیر ہوتی ہے، ان کے افکار و خیالات سے افراد امت کی قوت خیالی نشوونما پاتی ہے اور ان کے روشن اعمال سے قوم کی عملی زندگی کا گوشہ گوشہ منور رہتا ہے کیونکہ عوام جو کچھ سوچتے ہیں علماء کے دماغ سے سوچتے ہیں جو کچھ دیکھتے ہیں فضلائے امت کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور ان ہی کے کانوں سے سنتے ہیں اور ان کی فکری اور عملی زندگی علماء ہی کے سانچہ میں ڈھل کر ظہور میں آتی ہے۔ لیکن اگر علماء کا قوام بگڑ جائے علماء حق کی جگہ علماء سوء کی شکلیں نظر آنے لگیں ہدایت و سعادت کی جگہ ان کا وجود ضلالت و گمراہی کا سبب بن جائے اور وہ کتاب و سنت اور اسلامی روح سے بیگانہ ہو کر "این راہ کہ تو میروی بترکستان است" کے مصداق بن جائیں تو امت کی تباہی یقینی ہو جاتی ہے۔ امت کی شیرازہ بندی اور وحدۃ خیال کی قوت مضمحل ہو جاتی

[illegible]

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق خدا تعالےٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اُس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

(۴)

مرزا احمد بیگ کا انکار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ کے اس نشان سے مرزا احمد بیگ کو جب خطوط کے ذریعہ اطلاع دے دی تو اب اس کا اختیار تھا۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اور عذاب دونوں پہلوؤں میں سے جس پہلو کو چاہتا اختیار کرتا۔ مگر اس خاندان کے افراد کی جبلی شوخی و شرارت جس کی بنا پر یہ نشان ظہور میں آیا۔ اسی امر کی متقاضی تھی کہ وہ اس نشان کو ٹھکرا دیتے اور اللہ تعالےٰ کی رحمت والے حصہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ کیونکہ جب ان کے نزدیک کوئی خدا ہی نہیں تھا۔ تو وہ کیونکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات تسلیم کر سکتے تھے۔ کہ اگر فلاں بات قبول کر لوگے تو اللہ تعالےٰ کی رحمتوں سے حصہ پاؤگے وہ پیشگوئی کو جب ڈھکوسلہ اور خدا کو فرضی وجود تصور کرتے تھے۔ تو کسی پیشگوئی میں مندرجہ امور کی صداقت کیونکر تسلیم کر سکتے تھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مرزا احمد بیگ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی لڑکی کا رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں فاعرض وابٰی (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۲) یعنی اس نے اپنا منہ پھیر لیا۔ اور رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ مرزا احمد بیگ کے اس انکار سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی بلکہ خوشی ہوئی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں "ما عرانی حزنٌ من ذالک الانکار بل فرحت فرحۃ المطلق من الاسر"

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۵)

یعنی اس کے انکار سے مجھے کوئی غم نہ پہنچا۔ بلکہ ایسی خوشی ہوئی جیسے قیدی کو رہا ہونے پر ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ کا مقصد محمدی بیگم کو نکاح میں لانا نہیں تھا بلکہ اپنے رشتہ داروں کو خدا تعالےٰ کی ایک قدرت کا نشان دکھانا تھا۔ اس لئے آپ نے انکار پر یہ خیال کیا کہ اگر انہوں نے اللہ تعالےٰ کی رحمت کا نشان جو آپ کے تعلقات سے وابستہ تھا۔ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے غضب کا نشان انہیں ضرور دکھائے گا۔ اور چونکہ مقصد محض نشان نمائی تھا۔ اور چونکہ بہر حال اللہ تعالےٰ کا نشان ظاہر ہونا تھا۔ اس لئے اقرار سے گریز کرنے کے باوجود ایک اور رنگ میں نشان الہٰی ظاہر ہونے کی وجہ سے آپ خوش ہوئے

پیشگوئی کی دلوں پر ہیبت

مگر چونکہ پیشگوئی کا دوسرا حصہ اپنے اندر عظیم الشان ہیبت رکھتا تھا اور اس میں یہ وعید تھا۔ کہ اگر لڑکی کا کسی اور جگہ رشتہ کیا گیا۔ تو والد اس دختر کا تین سال میں اور شوہر اڑھائی سال میں فوت ہو جائے گا۔ اس لئے طبعی طور پر مرزا احمد بیگ کے خاندان پر ہیبت طاری ہوئی۔ اور مرزا احمد بیگ کی عجیب حالت ہوگئی ایک طرف اس کی شوخی و شرارت اسے آمادہ کرتی کہ رشتہ نہ دے اور دوسری طرف طبعی خوف اُسے اپنی لڑکی کا کہیں اور رشتہ کرنے میں مانع تھا۔ کیونکہ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راستبازی کا بھی اثر تھا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۵)

اسی شش و پنج میں پانچ سال گذر گئے اور اس نے اپنی لڑکی کا کہیں رشتہ نہ کیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"فمکثت خمس سنین لا یزوّج احدًا نبتۃ ولا یخطب خیفۃ من وعید اللہ"

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۵)

یعنی پانچ سال تک وہ سراسیمگی کی حالت میں رہا۔ اور اللہ تعالےٰ کے وعید کی ہیبت سے کہیں اُس نے اپنی لڑکی کا بیاہ نہ کیا۔ مگر آخر اس نے اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح ۷ر اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد صاحب ساکن پٹی سے کر دیا۔

مرزا احمد بیگ کی ہلاکت

اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا تھا کہ "اگر نکاح سے انحراف کیا۔ تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔ اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائیگا۔ اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑیگی۔ اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئینگے"۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۶)

گویا پیشگوئی کے مطابق ۷ر اپریل ۱۸۹۲ء کے بعد تین سال کے عرصہ تک کئی کراہت اور غم کے امور دیکھنے کے بعد مرزا احمد بیگ کی ہلاکت مقدر تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا مرزا احمد بیگ روز نکاح سے تین سال کے عرصہ میں کراہت اور غم کے امور دیکھنے کے بعد ہلاک ہوا؟ واقعات گواہ ہیں کہ خدا تعالےٰ کی یہ پیشگوئی نہایت جلال کے ساتھ پوری ہوئی۔ کیونکہ "جیسا کہ پیشگوئی کا منشا تھا اسنے اپنی زندگی میں پیشگوئی کے بعد اپنے بیٹے کی وفات اور دو ہمشیروں کی وفات اور کئی قسم کے حرج اور تکالیف لی اور کئی ناکامیاں دیکھکر" (تبلیغ رسالت جلد سوم ص۱۱۱ و حقیقۃ الوحی ص۱۹۱)

روز نکاح سے پانچ ماہ چوبیس دن بعد تیس ستمبر ۱۸۹۲ء کو تپ محرقہ میں مبتلا رہ کر ہوشیارپور کے شفاخانہ میں خدا تعالےٰ کے وجود کی شہادت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت بہم پہنچاتے ہوئے داعیٔ اجل کو لبیک کہا پس مرزا احمد بیگ کی موت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے۔ کیونکہ وہ تین سالہ میعاد کے اندر ہلاک ہوا۔ اور نہ صرف تین سالہ میعاد میں اس کا ہلاک ہونا آپ کی صداقت کا ثبوت ہے۔ بلکہ اس کا اس میعاد کے ابتدائی حصہ میں ہلاک ہونا بھی آپ کی صداقت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لکھدیا تھا۔ کہ "تین سال تک فوت ہونا روز نکاح کے حساب سے ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ کوئی واقعہ اور حادثہ اس سے پہلے نہ آئے بلکہ بعض مکاشفات کے رو سے مکتوب الیہ (یعنی احمد بیگ) کا زمانہ حوادث جن کا انجام معلوم نہیں نزدیک پایا جاتا ہے"

(آئینہ کمالات اسلام حاشیہ ص۲۸۶)

اسی طرح فرمایا تھا "خدا تعالےٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ظاہر کی ہے۔ کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام ہے۔ اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دیگا تو تین برس کے عرصہ تک **بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا**"

(حاشیہ اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء مشمولہ آئینہ کمالات اسلام آخر)

پھر مرزا احمد بیگ کو خط لکھتے ہوئے اسمیں صاف طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر کر دیا تھا کہ فتموت بعد النکاح الی ثلاث سنین بل موتک قریب (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۳) کہ تو روز نکاح سے تین سال تک ہلاک ہو جائیگا۔ بلکہ تیری موت تو اس سے بھی قریب ہے۔ پس اس پیشگوئی کے مطابق مرزا احمد بیگ وفات پا گیا۔ اور اس نے اپنی موت سے صداقت اسلام اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مہر ثبت کر دی۔

کیا مرزا احمد بیگ کی وفات اتفاقی امر تھا

خدا تعالےٰ کے نشان کا یہ حصہ جس شوکت و عظمت کیساتھ پورا ہوا وہ ہر شخص پر ظاہر ہے۔ مگر تعصب ایسی بری بلا ہے کہ مخالفین کے نزدیک مرزا احمد بیگ کی ہلاکت ایک اتفاقی امر بن گیا۔ اور کہا جانے لگا کہ ہر شخص فوت ہوا ہی کرتا ہے۔ احمد بیگ کے فوت ہونے سے کیا ہو گیا۔ حالانکہ مرزا احمد بیگ کی وفات ایک زبردست قہری نشان تھا۔ جو اسکے خاندان کو دکھایا گیا۔ اور جس کی

قبل از وقت انہیں اطلاع دی گئی تھی۔ مزید برآں مرزا احمد بیگ کی ہلاکت سے ایک نہیں کئی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ اور اگر ان تمام پہلوؤں پر غور کیا جائے تو معمولی عقل و فہم کا انسان بھی اسے اتفاقی امر قرار نہیں دے سکتا۔ چنانچہ اس وفات سے جو پیشگوئیاں پوری ہوئیں ان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں قبل ازیں ان الفاظ میں ذکر موجود تھا۔ کذبوا بآیاتنا وکانوا بہا یستھزؤن۔ فسیکفیکھم اللّٰہ ویردھا الیک۔ لا تبدیل لکلمات اللّٰہ ان ربک فعّالٌ لما یرید۔ انت معی وانا معک۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً۔ (اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء منقول از آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۶)

ان الہامات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں پہلی پیشگوئی یہ مخفی تھی کہ نکاح سے انحراف ضرور ہوگا اور لڑکی ضرور کسی اور سے بیاہی جائیگی جیسا کہ کذبوا بآیاتنا اور یردھا الیک سے ظاہر ہے کیونکہ یہ دونوں الہامات اس امر پر روشنی ڈال رہے ہیں کہ مرزا احمد بیگ کے رشتہ دار اس نشان کی تکذیب کریں گے اور لڑکی کو کسی اور جگہ بیاہ دیں گے۔ پھر خدا اس لڑکی کو "واپس" لائے گا۔ یہ یردّھا کا لفظ ایسا ہی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق خدا تعالیٰ نے آپ کی والدہ سے کہا کہ انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین یعنی حضرت موسیٰ کسی اور کے قبضہ میں چلے جائیں گے اور پھر واپس دلائے جائینگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں۔ "وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول دوسری جگہ بیاہی جائے گی۔ سو یہ ایک پیشگوئی کا حصہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا۔ الہام الٰہی کے یہ الفاظ ہیں۔ سیکفیکھم اللّٰہ ویردھا الیک۔ یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا۔ اور وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی۔ پھر اس کو تیری طرف لائے گا۔ جاننا چاہیئے کہ ردّ کے معنے عربی زبان میں یہ ہیں۔ کہ ایک چیز ایک جگہ ہے اور وہاں سے چلی جاتے اور پھر واپس لائی جاوے۔ پس چونکہ محمدی ہمارے اقارب میں سے بلکہ قریب خاندان میں سے تھی یعنی میری چچا زاد ہمشیرہ کی لڑکی تھی۔ اور دوسری طرف قریب رشتہ میں ماموں زاد بھائی کی لڑکی تھی یعنی احمد بیگ کی۔ پس اس صورت میں ردّ کے معنے اس پر مطابق آئے کہ پہلے وہ ہمارے پاس تھی اور پھر وہ چلی گئی اور قصبہ پٹی میں بیاہی گئی اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی۔" (الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

دوسری پیشگوئی یہ تھی کہ لڑکی کا والد یعنی مرزا احمد بیگ اس وقت تک زندہ رہے گا۔ جب تک کہ وہ اپنی لڑکی کو کسی جگہ بیاہ نہ دے کیونکہ اس کی وفات نکاح کے بعد مقدر تھی۔

تیسری پیشگوئی یہ تھی کہ مرزا احمد بیگ نکاح کر دینے کے تین سال بعد بلکہ اس سے قریب عرصہ میں وفات پا جائے گا۔

چوتھی پیشگوئی یہ تھی کہ محمدی بیگم ان واقعات کے رونما ہونے تک زندہ رہے گی۔

پانچویں پیشگوئی یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے اور آپ کی زندگی میں یہ واقعات ہونگے

چھٹی پیشگوئی یہ تھی کہ اس پیشگوئی کے بارہ میں ایسے امور پیش آئینگے جن پر دشمن کو ہنسی اور تمسخر کا موقع ملے گا چنانچہ الہام الٰہی وکانوا بہا یستھزؤن اسی کی طرف اشارہ کر رہا تھا مگر فرمایا فسیکفیکھم اللّٰہ۔ یعنی خدا تجھے ان لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اور ان لوگوں کا جو یہ مقصد ہوگا کہ وہ تیری صداقت پر پردہ ڈال دیں اس میں وہ ناکام رہیں گے۔

یہ چھ پیشگوئیاں تھیں جو الہام الٰہی نے قبل از وقت بتا دیں۔ کیا ان میں اللہ تعالیٰ کے اقتدار کا پہلو نہیں۔ اور کیا یہ تمام امور اتفاقی ہیں جو پورے ہو گئے۔ مخالفین بتائیں کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں بتایا تھا کہ اس نکاح سے ضرور انحراف ہوگا اور لڑکی کسی اور جگہ بیاہی جائے گی۔ پھر کیا واقعہ میں اسی طرح نہیں ہوا۔ کیا یہ اتفاقی امر تھا۔

پھر کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں بتایا۔ کہ مرزا احمد بیگ اس وقت تک زندہ رہے گا۔ جب تک کہ وہ لڑکی کا نکاح کہیں اور کر نہ دے۔ کیونکہ اس کے لئے نشان نکاح کے بعد ہی ظاہر ہونا تھا۔ پھر کیا یہ واقعہ نہیں کہ مرزا احمد بیگ نے پیشگوئی سننے کے بعد پانچ سال تک اپنی لڑکی کا کہیں نکاح نہ کیا۔ اور پانچ سال تک برابر زندہ رہا۔ حالانکہ انسانی زندگی کا ایک لمحہ کے لئے بھی بھروسہ نہیں ہوتا۔ پھر کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا تھا کہ مرزا احمد بیگ ایک وقت تک زندگی سے فائدہ اٹھانے کے باوجود نکاح کے بعد لمبا عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ بلکہ جلد ہلاک ہو جائے گا۔ اور کیا واقعہ میں ایسا نہیں ہوا کہ نکاح سے پہلے تو پانچ سال زندہ رہا۔ مگر نکاح کے چھ مہینے بعد ہی اگلے جہان کو سدھار گیا۔ کیا اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ اس موت و حیات میں کسی ذی اقتدار ہستی کا پوشیدہ ہاتھ کام کر رہا تھا۔

پھر کیا یہ واقعہ نہیں کہ محمدی بیگم ان واقعات کے رونما ہونے تک اور اپنی شادی ہونے تک زندہ رہی۔ حالانکہ کئی لڑکیاں شادی ہونے سے پہلے ہی وفات پا جاتی ہیں۔

پھر کیا ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی زندہ نہ رہے اور کیا آج تک دشمنان احمدیت اس پیشگوئی کی وجہ سے جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی پر استہزاء نہیں کرتے مگر کیا وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئے؟ اگر یہ تمام باتیں جو نہایت ہی اہم امور پر مشتمل ہیں۔ قبل از وقت کہنے اور پھر مخالف حالات میں اپنے وقت پر پوری ہو جانے کے باوجود "اتفاقی امر" کہلا سکتی ہیں تو مخالفین کو کونسا نشان تسلی دے سکتا ہے۔ اگر ایک نشان پورا ہو جائے تو وہ ان کے نزدیک "اتفاقی امر" قرار پا جائے گا۔ اور اگر کسی مخفی یا ظاہری شرط کی بناء پر کوئی نشان حسب آیت کریمہ ما ننسخ من آیۃ او ننسھا منسوخ یا ملتوی ہو جائے تو وہ ان کے نزدیک جھوٹے ہونے کا ثبوت ہو جائے گا۔ گویا وہ سمجھتے ہیں نشان پورا ہوا تو کہہ دیں گے۔ اتفاق ہے ایسا ہوا ہی کرتا ہے۔ بظاہر نہ پورا ہوا۔ تو کہہ دیں گے دیکھو پیشگوئی غلط ہو گئی اب صداقت کس طرح ظاہر کی جائے اور اگر یہی طریق اختیار کیا جائے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو بھی "اتفاقی امر" قرار دیا جا سکتا ہے اور دشمن کہہ سکتا ہے کہ جنگ بدر میں فتح ہوئی تو یہ کوئی معجزہ نہیں۔ ولقد نصرکم اللّٰہ ببدر وانتم اذلۃ کہنا خوش اعتقادی ہے۔ کیونکہ بعض دفعہ قلیل کثیر پر غالب آ ہی جایا کرتے ہیں۔ یا غلبت الروم کے مطابق اگر رومی دوسرے وقت غالب آ گئے۔ تو یہ ایک "اتفاقی امر" ہے۔ لڑائیوں میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے کہ کبھی کوئی فریق غالب ہوا۔ اور کبھی کوئی۔ مگر کیا ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ کے تمام نشانات کو اتفاق قرار دیتا چلا جائے۔ اسے کوئی بھی صاحب دانش و بینش کہہ سکتا ہے۔ ہر شخص کہے گا کہ یہ ایسا انسان ہے۔ جسے نہ خدا پر ایمان ہے۔ نہ اس کے معجزات اور نشانات پر بلکہ ہر نشان کو زمانہ کے تغیرات کی طرف منسوب قرار دیتے ہوئے "اتفاقی امر" قرار دے دیتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ اتفاقی امور کبھی ایک سلک میں منسلک نہیں ہوتے۔ بلکہ ان تمام امور کے اجزاء منتشر اور پراگندہ ہوتے ہیں اور اپنی ہیئت سے خود بتا دیتے ہیں کہ ہم اتفاقی ہیں جیسے ممکن ہے اتفاقاً ایک کاغذ پر سیاہی گر جائے مگر یہ ہرگز اتفاق نہیں کہ کاغذ پر جب سیاہی گرے تو اس سے سینکڑوں صفحات کی ایک ضخیم علمی کتاب بن جائے۔ ایسا جب بھی ہوگا۔ ہر شخص اس فعل کو کسی بالارادہ ہستی کی طرف منسوب کرے گا۔ اسی طرح مرزا احمد بیگ کی وفات اتفاقی قرار دی جا سکتی تھی۔ بشرطیکہ اس کے

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

(۵)

احمد بیگ کی وفات کا اس کے متعلقین پر اثر

احمد بیگ کی موت اگر ایک اتفاقی امر ہوتا تو چاہیئے تھا کہ احمد بیگ کے متعلقین پر اس حادثہ کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ مگر تعجب ہے۔ کہ احمد بیگ کے رشتہ داروں نے تو اس کی موت کو اللہ تعالےٰ کا صریح عذاب سمجھا۔ اور انہوں نے عاجزی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں خطوط لکھے۔ کہ دُعا فرمائیں اللہ تعالےٰ ہم پر رحم فرمائے۔ اور پیشگوئی میں جن آئندہ آنے والے عذابوں کی اطلاع دی گئی ہے۔ ان سے محفوظ رکھے۔ مگر مخالف جن پر احمد بیگ کی موت کا براہ راست کوئی اثر نہیں ہوسکتا تھا۔ وُہ اسے اتفاقی امر قرار دے رہے ہیں لیکن ایسے معاملہ میں سب سے زیادہ صحیح اور وزندار رائے ان رشتہ داروں کی ہی ہوسکتی ہے جن کا کسی شخص کی موت وحیات سے تعلق ہوتا ہے۔ پس اگر ثابت ہو جائے کہ مرزا احمد بیگ کے متعلقین نے اس کی وفات کو اتفاقی امر قرار نہیں دیا۔ بلکہ صدق دل سے یقین کرلیا۔ کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ مخالفین کا اسے اتفاقی امر قرار دینا بالکل بے بنیاد امر ہے۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اس کے اقارب پر غالب آگیا۔ یہاں تک **کہ بعض نے ان میں سے میری طرف عجز و نیاز کے ساتھ خط بھی لکھے کہ دعا کرو۔**" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۱)

(۲) اسی طرح فرماتے ہیں:۔ "یہ بات ظاہر ہے کہ جب دو آدمی کی موت ایک ہی پیشگوئی میں بیان کی گئی ہو۔ اور ایک ان میں سے میعاد کے اندر مرجائے۔ تو وُہ جو دوسرا باقی ہے۔ اس کی بھی کمر ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ ایک ہی موت کے دو نوں نتیجے تھے۔ پس جو زندہ رہ گیا ہے۔ وُہ جب ایسی موت کو دیکھتا ہے۔ ایک ایسا جانکاہ غم اس کو پکڑ لیتا ہے۔ کہ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یعنی وہ بھی قریب قریب میت ہی کے ہوتا ہے۔ سو ایک دانا سوچ سکتا ہے۔ کہ احمد بیگ کے مرنے کے بعد جس کی موت پیشگوئی کی ایک جزو تھی۔ دوسری جزو والے کا کیا حال ہوا ہوگا۔ گویا وہ جیتا ہی مرگیا ہوگا۔ چنانچہ اس کے بزرگوں **کی طرف سے دو خط ہمیں بھی پہنچے جو ایک حکیم صاحب باشندہ لاہور کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے جن میں انہوں نے اپنے توبہ اور استغفار کا حال لکھا۔**" (تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۱ اشتہار ۶ ردسمبر ۱۸۹۲ء)

(۳) اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہوگیا۔ اور اس کا فوت ہونا اس کے داماد اور تمام عزیزوں کے لئے سخت ہم وغم کا موجب ہوا۔ چنانچہ ان لوگوں کی طرف سے **توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام بھی آئے۔**" (تبلیغ رسالت جلد سوم حاشیہ صفحہ ۱۱۶)

(۴) ضمیمہ انجام آتھم میں بھی فرماتے ہیں:۔ "احمد بیگ کے اصل وارث جن کی تنبیہہ کے لئے یہ نشان تھا۔ اس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے۔ کہ اس پیشگوئی کا نام لے کر روتے تھے۔ اور پیشگوئی کی عظمت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد وعورت کانپ اٹھے تھے۔ اور عورتیں چیخیں مار کر کہتی تھیں۔ کہ ہائے وہ باتیں سچ نکلیں۔" (صفحہ ۳۵)

(۵) آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں کہ کانت النساء قلن فی نیاحتھم قد اصبح الیوم عدونا الذی انباء تاقبل الوقت من الصادقین (صفحہ ۵۰) یعنی عورتوں نے نوحہ کرتے ہوئے کہا کہ آج ہمارا دشمن جس نے ہمارے متعلق قبل از وقت پیشگوئی کی تھی سچا ہوگیا

(۶) پھر فرماتے ہیں۔ کذالک فزعت امّھا واخواتھا وذھبن فی فکر موت الختن وشربن کاسات الحزن وجعلن عمرھن اوقاتھن بالصلوٰۃ والدعوات والصیام والصدقات ومالقا لھن من الھم ومعۃ وتمثل لھن لختنھن فی کل وقت منیۃ۔ فاسئل اھل ھٰذہ القریۃ ان کنت من المرتابین (انجام آتھم صفحہ ۲۲۲) یعنے مرزا احمد بیگ کی ہلاکت کے بعد لڑکی کی ماں اور اس کی بہنیں سخت گھبرا اٹھیں۔ اور وُہ اپنے داماد کی موت کے فکر میں گھلنے لگیں۔ اور دن رات اسی غم میں مبتلا ہوگئیں۔ اور نماز روزہ صدقات اور دعاؤں میں لگ گئیں۔ یہاں تک کہ ایک لمحہ کے لئے بھی ان کے آنسو نہ تھمتے اور انہیں یہی خیال دامنگیر رہتا۔ کہ اب ان کا داماد بھی چلا۔ یہ تمام واقعات سچے ہیں۔ اور اگر تمہیں ان کی صداقت میں شبہ ہے۔ تو اس گاؤں کے لوگوں سے پوچھ لو۔

ان حوالجات سے جن کی آج تک کوئی تردید نہیں کرسکا۔ ظاہر ہے۔ کہ مرزا احمد بیگ کی وفات کو اس کے متعلقین نے "اتفاقی امر" قرار نہیں دیا۔ بلکہ پیشگوئی کا ظہور اور اللہ تعالےٰ کا عذاب سمجھا۔ یہاں تک کہ اس گاؤں کے تمام مرد وعورت کانپ اٹھے۔ اور عورتوں نے تو چیخیں مار مار کر کہا کہ ہائے وُہ باتیں سچ نکلیں۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بھجوائے۔ اور عجز و نیاز کرتے ہوئے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ کیا مرزا احمد بیگ کے متعلقین کا یہ طریق عمل اس امر کا ثبوت نہیں۔ کہ مرزا احمد بیگ کی وفات اتفاقی نہیں بلکہ پیشگوئی کے مطابق ہوئی۔

مرزا سلطان محمد صاحب کا بیان

پھر مرزا سلطان محمد صاحب کے ایک بیان سے جو الفضل میں شائع ہوچکا ہے۔ اس امر کی تائید ہوتی ہے۔ کہ مرزا احمد بیگ کی وفات پیشگوئی کے مطابق ہوئی۔ چنانچہ وُہ لکھتے ہیں۔

"میرے خسر مرزا احمد بیگ صاحب واقعہ میں عین پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ غفور الرحیم بھی ہے۔ اپنے دوسرے بندوں کی بھی سنتا اور رحم کرتا ہے۔" (الفضل ۱۳ جون ۱۹۲۱ء منقول از سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۱۹۰)

مرزا محمد اسحاق بیگ کا بیان

مرزا سلطان محمد صاحب کے صاحبزادے مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ انہوں نے بھی "الفضل" میں ایک بیان شائع کراتے ہوئے لکھا۔

"پیشگوئی کے مطابق میرے نانا جان مرزا احمد بیگ صاحب ہلاک ہوگئے۔ اور باقی خاندان ڈر کر اصلاح کی طرف متوجہ ہوگیا۔ جس کا ناقابلِ تردید ثبوت یہ ہے کہ اکثر نے احمدیت قبول کرلی۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنی صفت غفور الرحیم کے ماتحت قہر کو رحم میں بدل دیا۔" (منقول از "الفضل" ۲۶ فروری ۱۹۲۳ء صفحہ ۹)

مولوی محمد حسین بٹالوی کا بیان

پھر مرزا احمد بیگ کے لواحقین تو ایک طرف رہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی اس امر کا اعتراف کیا۔

کہ مرزا احمد بیگ کی وفات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو پیشگوئی تھی۔ وہ پوری ہو گئی۔ اگرچہ بغض و عداوت کی وجہ سے اس نے علم رمل اور نجوم کو پیشگوئی کا منبع قرار دیا۔ چنانچہ اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں لکھا۔

"اگرچہ یہ پیشگوئی تو پوری ہو گئی مگر یہ الہام سے نہیں۔ بلکہ علم رمل یا نجوم وغیرہ کے ذریعہ سے کی گئی"

(اشتہار ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء منقول از تبلیغ رسالت جلد سوم - صـ ۱۱۱)

یہ موافق و مخالف اشخاص کی آراء اس امر کا ناقابل تردید ثبوت ہیں کہ مرزا احمد بیگ کی وفات امر اتفاقی نہ تھا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا ظہور تھا۔

مخالفین کی حیرت

اس موقعہ پر بعض مخالفین حیرت سے یہ کہدیتے ہیں۔ کہ کیوں لڑکی کا باپ محض انکار کی وجہ سے مستوجب سزا ہو گیا۔ جبکہ دُنیا میں کئی جگہ جہاں اطمینان نہ ہو۔ رشتہ دینے سے انکار کرنا ہی پڑتا ہے۔ مگر کوئی مثال ایسی نظر نہیں آتی۔ کہ صرف اس دستور کی وجہ سے کہ کوئی شخص اپنی مجبوریوں کی وجہ سے کسی کو رشتہ دینے سے انکار کر دے۔ اللہ تعالےٰ کے غضب کا نشانہ بن گیا ہو مخالفین کا یہ استعجاب معقول قرار دیا جا سکتا تھا۔ بشرطیکہ واقعہ وہی ہوتا۔ جو انہوں نے سمجھ رکھا ہے۔ یعنی اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل منشاء محمدی بیگم سے نکاح کرنا ہوتا۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ محض درخواست نکاح کے مسترد ہو جانے پر عورت کے باپ پر غضب الٰہی نازل نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ جیسا کہ قبل ازیں لکھا جا چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل منشاء محمدی بیگم کو نکاح میں لانا نہیں تھا۔ بلکہ اپنے مخالف رشتہ داروں کو ان کے کفر و الحاد کی بناء پر انہی کی درخواست اور بار بار کے تقاضوں پر اللہ تعالےٰ کی ہستی اسلام کی صداقت۔ اور اپنی راستبازی کے ثبوت میں ایک نشان دکھانا تھا۔ جس کو خدا تعالےٰ نے اس صورت اور شکل میں ظاہر کیا۔ کہ آپ کو حکم دیا گیا۔ کہ مرزا احمد بیگ کی دُختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر۔ اس کے نتیجہ میں دو ہی صورتیں ظاہر ہو سکتی تھیں۔ یعنی یا تو وہ انکار کر دیتے۔ یا قبول کر لیتے۔ الہام الٰہی نے ان دونوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہُوئے پہلے سے بتا دیا تھا۔ کہ اگر انہوں نے انکار کیا۔ تو وہ اسلام کی صداقت۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راستبازی کا ثبوت خدا تعالےٰ کے غضب کی صورت میں دیکھیں گے۔ اور اگر رشتہ دے دیا۔ تو وہ اسلام کی صداقت۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راستبازی کا ثبوت خدا تعالےٰ کی رحمت کی صورت میں دیکھیں گے۔ چونکہ احمد بیگ نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ وہ اسلام کی صداقت کا ثبوت خدا تعالےٰ کے غضب کے ذریعہ دیکھتا۔

پس مرزا احمد بیگ اس لئے ہلاک نہیں ہؤا۔ کہ اس نے محض رشتہ دینے سے انکار کیا۔ بلکہ وہ اس لئے ہلاک ہؤا۔ کہ اُس نے خدا تعالےٰ کی ہستی۔ اسلام کی صداقت۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راستبازی کا ثبوت خدا تعالےٰ کے غضب کے ذریعہ دیکھنا چاہا۔ اس نشان کے ظہور کا باعث یہی ہؤا کہ اس سے رشتہ مانگا گیا۔ مگر اس نے انکار کیا۔

مرزا احمد بیگ کی ہلاکت کا اصل باعث

پس ہلاکت کا اصل باعث رشتہ دینے سے انکار نہیں۔ بلکہ اصل باعث وہ کفر و الحاد۔ اور فسق و فجور ہے جو مدت سے اس کے اور اس کے لواحقین کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا تھا۔ اور جس کی وجہ سے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی آسمانی نشان مانگتے رہتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے جب آسمانی نشان ظاہر کیا۔ تو ضروری تھا۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کے غضب کا نشانہ بنتا۔

پس اس کی موت کا اصل باعث خاندان کی دہریت۔ کفر و الحاد۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نشانِ الٰہی کا تقاضا تھا۔ اور غالباً مخالفین کو بھی اس امر کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنی ہستی اور اسلام کی صداقت کا ثبوت انذاری۔ اور تبشیری دونوں قسم کے نشانات کے ذریعہ دیا کرتا ہے۔ یعنی کبھی تو لوگوں پر غضب نازل کر کے۔ اور انہیں ہلاک کر کے اپنا چہرہ دکھاتا ہے۔ اور کبھی اُن پر انعامات و افضال کی بارش برسا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ فرعون۔ نمرود۔ ابوجہل۔ ابولہب عتبہ اور شیبہ وغیرہ دُشمنانِ دین کی ہلاکت اسی لئے ہُوئی۔ کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے انبیاء کا انکار کیا۔ اور تمسخر اڑاتے ہوئے کہا۔ کہ:-

اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (پ ۹ ع ۱۸)

یعنی اے خدا اگر یہ سچا ہے۔ تو ہمیں اپنا غضبی نشان دکھا۔ اور آسمان سے پتھروں کی بارش برسا کر ہمیں نابود کر۔ اور کوئی شخص ان کی ہلاکت کو قابلِ اعتراض قرار نہیں دیتا۔

اس کے مقابلہ میں جو لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دامنِ پاک سے وابستہ ہُوئے انہیں اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت کے نشانات دکھائے۔ اور وہ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے وارث ہُوئے۔ یہی امر اس جگہ بھی رونما ہُوا۔ چونکہ مرزا احمد بیگ اور اس کے متعلقین نے اللہ تعالےٰ سے نشان مانگا تھا۔ اس لئے خدا نے ایک ایسا نشان ظاہر کیا۔ جس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالےٰ کا غضب بھی دیکھ سکتے تھے۔ اور اس کی رحمت بھی۔ مرزا احمد بیگ نے اللہ تعالےٰ کی رحمت کے نشان کو رد کر دیا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ اُسے اللہ تعالےٰ اپنے غضب کا نشانہ بنا کر دوسرے متعلقین کے لئے عبرت کا منظر بناتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اور مرزا احمد بیگ نے اپنی ہلاکت سے تمام خاندان کے افراد کو ہوشیار کر دیا۔ اور انہیں بتا دیا۔ کہ خدا موجود ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے سچے رسول ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے صادق اور راستباز مامور ہیں۔

مرزا احمد بیگ کی موت کا یہ سبب اتنا واضح ہے۔ کہ اس کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کئی تحریرات اس سے پیشتر پیش کی جا چکی ہیں۔ اب ایک اور حوالہ بھی درج کیا جاتا ہے:-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"جاننا چاہیئے۔ کہ یہ پیشگوئی بھی بطور انذار اور تخویف کے تھی۔

اور موت کا وعدہ بھی بطور عذاب کے وعدہ تھا۔

کیونکہ اس کی بنیاد یہ تھی۔ کہ جو دختر احمد بیگ مسمی سلطان محمد سے بیاہی گئی۔ اس کا والد اور اس کے اقارب اور عزیز بہت بے دین تھے۔ اور تکذیب حق میں حد سے بڑھے ہُوئے تھے۔ اور ایک ان میں سے سخت دہریہ تھا۔ جو اسلام سے مرتد ہو کر اسلام کے مخالف اشتہار چھاپتا۔ اور خدا تعالےٰ کے پاک دین کی بے ادبیاں کرتا تھا۔ اور دوسرے سب اُس کے موافق۔ اور محب تھے۔

سو ایسا اتفاق ہوا۔ کہ ایک مرتبہ اس نے اشتہار چھاپا اور اسلام کی بہت توہین کی۔ اور اس عاجز سے اسلام کی صداقت کے لئے نشان چاہا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر ٹھٹھا کیا۔ اور دوسرے اس سے الگ نہیں ہوئے بلکہ اس کے ساتھ رہے اس لئے خدا تعالے نے چاہا کہ ان کو وہ نشان دکھلاوے۔ جس سے وہ ذلیل ہوں۔ ..... سو خدا تعالے کی طرف سے یہ اس قوم کے لئے نشان تھا۔ جو بے باکی اور نافرمانی اور ٹھٹھے میں حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے۔"

(اشتہار ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء منقول از تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۳)

مرزا احمد بیگ کی ہلاکت اسلام کی صداقت کا ثبوت ہے

اس سے ظاہر ہے کہ مرزا احمد بیگ کی ہلاکت کا وقوع اسلام کی صداقت کے نشان کے طور پر ہوا۔ اور جبکہ خدا تعالے کی یہ ہمیشہ سے سنت چلی آئی ہے۔ کہ وہ صداقت اسلام کے ثبوت میں قہری نشانات بھی دکھایا کرتا ہے۔ جن میں مخالفوں اور سرکشوں کی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ تو ایک مرزا احمد بیگ بھی صداقت اسلام کے ثبوت میں اگر مر گیا۔ تو مخالفین کو اس سے کیوں تکلیف ہوئی۔ کیا وہ نہیں چاہتے کہ سرکشوں پر اللہ تعالے اپنی عظمت و ہیبت۔ اور اسلامی صداقت کا سکہ بٹھائے۔ اور جو دین اسلام پر شب و روز تمسخر اڑاتے رہیں۔ اور اللہ تعالے کی رحمت کے نشانات قبول کرنے سے انکار کریں۔ انہیں اپنے غضب کا نشان دکھائے۔ اگر نہیں چاہتے تو یہ ان کی اسلام سے عدم محبت کا ثبوت ہے۔ اور اس امر کی دلیل کہ ان کے نزدیک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جس قدر مخالفوں پر مہلک اور تباہ کن عذاب آئے۔ وہ بھی قابل اعتراض ہیں۔ بلکہ خدا کا فعل بھی نعوذ باللہ ناپسندیدہ ہے کہ وہ قہری نشانات اسلام اور اپنے ماموریں کی صداقت کے لئے ظاہر کیا کرتا ہے۔ اور اگر چاہتے ہیں کہ خدا تعالے اپنے تازہ نشانات کے ذریعہ ہمیشہ اسلام کی صداقت ثابت کرتا رہے۔ اور عذاب و رحمت دونوں طریق سے لوگوں کی اصلاح کرے۔ تو مرزا احمد بیگ کی ہلاکت جو محض صداقت اسلام اور خود خدا تعالے کی ہستی کے ثبوت کے لئے ہوئی۔ ان کے نزدیک کیوں قابل اعتراض ہے:

حقیقت یہ ہے کہ مرزا احمد بیگ کی ہلاکت اسلام کے لئے نہایت ہی مفید اور نفع بخش ثابت ہوئی۔ کیونکہ اس ایک ہلاکت سے تمام خاندان پر واضح ہو گیا۔ کہ نہ صرف دنیا کا کوئی خدا ہونا چاہیئے بلکہ ہے۔ اور نہ صرف رسمی طور پر اسلام کے متعلق یہ عقیدہ درست ہے۔ کہ اسلام سچا ہے۔ بلکہ واقعی اور حقیقی طور پر حق الیقین کے مقام پر پہونچ کر انہوں نے تسلیم کر لیا کہ اسلام سچا ہے۔ کیا یہ معمولی تغیر ہے جو اس خاندان میں ہوا۔ اور کیا اس تغیر کو دیکھنے کے باوجود مرزا احمد بیگ کی موت قابل اعتراض سمجھی جا سکتی ہے:

محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی پر ایک نظر

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت جو لٹریچر چھپ گیا ہے۔ اور بابو فخرالدین صاحب ملتانی مالک کتاب گھر سے مل سکتی ہے۔ جن احباب نے یہ کتاب خرید کی ہو۔ وہ مندرجہ ذیل چند غلطیوں کی اصلاح کر لیں۔ (۱) صفحہ ۹۹ آخر سے تیسری سطر میں اور صفحہ ۱۰۰ کی سطر ۱۲ میں "موعود" کا لفظ کاٹ دیں۔ ایسا ہی صفحہ ۹ آخر سے دوسری سطر میں لفظ "تک" اور صفحہ ۱۶ سطر ۱۲ میں لفظ "ایک" اور صفحہ ۷۷ سطر ۴ میں لفظ سہو کاٹ دیں۔ (۲) صفحہ ۶۷ پر آخر سے چوتھی سطر کی آیت میں والنجم رہ گیا ہے اور سطر ۴ میں المرأۃ کی ۃ پر پیش نہیں بلکہ زبر چاہیئے۔ اور سطر ۶ میں صفحہ ۲ کی بجائے صفحہ ۳ کر دیں۔ اور صفحہ ۶۵ کی سطر ۱۴ میں "معاونت" کی جگہ مقاومت اور صفحہ ۲۳ کی آخر سے تیسری سطر میں لفظ آپ کی جگہ ان اور صفحہ ۲۵ میں لفظ مرتکب کی جگہ "مرتد" کر دیں۔ (۳) صفحہ ۵۱ سطر ۸ میں آیت میں وکلام

موینطق نہیں بلکہ ولا ینطق ہے اور صفحہ ۸ سطر ۱ میں کذبو بآیاتی ہے صفحہ ۸۵ آخر سے پہلی سطر نزل کی لام پر زبر ہے۔ (۴) صفحہ ۸۲ سطر ۹ دکھلا کے بنگئی" ہے۔ زین العابدین ولی اللہ شاہ

جسٹس کولڈ سٹریم جسٹس ہائیکورٹ لاہور کا فیصلہ

اور

احمدی سرکاری ملازمین پر اس کی اشاعت کی ذمہ واری

ایک سرکاری ملازم کے قلم سے

مسٹر کھوسلہ سابق سشن جج گورداسپور نے بمقدمہ سرکار بنام عطاء اللہ جو فیصلہ کیا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات والا صفات پر بعض بیہودہ ریمارکس پاس کئے۔ جن کا ازالہ جسٹس کولڈ سٹریم جسٹس ہائیکورٹ لاہور نے جہاں تک عدالتی اور قانونی اختیارات کا تعلق تھا کیا احرار نے مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کو بہت بڑی تعداد میں شائع کیا۔ اور کر رہے ہیں تا یہ ظاہر کریں۔ کہ ایک جج کے فیصلہ کی حمایت احراری خیالات کے ساتھ ہے۔ لیکن جسٹس کولڈ سٹریم نے ماتحت عدالت کے فیصلہ کو ناجائز قرار دیتے ہوئے۔ اس کا کچھ حصہ حذف کر دیا۔ اور باقی حصہ کے خلاف سخت رائے زنی کی:

اب ہمارا فرض ہے کہ احراری پروپیگنڈا کو زائل کرنے کے لئے ہائی کورٹ کے فیصلہ کو تعلیم یافتہ مسلم۔ ہندو۔ سکھ اور عیسائی پبلک تک پہونچائیں۔ تاکہ ان پر روشن ہو جائے کہ قانون اور واقعات احراری پروپیگنڈا کی قطعاً تائید نہیں کرتے بلکہ بڑے زور سے احراری خیالات کی تردید کر رہے ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم عدالت عالیہ کے فیصلہ کو ہندوستان۔ برطانیہ۔ برٹش ایمپائر۔ یورپ امریکہ۔ چین جاپان اور دنیا کے دیگر ممالک میں پھیلائیں۔ تاکہ انصاف پسند دنیا دیکھے کہ احمدی کس قدر مظلوم ہیں لیکن اگر اس فیصلہ کو ہندوستان اور دیگر دنیا کے ممالک تک نہ پہونچایا گیا۔ تو اصل حالات سے ناواقف لوگ خیال کریں گے کہ احمدی کا جوش و خروش جذبۂ رنج و الم اور قربانی جو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر ظاہر کر رہا ہے اس کی ایک پاگلانہ حرکت ہے۔ اور کہ وہ اپنا مال۔ جان اور عزت بے جا طور پر صرف کر رہا ہے۔ ایسے خیالات کی موجودگی میں ہمارے مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کو قائم کرنا کو بڑا صدمہ پہونچے گا۔ لیکن اگر اس فیصلہ کی اشاعت کثرت سے کر دی گئی۔ تو ہندوستان کی تعلیم یافتہ پبلک سمجھے گی کہ احمدیوں پر بڑا بھاری ظلم کیا گیا ہے اور کہ ایسے حالات میں احمدی جو کچھ کریں کم ہے۔ ایک منصف مزاج ہندو کہے گا۔ کہ اگر اس کے کسی بزرگ کے متعلق ایسے کلمات کہے جاتے۔ بلکہ ان کا ہزارواں حصہ بھی کہا جاتا تو وہ سب کچھ کر گزرتا۔ ایک سمجھدار مسلمان کہے گا۔ کہ احمدی ایسے حالات میں مجبور تھے۔ کہ اپنے آقا و پیشوا کی عزت کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیتے۔ اور ایک عیسائی کہے گا کہ اگر یسوع مسیح کے متعلق ان الفاظ کا جو مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ میں موجود ہیں اس کا ایک لاکھواں حصہ بھی استعمال کیا جاتا۔ تو عیسائی دنیا میں ایک چیخ و پکار کا غل مچ جاتا۔ سکھ صاحبان ان حالات کو پڑھ کر محسوس کریں گے۔ کہ اس قسم کے حالات وہ اپنے بزرگوں کے لئے ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔

دنیا کے جج۔ دنیا کے مدبر۔ دنیا کے عالم۔ اور ہر طبقہ کے لوگ اس فیصلہ کو پڑھنے کے بعد ہماری چیخ و پکار کو جائز قرار دیں گے۔ اور ہمارے اس جہاد کو جو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کی حفاظت کے لئے کریں گے ایک شاندار قربانی کا مظاہرہ قرار دیں گے ہاں برطانیہ کے مدبر۔ پارلیمنٹ کے ممبر یورپ کے سیاستدان اور تمام دنیا کے صاحب دل لوگوں کے خیالات ہمارے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی

(۶)

مرزا احمد بیگ کی وفات کے بعد چونکہ دوسرا پہلو اس پیشگوئی کا مرزا سلطان محمد صاحب کی ہلاکت تھی۔ اور تیسرا محمدی بیگم کا بیوہ ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نکاح میں آنا اس لئے یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ جبکہ پیشگوئی کی ایک شق یہ بھی تھی۔ کہ یموت بعلھا الذی یصیرُ زوجھا الیٰ حولین وستۃ اشھر (آئینہ کمالات اسلام صہ ۵۷۲) یعنے جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک فوت ہو جائے گا۔ تو کیوں مرزا سلطان محمد صاحب اڑھائی سال میں فوت نہ ہوئے۔

انذاری نشانات کے متعلق الٰہی سنت

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مرزا سلطان محمد صاحب کی ہلاکت کے متعلق پیشگوئی ایک انذاری نشان تھا۔ اور انذاری نشانات میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ اگر وہ شخص جس کی ہلاکت کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہو۔ اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کے آگے عجز و نیاز سے جھک جائے۔ تو اللہ تعالیٰ کا عفو اسے ہلاک ہونے سے بچا لیتا ہے۔ اور عذاب اس سے ٹل جاتا ہے۔ وعیدی پیشگوئیوں میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت نہ صرف علماء اہل السنت والجماعت کے بیانات اور مفسرین کے اقوال سے ثابت ہے۔ بلکہ قرآن مجید کی کئی آیات قطعی طور پر اس امر پر دلالت کرتی ہیں۔ اور عقلاً بھی اگر خدا تعالیٰ کے آگے سچے دل سے عجز و نیاز کرنے کے باوجود ہلاکت کی پیشگوئی پوری ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ ایک مشین کی طرح ہے۔ جو ایک دفعہ چل جائے۔ تو پھر اس کے آگے خواہ اپنا آئے یا پرایا کٹ جاتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ وہ ایک ذی الاقتدار ہستی ہے۔ اور اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ پس اگر کسی وقت کوئی شخص اپنے اعمالِ زشت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہو گیا ہو۔ لیکن پھر غضب نازل ہونے سے پہلے وہ اپنی اصلاح کر لے اور اس بنیاد کو گرا دے۔ جس پر خدا تعالیٰ کے غضب کی بجلی گرنے والی ہو۔ تو خدا تعالیٰ اپنے بندے سے رحمت کا سلوک کرتا اور اپنا غضب اس سے ہٹا لیتا ہے۔ کیونکہ وہ نہائت ہی غفور اور رحیم ہے۔

قوم یونس کا واقعہ

قوم یونس کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ اور مفسرین کے بیانات سے متفقہ طور پر یہ امر ثابت ہے۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام کو ان کی قوم کی ہلاکت کا پختہ وعدہ دیا جا چکا تھا۔ اور آپ نے اپنی قوم کو اس سے اطلاع بھی دے دی تھی۔ مگر جب عذاب کے آثار ظاہر ہوئے اور انہوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ اور خدا تعالیٰ کے آگے جھک گئے۔ تو عذاب الٰہی ان سے ہٹا لیا گیا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے انہیں کہا تھا۔ کہ چالیس رات تک تم پر عذاب آجائے گا۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ صہ ۱۲۸) مگر جب انہوں نے عذاب کے آثار دیکھے۔ تو ان سب نے ٹاٹ کے کپڑے پہن لئے۔ اور مردوں عورتوں اور بچوں نے ایک کھلے میدان میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور زاری شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور عذاب ان سے دور کر دیا۔

انذاری پیشگوئی شرطی ہوتی ہے

پس ہر انذاری پیشگوئی شرطی ہوتی ہے خواہ شرط کی اس میں صراحت ہو یا نہ ہو اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے وصرفنا فیہ من الوعید لعلھم یتقون او یحدث لھم ذکرا (طٰہٰ) یعنے ہم وعیدی پیشگوئیاں صرف اس لئے کرتے ہیں۔ کہ کسی طرح لوگ نیک ہو جائیں۔ اور وعید ان کے لئے نصیحت اور یاد دہانی کا موجب ہو جائے۔ پس جبکہ وعید سے اصل غرض نصیحت ہے۔ تو اگر کوئی شخص وعیدی پیشگوئی سن کر اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو جائے تو چونکہ وعیدی پیشگوئی کی اصل غرض پوری ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہلاکت کی صورت ظاہر نہیں ہوتی۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما نرسل بالآیات الا تخویفا یعنے ہم نشان صرف ڈرانے کے لئے بھیجتے ہیں۔ پس چونکہ انذاری نشانات کی اصل غرض ڈرانا ہوتی ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص ڈر کر اپنی اصلاح کی طرف رجوع کرے۔ تو ضرور ہے کہ وہ عذاب جس کی پیشگوئی کی گئی ہو ٹل جائے۔ کیونکہ انذاری نشان سے غرض ہلاکت نہیں ہوتی۔ بلکہ اصلاح ہوتی ہے۔ اور جب عذاب نازل ہونے سے پہلے ہی عذاب کا مقصد پورا ہو جائے تو عذاب ہٹ جاتا ہے۔ اور اس صورت میں نہیں کہا جا سکتا۔ کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔

عذاب کا ٹل جانا

قرآن کریم میں بعض اور مقامات پر بھی اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا ذکر ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ ماکان اللہ معذبھم وھم یستغفرون (انفال ع ۴) یعنے اللہ تعالیٰ اس حالت میں عذاب نازل نہیں کیا کرتا۔ جب کوئی شخص استغفار کر رہا ہو۔ دوسری جگہ فرماتا ہے ماکان ربک لیھلک القریٰ بظلم واھلھا مصلحون (ھود ع ۱۰) یعنے جب کسی بستی کے لوگ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ تو خدا تعالیٰ اسے ہلاکت سے بچا لیتا ہے۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفرلھم ما قد سلف (انفال ع ۵) یعنے کفار سے کہہ دو کہ اگر وہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی گذشتہ شرارتوں سے چشم پوشی فرمائے گا۔ پھر عذابِ دخان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب یہ عذاب آیا تو کفار نے کہا۔ ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون۔ اے خدا اس عذاب کو ٹال دے۔ ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون (سورۃ دخان) ہم کچھ مدت کے لئے عذاب دور تو کر دیں گے۔ مگر تم پھر اپنے کفر کی طرف لوٹ آؤ گے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ گو یہ بھی جانتا ہو۔ کہ عذاب دور ہو جانے کے بعد کوئی شخص پھر اپنی کفر والی حالت پر قائم ہو جائے گا۔ اس کے تضرع اور ابتہال کی وجہ سے عذاب اس سے دور کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح فرعونیوں کے ذکر میں قرآن مجید بیان کرتا ہے۔ کہ جب ان پر عذاب آتا تو وہ حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کہتے یا ایھا الساحر ادع لنا ربک بما عھد عندک اننا لمھتدون۔ کہ اے جادوگر ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر ہم ہدائت اختیار کر لیں گے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ میں جب عذاب ان سے دور ہو جاتا۔ تو وہ پھر سرکش ہو جاتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلما کشفنا عنھم العذاب اذاھم ینکثون (زخرف ع ۵) فرعونیوں نے اسی طرح کئی دفعہ جھوٹے وعدے کئے اور جعلی رجوع کا اظہار کیا مگر ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنا عذاب ان سے دور کر لیا۔ کیونکہ اس کی یہ سنت ہے۔ کہ وہ صرف عقیدت کا دم بھرنے والوں بلکہ اس کو ساحر کہہ کر پکارنے والوں سے بھی ان کے رجوع کی وجہ سے اپنا عذاب ہٹا لیتا ہے۔

احادیث میں آتا ہے۔ الصدقۃ تطفئ غضب الرب (ترمذی ابواب الزکوٰۃ باب ماجاء فی فضل الصدقۃ جلد ۱۔ صفحہ ۸۴) یعنی صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور یہ بھی آتا ہے۔ کہ لا یرد القضاء الا الدعا۔ (ترمذی جلد ۲۔ صفحہ ۳۶) یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا قضا کو بھی بدل دیتی ہے۔ اسی بناء پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو یہ دعا سکھلائی۔ کہ وقنی شر ما قضیت۔ یعنی اے خدا مجھے اس شر سے محفوظ رکھ۔ جس کا تُو فیصلہ کر چکا ہے۔ گویا دُعا سے ایسی بلائیں بھی ٹل جایا کرتی ہیں۔ جن کے نازل ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ صادر ہو چکا ہو۔

امام ربانی مجدد الف ثانی بھی فرماتے ہیں۔ کہ اگر پرسند سبب چیست کہ در بعضے از کشوف کونی کہ از اولیاء اللہ صادر مے گردد۔ غلط واقع مے شود وخلاف آں بظہور مے آید۔ مثلاً خبر کردند کہ فلانے بعد از یکماہ خواہد مُرد یا از سفر بوطن مراجعت خواہد نمود واتفاقاً بعد از یکماہ ہر دو چیز کدام بوقوع نیامد۔ در جواب گوئیم۔ کہ حصولِ آں مکشوف ومخبر عنہٗ مشروط بشرائط بودہ است کہ صاحب کشف در آں وقت بتفصیل آں شرائط اطلاع نیافتہ وحکم کردہ بحصولِ آں شئی مطلقاً (مکتوبات امام ربانی جلد اول صفحہ ۲۲۴ وصفحہ ۲۲۵۔ مکتوب نمبر ۲۷) یعنی اگر تو سوال کرے کہ اولیاء اللہ کے بعض کشوف غلط کیوں ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خبر دیتا ہے۔ کہ وہ ایک ماہ کے بعد مر جائے گا۔ یا اپنے سفر سے واپس آجائے گا۔ حالانکہ ایک ماہ کے بعد نہ وہ مرتا ہے۔ اور نہ سفر سے واپس آتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت ان کشوف کا ظہور بعض شرائط سے مشروط ہوتا ہے۔ جن پر صاحب کشف اطلاع نہیں پاتا۔ اور وہ اس شئے کے حصول کا مطلقاً حکم دے دیتا ہے۔ حالانکہ اس میں بعض مخفی شرائط موجود ہوتی ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ کشف پورا نہیں ہوتا۔

اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ انذاری پیشگوئیوں میں اگرچہ بظاہر کوئی شرط نہ ہو۔ پھر بھی وہ مخفی شرائط کی وجہ سے بعض دفعہ ٹل جاتی ہیں۔ اور انہی شرائط میں سے ایک انابت۔ تضرع اور خشیت اللہ کا پیدا کرنا۔ اور بعض حالتوں میں صدقہ وخیرات کرنا بھی ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مشہور ہے۔ کہ ان قصارا مرّ علیٰ عیسیٰ علیہ السلام مع جماعۃ من الحواریین فقال لھم عیسیٰ احضروا جنازۃ ھذا الرجل وقت الظھر ثم بعث فنزل جبریل فقال الم تخبرنی بموت ھذا القصار۔ فقال نعم ولکن تصدق بعد ذالک بثلاثۃ ارغفۃ فنجا من الموت۔ (روح البیان جلد ۱ صفحہ ۲۵۶ مطبوعہ مصر) یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام اپنے حواریوں میں ایک جگہ بیٹھے تھے کہ ایک دھوبی پاس سے گزرا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ظہر تک اس نے مر جانا ہے۔ اس لئے ظہر کے وقت اس کے جنازے کے لئے آجانا۔ مگر وہ نہ مرا۔ بعد ازاں جب جبریل نازل ہوا۔ تو آپ نے اُس سے پوچھا۔ کہ کیا تُو نے مجھے دھوبی کی موت کی اطلاع نہیں دی تھی۔ اُس نے کہا۔ دی تھی۔ مگر چونکہ بعد میں اُس نے تین روٹیاں صدقہ میں دے دیں اس لئے موت سے بچا لیا گیا۔

رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بھی منقول ہے۔ کہ روزے حضرت جبریل علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیش حضرت پیغمبر ما علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام آمدہ اخبار کرد درحق شخصے کہ ایں جوان فردا علی الصباح خواہد مُرد۔ حضرت پیغمبر ما علیہ وعلےٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام برحالِ جواں رحم آمد پرسیدند کہ از دنیا چہ آرزو داری گفت دو چیز منکوحہ بکر وحلوا فرمودند تا ہر دو مہیا ساختند۔ آں جواں شب با اہلیہ خود در خلوت خانہ نشستہ بود وطبق حلوا در پیش۔ اتفاقاً سائلِ محتاج بر در آمدہ اظہارِ احتیاج نمود ایں جواں طبق حلوا را در دست برداشتہ بآں فقیر داد۔ چوں صباح شد حضرت پیغمبر علیہ وعلےٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام انتظار خبر فوت آں جواں بودند۔ چوں دیر شد۔ فرمودند کہ خبر بیارید۔ کہ آں جواں چہ حال دارد خبر آوردند۔ کہ خوش وخورم است۔ متحیر ماندند۔ دریں اثنا حضرت جبریل علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آمدہ گفت کہ از صدقِ حلوا دفع بلائے آں جواں نمود (مکتوبات جلد اول صفحہ ۲۲۴-۲۲۵ مکتوب نمبر ۲۷) یعنی ایک روز حضرت جبریل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے۔ اور کہا۔ کہ فلاں جوان علی الصبح مر جائے گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے حال پر رحم آیا۔ اور اسے بلا کر فرمایا۔ کہ تُو دُنیا سے کس چیز کی آرزو رکھتا ہے۔ اُس نے کہا۔ دو چیزوں کی۔ ایک منکوحہ بکر۔ دُوسرے حلوہ آپ نے حکم دیا۔ تو دونوں چیزیں اُس کے لئے مہیا ہو گئیں۔ وُہ جوان رات کو اپنی اہلیہ کے ساتھ خلوت میں گیا۔ طبق حلوہ بھی اس کے سامنے تھا۔ اتفاقاً دروازہ پر ایک سائل آگیا۔ اُس جوان نے وُہ حلوے کا طبق اٹھا کر اُس فقیر کو دے دیا۔ جب صبح ہوئی۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس جوان کی موت کی خبر سننے کے منتظر تھے۔ مگر جب دیر ہو گئی۔ اور کوئی خبر نہ پہونچی۔ تو لوگوں سے فرمایا کہ جاؤ۔ اور دیکھو۔ کہ وہ جوان کس حال میں ہے۔ لوگوں نے آکر بتایا کہ وُہ تو خوش وخورم اور بخیریت ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت متحیر ہوئے۔ اس اثناء میں پھر حضرت جبریل آئے۔ اور انہوں نے بتایا کہ حلوہ صدقہ دے دینے کی وجہ سے اُس جوان کی موت خدا تعالیٰ نے ٹال دی ہے۔

عُلمائے اہل السنت والجماعت کی تصریحات

علمائے اہل السنت والجماعت بھی اپنی کتب میں انذاری نشانات کے متعلق اللہ تعالیٰ کی اس سنت کی تصدیق کر چکے ہیں۔ چنانچہ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:۔ ان اللہ عزوجل یجوز ان یخلف الوعید وان امتنع ان یخلف الوعد (جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۵) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کا ہمیشہ ایفا کرتا ہے مگر وعید میں تخلف اس کے لئے جائز ہے۔

علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں:۔ عندی جمیع الوعیدات مشروطۃ بعدم العفو فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب فی کلام اللہ تعالےٰ (تفسیر کبیر جلد ۲۔ صفحہ ۶۰۹) یعنی میرے نزدیک تمام وعید عدم عفو کے ساتھ مشروط ہیں۔ پس اگر خدا تعالیٰ وعید کو چھوڑ دے تو اس سے اُس کے کلام میں کذب لازم نہیں آتا۔

مسلم الثبوت میں لکھا ہے۔ ان الایعاد فی کلامہ تعالیٰ مقید بعدم العفو (صفحہ ۲۸) کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہر وعید عدم عفو کے ساتھ مقید ہوتا ہے۔ یعنی وعید اُسی وقت تک رہتا ہے۔ جب تک کوئی شخص اپنی حالت میں اصلاح نہ کرے۔ اگر اصلاح کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرلے۔ تو وعید اٹھا لیا جاتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی لکھتے ہیں:۔ ”خدا فرماتا ہے۔ کہ مَیں ہمیشہ سے بڑا ہی رحم والا مہربان ہوں۔ جو کوئی مجھ سے ڈر کر ذرا بھی جھکے۔ تو میں اُس کو فوراً اپنی رحمت سے ڈھانپ لیتا ہوں“ (تفسیر ثنائی۔ جلد اول صفحہ ۱۱۶)

اسی طرح لکھتے ہیں:۔

”اللہ تعالیٰ ہی مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ وُہ اپنے بندوں کی تھوڑی سی توجہ پر متوجہ ہوتا ہے“ (تفسیر ثنائی جلد چہارم صفحہ ۶۷)

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات

پس قرآن مجید کی آیات۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث۔ انبیاء سابقین کی امثلہ اور امت محمدیہ کے صلحاء و اولیاءؒ کے متفق بیانات سے یہ امر ایک غیر مشتبہ اور ناقابل انکار حقیقت ثابت ہے۔ کہ اندازی نشانات میں خواہ کسی شرط کی تصریح ہو یا نہ ہو۔ توبہ۔ تضرع۔ اور خشیت اللہ پیدا کرنے سے وُہ ٹل جاتے۔ اور ہلاکت کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جس حالت میں خدا اور رسول اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید کی پیشگوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو۔ تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔ تو پھر اس اجماعی عقیدہ سے محض میری عداوت کے لئے مونہہ پھیرنا اگر بد ذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے"۔

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۳۲)

پھر فرماتے ہیں:۔

"اگر یہ امر قرآن اور توریت کی رو سے صحیح نہیں ہے۔ کہ وعید کی پیشگوئی کی میعاد کا تخلف جائز ہے۔ تو ہر ایک معترض کا اعتراض بجا اور درست ہے۔ لیکن اگر قرآن اور توریت کی رو سے یہی امر بتواتر ثابت ہوتا ہے۔ کہ وعید کی میعاد توبہ اور خوف سے ٹل سکتی ہے۔ تو سخت بے ایمانی ہوگی۔ کہ کوئی شخص مسلمان کہلا کر یا عیسائی کہلا کر پھر ایسی بات پر اعتراض کرے۔ جو قرآن شریف اور پہلی آسمانی کتابوں سے ثابت ہے اس صورت میں ایسا شخص ہم پر اعتراض نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے نالائق کا خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں پر اعتراض ہے"

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۹)

تتمہ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔

"کیسے نادان وہ لوگ ہیں جن کا یہ مذہب ہے۔ کہ خدا اپنے ارادوں کو بدلا نہیں سکتا۔ اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی کو ٹال نہیں سکتا۔ مگر ہمارا یہ مذہب ہے۔ کہ وُہ ٹال سکتا ہے۔ اور ہمیشہ ٹالتا رہا ہے۔ اور ہمیشہ ٹالتا رہیگا اور ہم ایسے خدا پر ایمان ہی نہیں لاتے کہ جو بلا کو توبہ اور استغفار سے رد نہ کر سکے۔ اور تضرع کرنے والوں کے لئے اپنے ارادوں کو بدل نہ سکے۔ وہ ہمیشہ بدلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ پہلی آسمانی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ ایک بادشاہ کی صرف پندرہ دن کی عمر رہ گئی تھی۔ خدا نے اس کی تضرع اور گریہ و زاری سے بجائے پندرہ دن کے پندرہ سال کر دیئے یہی ہمارا ذاتی تجربہ ہے۔ ایک خوفناک پیشگوئی ہوتی ہے اور دعا سے ٹل جاتی ہے۔ پس اگر ان لوگوں کا فرضی خدا ان باتوں پر قادر نہیں تو ہم اس کو نہیں مانتے ہم اس خدا کو مانتے ہیں جس کی صفت قرآن شریف میں یہ لکھی ہے۔ کہ الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر"

(صفحہ ۱۳۳، ۱۳۴)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"تخویف اور انداز کی پیشگوئیاں جس قدر ہوتی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے ایک بے باک قوم کو سزا دینا منظور ہوتا ہے۔ اس کی تاریخیں اور میعادیں تقدیر مبرم کی طرح نہیں ہوتیں۔ بلکہ تقدیر معلق کی طرح ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ لوگ نزول عذاب سے پہلے توبہ استغفار اور رجوع الی الحق سے کسی قدر اپنی شوخیوں اور چالاکیوں اور تکبر دل کی اصلاح کریں۔ تو وہ عذاب کسی ایسے وقت پر جا پڑتا ہے۔ کہ جب وہ لوگ اپنی پہلی عادات کی طرف پھر رجوع کرلیں"

(اشتہار ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء منقول از تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۲)

پھر فرماتے ہیں:۔

"اگر کسی الہام میں عذاب کے طور پر کسی سرکش انسان کے لئے وعدہ ہے کہ وُہ فلاں تاریخ تک مرے گا۔ اور اس کا مرنا عذاب کے طور پر ہوگا۔ اور الہام میں اور کوئی شرط بصراحت موجود نہیں یعنے یہ نہیں بیان کیا گیا کہ اگر وُہ سرکشی کے طریق کو چھوڑ دے گا تو عذاب ملتوی ہو جائے گا۔ سو اگر ایسے الہام کی میعاد میں وہ شخص جس کی نسبت الہام ہے توبہ اور استغفار کرے اور اپنے دل پر اس الہام الٰہی کی عظمت کو ڈال لے۔ تو سنت اللہ اسی طرح پر ہے۔ کہ وُہ عذاب کا وقت ٹل جاتا ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۸)

قابل تحقیق امور

پس اندازی نشانات جبکہ سنت اللہ کے ماتحت توبہ اور تضرع و ابتہال سے ہمیشہ ٹلتے چلے آئے۔ اور ٹلتے چلے جائینگے خواہ ان میں کسی شرط مثلاً توبہ وغیرہ کی صراحت کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو۔ تو مرزا سلطان محمد صاحب کا اڑھائی سال میں فوت نہ ہونا جبکہ یہ بھی ایک انذاری نشان تھا کسی عقلمند کی نگاہ میں قابل اعتراض نہیں سمجھا جاسکتا۔ ہاں دو باتیں قابل تحقیق رہتی ہیں۔

اول۔ یہ کہ کیا اس پیشگوئی میں جو مرزا احمد بیگ اور سلطان محمد کی ہلاکت کے متعلق تھی۔ توبہ کی شرط موجود تھی۔ یعنے یہ بتا دیا گیا تھا۔ کہ اگر یہ لوگ توبہ کرینگے تو خدا ان پر رحم کرے گا۔

دوسرے یہ کہ اگر بتا دیا گیا تھا۔ کہ توبہ سے عذاب ٹل جائے گا۔ تو اس امر کا ثبوت کیا ہے کہ مرزا سلطان محمد صاحب نے توبہ کی۔

پیشگوئی متعلقہ احمد بیگ شرطی تھی

امر اول کا جواب تو یہ ہے کہ اگرچہ انذاری پیشگوئیوں میں کسی شرط کی موجودگی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ قوم یونس سے عذاب ہٹا لیا گیا۔ بحالیکہ عذاب کا قطعی وعدہ تھا۔ اور اس میں کسی شرط کا ذکر نہیں تھا۔ یا جیسا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے واقعہ مجدد الف ثانی کے بیان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصریحات سے ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ انذاری پیشگوئی میں اگرچہ توبہ کی شرط کا ذکر نہ ہو۔ پھر بھی جس شخص کی ہلاکت کی پیشگوئی کی گئی ہو۔ اگر اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو جائے۔ تو خدا تعالےٰ اپنے قہر کو رحم سے بدل دیتا ہے۔ مگر اس پیشگوئی میں تو واضح اور غیر مشتبہ الفاظ میں اس امر کا ذکر کر دیا گیا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص ان میں سے توبہ کرے گا۔ تو خدا تعالےٰ اس پر رحم کرے گا۔ اور اپنے عذاب سے اسے بچائے گا۔ چنانچہ

پہلا ثبوت یہ ہے کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لکھ دیا تھا۔ کہ "اگر وہ توبہ نہ کریں گے۔ تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائینگے ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے۔ اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا **لیکن اگر وہ رجوع کریں گے۔ تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا**"

(مشمولہ آئینہ کمالات اسلام)

دوسرا ثبوت آئینہ کمالات اسلام میں مندرجہ خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے۔ کہ لا اھلکھم دفعۃً واحدۃً بل قلیلاً قلیلاً لعلھم یرجعون ویکونون من التوابین (صفحہ ۵۶۹)

یعنے میں ان لوگوں کو یکدم ہلاک نہیں کروں گا۔ بلکہ آہستہ آہستہ کرونگا **تاکہ وہ رجوع کریں اور توبہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں**۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے رجوع اور توبہ کا فائدہ پہونچانے کا ان لوگوں کو پہلے سے ارادہ کر رکھا تھا اور بتا دیا تھا۔ کہ چونکہ اصل غرض ان لوگوں کی اصلاح ہے۔ اس لئے آہستہ آہستہ اموات برنگ عذاب نازل کرونگا تاکہ یہ توبہ کرلیں۔ اور خدا کی طرف رجوع کریں۔ گویا جو توبہ اور رجوع الی الحق کا اظہار کریں گے۔ وہ عذاب سے محفوظ ہو جائیں گے

تیسرا ثبوت اس امر کا کہ پیشگوئی میں توبہ کی شرط موجود تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وُہ کشف ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ رائیتُ ھٰذہ المرأۃ واثر البکاء علی وجھھا فقلت ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک والمصیبۃ نازلۃ علیک یموت ویبقیٰ منہ کلاب متعددۃ (اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء)

یعنی میں نے محمدی بیگم کی نانی زوجۃ احمد۔ انجام آتھم صفحہ ۲۱۳) کو کشفی اس حالت میں دیکھا کہ اس کے چہرے پر رونے کے آثار ہیں۔ میں نے اسے کہا اے عورت توبہ کر۔ توبہ کر کیونکہ بلا تیری اولاد پر اور مصیبت تجھ پر نازل ہونے والی ہے۔ **ایک شخص** مر جائیگا اور اس کی طرف سے کتے باقی رہ جائیں گے۔ اس جگہ توبی توبی کے الفاظ صریح طور پر بتاتے ہیں کہ جو مصیبت اس خاندان پر آنے والی تھی وہ قطعی نہیں تھی بلکہ توبہ کے ساتھ دور ہوسکتی تھی۔ اور محمدی بیگم کی نانی کو مخاطب کرنے سے خدا تعالیٰ کو یہ بتانا مقصود تھا کہ اس انذاری پیشگوئی میں توبہ کا دروازہ اس قدر وسیع ہے کہ نانی بھی اگر توبہ اور استغفار کرے گی۔ تو اس سے اس کی اور اس کی بیٹی اور نواسی کی مصیبت دور ہو جائے گی۔ چہ جائیکہ وہ لوگ خود توبہ و استغفار کریں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس الہام کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

ان اللہ صرح فی ھذا الکشف ما اراد من نوع التخویف والانذار واشار الیٰ ان الآفۃ علیٰ زوج احمد وبنتہا من اللہ الفھار و مع ذالک حث علی التوبۃ و الاستغفار وادنیٰ بہ ان العذاب یوخر بالتضرع والرجوع الی الغفار ولا یحل الغضب الا عند الاباء والاجتراء والاستکبار۔ ومن تاب واستغفر فلہ حظ من رحمۃ حضرت الکبریاء ولا یاخذہ عذاب مہین الا بعد العود الیٰ سیر الفاسقین

(انجام آتھم صفحہ ۲۱۵)

یعنی خدا تعالیٰ نے اس کشف کے ذریعہ اس تخویف و انذار کی صراحت کردی ہے۔ جس کو نازل کرنے کا اس کا ارادہ ہے۔ اور اس نے یہ اشارہ کیا ہے۔ کہ مرزا احمد بیگ کی بیوی اور اس کی بیٹی پر خدائے قہار کی طرف سے ایک آفت نازل ہونے والی ہے

مگر اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے توبہ و استغفار کی بھی ترغیب دی ہے۔ اور اس امر کی طرف اشارہ کردیا ہے۔ کہ اگر کسی نے تضرع اور رجوع کیا تو عذاب اس سے ہٹا لیا جائے گا۔ اور جب تک کہ وہ سرکشی اور انکار کی طرف عود نہیں کرے گا۔ اس پر عذاب نہیں اترے گا۔ پس جس شخص نے توبہ کی اور استغفار کیا وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے حصہ پائے گا اور اس وقت تک عذاب اس پر نہیں آئے گا۔ جب تک کہ وہ شرارت پر کمر بستہ نہیں ہوتا۔

غرض توبی توبی کے الفاظ صریح طور پر اس پیشگوئی کو شرطی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"احمد بیگ اور اس کے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی آتھم کی پیشگوئی کی طرح شرطی تھی۔ اور شرط کے الفاظ جو شائع ہو چکے ہیں یہ ہیں۔ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبات۔ اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری دختر اور دختر کی دختر پر ہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۱)

پھر فرماتے ہیں۔ "بعض نادان کہتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ وہ نہیں سمجھتے کہ یہ پیشگوئی بھی عبد اللہ آتھم کی پیشگوئی کی طرح شرطی تھی۔ اور اس میں خدا تعالیٰ کی وحی اس کی منکوحہ کی نانی کو مخاطب کرکے یہ تھی۔ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک۔ یعنی اے عورت توبہ کر توبہ کر کہ تیری لڑکی کی لڑکی پر بلا آنے والی ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۳)

انجام آتھم میں فرماتے ہیں۔ ان العذاب کان مشروطا لا حکما قطعیا کما ھو وھم العوام (صفحہ ۲۲۲) یعنی اس عذاب کی پیشگوئی مشروط بشرط توبہ تھی نہ کہ حکم قطعی جیسا کہ عوام خیال کرتے ہیں۔ اسی طرح فرماتے ہیں۔ ما کان المجام فی ھذہ المقدمۃ الا کان معہ شرط

(انجام آتھم صفحہ ۲۲۳) یعنی اس پیشگوئی کے باب میں مجھے کوئی الہام ایسا نہیں ہوا۔ جس میں شرط مذکور نہ ہو۔ پھر فرماتے ہیں۔ "یہ پیشگوئی بھی مشروط بشرط تھی اور ہم یہ بھی بار بار بیان کر چکے ہیں کہ وعید کی پیشگوئی بغیر شرط کے بھی تخلف پذیر ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ یونس کی پیشگوئی میں ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۳)

تذکرۃ الشہادتین میں بھی فرماتے ہیں کہ "یہ پیشگوئی بھی آتھم کی پیشگوئی کی طرح مشروط بشرط ہے۔ یعنی یہ لکھا گیا تھا۔ کہ اس شرط سے وہ میعاد کے اندر پوری ہوگی کہ ان دونوں میں سے کوئی شخص خوف اور خشیت ظاہر نہ کرے" (صفحہ ۱۲) اسی طرح فرماتے ہیں۔ "اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیشگوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی" (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۴ کالم ۳) ایام الصلح میں بھی فرماتے ہیں۔ "یہ پیشگوئی بھی مشروط بشرائط تھی اور ضرور ہے کہ اس وقت تک اس کا دوسرا حصہ معرض توقف میں رہے جب تک کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اسباب نقض شرائط کے جمع ہوں"۔

(حاشیہ صفحہ ۹۰)

چوتھا ثبوت۔ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں فرماتے ہیں۔ "یہ الہام جو شرطی طور پر مکتوب الیہ کی موت فوت پر دلالت کرتا تھا ہم کو بالطبع اس کی اشاعت سے کراہت تھی۔" (آئینہ کمالات اسلام حاشیہ صفحہ ۲۸۶)

پس مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد مرزا سلطان محمد صاحب کی ہلاکت کی جو پیشگوئی کی گئی تھی۔ وہ شرطی تھی۔ اور اگرچہ ہر انذاری پیشگوئی شرطی ہوتی ہے۔ مگر اس میں شرط کی وضاحت بھی کردی گئی تھی۔ اور کھلے اور صاف الفاظ میں بتا دیا گیا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص ان میں سے توبہ اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے گا۔ تو

خدا بھی رحم کے ساتھ رجوع کرے گا چونکہ مرزا احمد بیگ نے اس پیشگوئی کی شرط سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اور باوجود ہلاکت کی خبر سننے کے اپنی قلبی اصلاح کی طرف مائل نہ ہوا۔ اس لئے وہ مقررہ میعاد میں ہلاک ہوگیا۔ مگر مرزا سلطان محمد صاحب نے اس شرط سے فائدہ اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر اپنے اندر تبدیلی پیدا کی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنا عذاب ان سے ہٹا لیا۔ چنانچہ ان کے آج تک زندہ رہنے کی یہی وجہ ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھک گئے۔ اور انہوں نے مرزا احمد بیگ کی ہلاکت سے سبق حاصل کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف رجوع کیا۔ بلکہ ان کے بزرگوں نے عجز و نیاز کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دعائیہ خطوط بھی لکھے۔ جن میں اپنی توبہ اور استغفار کا حال لکھتے ہوئے گذشتہ افعال پر پشیمانی کا اظہار کیا۔ یہی وجہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے اس

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اُس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کا ثبوت

اب یہ امر تنقیح طلب رہتا ہے۔ کہ مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کا جس کی وجہ سے مقررہ عذاب اُن پر سے ٹل گیا ثبوت کیا ہے۔ سو واضح ہو۔ کہ ان کی توبہ کے پانچ ثبوت ہیں:-

پہلا ثبوت

مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کا پہلا ثبوت یہ ہے۔ کہ فطرتِ انسانی میں یہ امر داخل ہے۔ کہ جب دو شخصوں کی ہلاکت کی پیشگوئی کی گئی ہو۔ اور ایک اُن میں سے پیشگوئی کے مطابق مقررہ میعاد میں ہلاک ہو جائے۔ تو دُوسرا شخص ضرور ڈر جاتا۔ اور یہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ اب میری باری بھی قریب آ رہی ہے۔ فطرتِ انسانی کا یہ اقتضاء ایسا واضح ہے۔ کہ کوئی سلیم الفطرت انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ پس اس کے مطابق عقلاً ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ مرزا احمد بیگ کی ہلاکت کے بعد ضرور مرزا سلطان محمد صاحب دل میں ڈرے ہونگے۔ اور وہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو گئے ہونگے۔ مگر چونکہ اس عقلی پہلو میں کسی حد تک شبہ کا امکان بھی رہتا ہے۔ اور ایک کج بحث انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ اگرچہ ڈرنا ممکن ہے۔ مگر اس بات کا ثبوت کیا ہے۔ کہ وُہ حقیقت میں ڈر گئے۔ اس لئے ان کے ڈرنے اور توبہ کرنے کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات پیش کی جاتی ہیں۔ جن میں آپ نے صراحتًا اس امر کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ مرزا احمد بیگ کی ہلاکت کے بعد اس کے تمام لواحقین پر پیشگوئی کی ہیبت ایسی شدت سے چھائی۔ کہ انہوں نے یقین کر لیا۔ کہ اب مرزا سلطان محمد بھی ہلاک ہو جائے گا۔ اس بے قراری کی حالت میں وُہ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہو گئے اللہ تعالیٰ کے حضور رونے لگے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں انہوں نے دُعائیہ خطوط لکھے جن میں عاجزی سے درخواست کی۔ کہ آپ اُن کے لئے دُعا کریں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

"یہ بات ظاہر ہے۔ کہ جب دو آدمی کی موت ایک ہی پیشگوئی میں بیان کی گئی ہو۔ اور ایک اُن میں سے میعاد کے اندر مر جائے۔ تو وُہ جو دُوسرا باقی ہے۔ اس کی بھی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ کیونکہ ایک ہی موت کے دونوں نتیجے تھے۔ پس جو زندہ رہ گیا ہے۔ وُہ جب ایسی موت کو دیکھتا ہے۔ ایک ایسا جانگداز غم اس کو پکڑ لیتا ہے۔ کہ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یعنی وُہ بھی قریب قریب میت ہی کے ہوتا ہے سو ایک دانا سوچ سکتا ہے۔ کہ:- احمد بیگ کے مرنے کے بعد جس کی موت پیشگوئی کی ایک جزو تھی۔ دوسری جزو والے کا کیا حال ہوا ہوگا۔ گویا وُہ جیتا ہی مر گیا ہوگا۔ چنانچہ اس کے بزرگوں کی طرف سے دو خط ہمیں بھی پہونچے۔ جو ایک حکیم صاحب باشندہ لاہور کے ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے۔ جن میں انہوں نے اپنے توبہ اور استغفار کا حال لکھا ہے۔ سو ان تمام قرائن کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا تھا۔ کہ تاریخ وفات سلطان محمد قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ ایسی نازکیں جو تخویف اور انذار کے نشانوں میں سے ہوتی ہیں۔ ہمیشہ بطور تقدیر معلق کے ہوتی ہیں۔" (اشتہار ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء منقول از تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۴)

اسی طرح فرماتے ہیں:-

"احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔ اور اس کا فوت ہونا اُس کے داماد اور تمام عزیزوں کے لئے سخت ہم و غم کا موجب ہوا۔ چنانچہ ان لوگوں کی طرف سے توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام بھی آئے۔" (حاشیہ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۶۶)

پھر فرماتے ہیں:-

"احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اُس کے اقارب پر غالب آ گیا۔ یہاں تک کہ بعض نے اُن میں سے میری طرف عجز و نیاز کے ساتھ خط بھی لکھے۔ کہ دُعا کرو۔ پس خُدا نے اُن کے اس خوف اور اس قدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیشگوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۷)

اسی طرح فرماتے ہیں:-

"سمجھنا چاہیئے۔ کہ احمد بیگ کی موت ایسا دردناک ماتم تھا۔ جس سے گھر ویران ہو گیا۔ وُہ چھوٹے چھوٹے چار بچے۔ اور ایک بیوہ چھوڑ کر مر گیا۔ اور اُس کی موت کے بعد جس غم اور مصیبت میں وُہ سب پڑ گئے۔ اس کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے۔ کیا ایسی مصیبت کی موت اور پھر سراسر پیشگوئی کے مطابق طبعًا یہ تاثیر نہیں رکھتی تھی۔ کہ ان لوگوں کو احمد بیگ کی وفات کے بعد اپنے عزیز داماد کی موت کا فکر کھانے لگتا۔ اور اس طرح ہراساں ہو کر رجوع الی الحق کرتے۔ کیا انسان میں یہ خاصیت نہیں۔ کہ چشم دید تجربہ اُس پر سخت اثر ڈالتا ہے۔ سو درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ احمد بیگ کی موت نے اس کے وارثوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور ایسے غم میں ڈالا۔ کہ گویا وُہ مر گئے اور سخت خوف میں پڑ گئے۔ اور دُعا میں اور تضرع میں لگ گئے۔ سو ضرور تھا۔ کہ خدا تعالیٰ اس جگہ بھی تاخیر ڈالتا۔" (ضمیمہ انجام آتھم۔ صفحہ ۵۲۔ صفحہ ۵۳)

(حجۃ اللہ میں فرماتے ہیں:-

"جب احمد بیگ فوت ہو گیا۔ تو اس کی بیوہ عورت اور دیگر پسماندگان کی کمر ٹوٹ گئی۔ وُہ دُعا اور تضرع کی طرف بدل متوجہ ہو گئے۔ جیسا کہ سُنا گیا ہے۔ کہ اب تک احمد بیگ کے داماد کی والدہ کا کلیجہ اپنے حال پر نہیں آیا۔"

(صفحہ ۱۱ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

پس مرزا سلطان محمد صاحب کا ڈرنا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ان کے بزرگوں کا توبہ اور رجوع کے خط۔ اور پیغام بھیجنا (جس کی تردید نہ آج تک مرزا سلطان محمد صاحب نے کی ہے۔ اور نہ اُن کے کسی اور رشتہ دار نے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ تمام باتیں حقیقت میں درست ہیں) اس امر کا قطعی اور یقینی ثبوت ہے۔ کہ مرزا احمد بیگ صاحب کی ہلاکت کے بعد پیشگوئی کی ہیبت سے متاثر ہو کر مرزا سلطان محمد صاحب نے رجوع کیا۔ اور اسی خوف۔ اصلاح۔ اور رجوع کی برکت سے انہیں عمر دی گئی۔

دوسرا ثبوت

مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کا دوسرا ثبوت ان کا دستخطی بیان ہے۔ جو ایک عرصہ سے سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں محفوظ چلا آتا ہے۔ اور جس میں انہوں نے ایک احمدی کے پاس حسب ذیل خط کی صورت میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

از انبالہ چھاؤنی
۲۱/۳/۱۳
برادرم سلمہ'
السلام علیکم۔

نوازش نامہ آپ کا پہونچا۔ یاد آوری کا مشکور ہوں۔ میں جناب مرزا جی صاحب مرحوم کو نیک بزرگ۔ اسلام کا خدمتگذار شریف النفس۔ خدا یاد پہلے بھی اور اب بھی خیال کر رہا ہوں۔ مجھے ان کے مریدوں سے کسی قسم کی مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ افسوس کرتا ہوں کہ چند ایک امورات کی وجہ سے ان کی زندگی میں ان کا شرف حاصل نہ کر سکا۔

نیازمند۔ سلطان محمد از انبالہ رسالہ نمبر ۹

یہ خط اگر ایک غیر متعلق شخص کی طرف سے ہوتا تو اس کے تعریفی الفاظ چنداں وقعت نہ رکھتے۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ رائے اس شخص کی ہے۔ جس کی موت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی کی تھی۔ اور جو مقررہ میعاد میں بوجہ توبہ اور رجوع کے ہلاکت سے محفوظ رہا۔ پھر یہ رائے اس شخص کی ہے۔ جس کی منکوحہ کے بیوہ ہونے اور اپنے نکاح میں آنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی کی تھی۔ اور اس پیشگوئی کو متعدد کتب واشتہارات میں شائع فرمایا ہوا تھا۔ تو یہ تعریفی الفاظ ہمارے دلوں میں انتہائی وقعت اختیار کر لیتے ہیں۔ کیونکہ اگر مرزا سلطان محمد صاحب کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی وہ غلط ثابت ہوئی تھی۔ تو اس کا سب سے زیادہ اثر مرزا سلطان محمد صاحب پر ہونا چاہیئے تھا اور انہیں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کہنا چاہیئے تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ اور آپ نعوذ باللہ مفتری علی اللہ تھے۔ مگر وہ کہتے ہیں تو یہ کہ "میں جناب مرزا جی صاحب مرحوم کو نیک بزرگ اسلام کا خدمتگذار شریف النفس۔ خدا یاد۔ پہلے بھی اور اب بھی خیال کر رہا ہوں"۔ کیا پیشگوئی جھوٹی نکلنے کے باوجود کوئی شخص پیشگوئی کرنے والے کو نیک اور بزرگ کہہ سکتا ہے۔ بالخصوص ایسا شخص جس کے متعلق ہلاکت کی پیشگوئی ہو۔ صاف ظاہر ہے کہ مرزا سلطان محمد صاحب سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے جو پیشگوئی کی تھی وہ سچی نکلی۔ اور وہ اگر عذاب سے بچائے گئے تو اس لئے کہ انہوں نے اپنے اعتقادات میں تبدیلی پیدا کر لی۔ اور بجائے حضرت مرزا صاحب کو کاذب اور مفتری سمجھنے کے نیک۔ بزرگ۔ اسلام کا خدمتگذار۔ شریف النفس اور خدا یاد سمجھنے لگ گئے۔ یہی وہ خدائی تعویذ تھا جس نے انہیں ہلاکت سے بچایا۔ اسی طرح یہ تعریفی الفاظ اس لحاظ سے بھی نہایت وقیع ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں جیسا کہ گذشتہ بحث میں ثابت کیا جا چکا ہے۔ متواتر لکھا ہے کہ مرزا احمد بیگ کی ہلاکت کے بعد اس کے داماد مرزا سلطان محمد صاحب نے توبہ کی۔ اپنے افعال پر پشیمانی کا اظہار کیا۔ اور نہ صرف اس نے بلکہ اس کے تمام رشتہ داروں نے خدا تعالےٰ کے حضور گریہ وزاری شروع کر دی۔ پس اس توبہ کی وجہ سے مرزا سلطان محمد صاحب ہلاکت سے بچائے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تحدی اگر غلط ہوتی۔ اور اگر نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرزا سلطان محمد صاحب کے ڈر جانے کے متعلق اپنی کتب میں جو کچھ لکھا۔ اور جس کا علم مرزا سلطان محمد صاحب کو بھی تھا باطل ہوتا تو چاہیئے تھا مرزا سلطان محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ کاذب سمجھتے اور کہتے کہ میں تو قطعاً ڈرا نہیں تھا۔ مگر حضرت مرزا صاحب نے یونہی مشہور کر دیا۔ اس صورت میں ان کی رائے بالکل اور ہوتی۔ مگر مرزا سلطان محمد صاحب کا ان تمام حالات کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہی رائے رکھنا کہ وہ نیک بزرگ۔ اسلام کے خدمتگذار۔ شریف النفس اور خدا یاد تھے۔ اس بات کی پختہ اور یقینی دلیل ہے۔ کہ مرزا سلطان محمد صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی جھوٹی نہیں نکلی۔ بلکہ پوری ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کہنا بھی غلط نہیں کہ مرزا سلطان محمد صاحب نے توبہ کی۔ بلکہ یہی صحیح ہے کہ وہ ڈرے۔ اور اپنے خیالات میں انہوں نے تغیر پیدا کر لیا۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ کے عذاب سے محفوظ ہو گئے۔

تیسرا ثبوت

مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کا تیسرا ثبوت ان کا وہ بیان ہے۔ جو انہوں نے حافظ جمال احمد صاحب مبلغ ماریشس سے ایک ملاقات کے موقعہ پر دیا۔ اور جو الفضل ۹/۱۲ جون ۱۹۲۱ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس بیان کے بعض ضروری حصے درج ذیل ہیں:۔

مرزا سلطان محمد صاحب کہتے ہیں:۔

"میرے خسر مرزا احمد بیگ صاحب واقعہ میں عین پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ غفور رحیم بھی ہے۔ اپنے دوسرے بندوں کی بھی سنتا اور رحم کرتا ہے"۔

"میں ایمان سے کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی میرے لئے کسی قسم کے بھی شک شبہ کا باعث نہیں ہوئی"۔

"میں قسمیہ کہتا ہوں کہ جو ایمان اور اعتقاد مجھے حضرت مرزا صاحب پر ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی جو بیعت کر چکے ہیں اتنا نہیں ہوگا۔"

"میرے دل کی حالت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اس پیشگوئی کے وقت آریوں نے لیکھرام کی وجہ سے اور عیسائیوں نے آتھم کی وجہ سے مجھے لاکھ لاکھ روپیہ دینا چاہا۔ تا میں کسی طرح مرزا صاحب پر نالش کروں۔ اگر وہ روپیہ میں لیتا تو امیر کبیر بن سکتا تھا۔ مگر وہی ایمان اور اعتقاد تھا۔ جس نے مجھے اس فعل سے روکا"

چوتھا ثبوت

مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کا چوتھا ثبوت ان کے لڑکے مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب کا وہ تحریری بیان ہے۔ جو انہوں نے تھوڑا ہی عرصہ ہوا اللہ تعالےٰ کے فضل سے احمدیت میں داخل ہونے پر الفضل میں شائع کرایا۔ اور جس میں وہ لکھتے ہیں۔ "جب حضرت مرزا صاحب کی قوم اور رشتہ داروں نے گستاخی کی۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ کی ہستی سے انکار کیا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ پاک کی ہتک کی۔ اور اشتہار دے دیا۔ کہ ہمیں کوئی نشان دکھلایا جائے۔ تو اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے اپنے مامور کے ذریعہ پیشگوئی فرمائی۔ اس پیشگوئی کے مطابق میرے نانا جان مرزا احمد بیگ صاحب ہلاک ہو گئے۔ اور باقی خاندان ڈر کر اصلاح کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جس کا ناقابلِ تردید ثبوت یہ ہے۔ کہ اکثر نے احمدیت قبول کر لی۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنی صفت غفور رحیم کے ماتحت قہر کو رحم میں بدل دیا۔ چونکہ اس پیشگوئی کا تعلق میرے والد صاحب (مرزا سلطان محمد بیگ صاحب آف پٹی) کے ساتھ بھی تھا۔ اس لئے **وہ بھی خوف میں مبتلا ہوئے۔** یہاں تک کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب سے حسن عقیدت کے متعلق مختلف اوقات پر اپنا اظہار خیال بذریعہ خطوط فرمایا۔ نہ صرف خیال ظاہر فرما دیا۔ بلکہ معاندین سلسلہ کے اکسانے پر انہیں صاف جواب دے دیا۔ مثلاً ہندوؤں۔ عیسائیوں۔ اور مسلمانوں نے ہزاروں روپے کا لالچ دے کر اس بات کی کوشش کی۔ کہ

آپ۔ اس امر کا اعلان کردیں کہ وہ پیشگوئی کی وجہ سے نہیں ڈرے۔ لیکن آپ نے ہرگز ان کی بات نہ مانی۔"

(الفضل ۲۶ فروری ۱۹۳۳ء صفحہ ۹)

پانچواں ثبوت

مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کا پانچواں ثبوت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام مخالف مولویوں کو چیلنج دیا۔ کہ اگر سلطان محمد اپنے دل میں نہیں ڈرا۔ تو اس سے تکذیب کا اشتہار دلاؤ۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے۔" (انجام آتھم صفحہ ۳۲ حاشیہ)

مگر باوجود اس کے کہ یہ طریق فیصلہ بالکل آسان تھا۔ اور جب ایک شخص اپنے دل میں نہ ڈرا ہو تو اس کے لئے اشتہار شائع کرنا اور یہ لکھ دینا کہ میں اس پیشگوئی کی وجہ سے نہیں ڈرا بالکل آسان ہوتا ہے۔ مرزا سلطان محمد صاحب نے اس طرف رخ کرنے کی بھی جرآت نہ کی۔ بلکہ باوجود اس کے کہ مخالف مولویوں اور عیسائیوں نے محض اتنی سی بات پر انہیں ہزاروں روپیہ دینا چاہا انہوں نے یہ نہ لکھا کہ میں اس پیشگوئی کی وجہ سے نہیں ڈرا۔ جس سے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے دل میں ڈرے یہاں تک کہ چیلنج دیئے جانے کے باوجود وہ یہ اعلان کرنے پر آمادہ نہ ہوئے کہ میں نہیں ڈرا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرما دیا کہ "ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے۔ جب تک کہ وہ گھڑی آجائے۔ کہ اس کو بے باک کر دیوے۔ سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اس کو بے باک اور مکذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔" (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۳۲) دشمنان احمدیت اگر اب بھی اسی زعم باطل میں گرفتار ہوں کہ مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کا دعویٰ بے حقیقت ہے اور انہوں نے مرزا احمد بیگ کی ہلاکت کے باوجود پیشگوئی کی ہیبت اپنے دل میں محسوس نہیں کی۔ اور نہ اپنے خیالات و اعتقادات میں ڈر کر اصلاح کی۔ اور نہ توبہ و استغفار کی طرف توجہ کی۔ اور نہ گریہ وزاری سے کام لینے کی ضرورت محسوس کی اور یہ کہ ان کا زندہ رہنا محض ایک اتفاق ہے اور پیشگوئی کے جھوٹے ہونے کا ثبوت۔ تو وہ اس چیلنج کے مطابق جس پر آج ۳۹ برس کے قریب ہو رہے ہیں۔ مرزا سلطان محمد صاحب سے تکذیب کا اشتہار تو دلا دیکھیں۔ مگر کیا وہ اس کے لئے تیار ہونگے۔ ہمیں یقین ہے اگر انہوں نے اس کے لئے کوشش کی تو انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔"

ایک مصنوعی تحریر

اس جگہ اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے قریباً سولہ سال بعد "الہامات مرزا" میں مرزا سلطان محمد صاحب کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ تحریر شائع کی ہے کہ "جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو میری موت کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی۔ نہ میں اس پیشگوئی سے کبھی ڈرا۔ میں ہمیشہ اور اب بھی اپنے بزرگانِ اسلام کا پیرو رہا ہوں۔"

(سلطان محمد بیگ ساکن پٹی ۲۴-۳-۱۳)

(الہامات مرزا طبع ششم صفحہ ۹۷-۹۸)

ہماری طرف سے مطالبہ کیا جا چکا ہے کہ یا تو اصل تحریر ہمیں دکھائی جائے یا اصل تحریر کا عکس شائع کیا جائے جیسا کہ ہماری طرف سے شائع کیا جا چکا ہے۔ مگر آج تک مولوی ثناء اللہ صاحب اس مطالبہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکے۔ اور نہ مرزا سلطان محمد صاحب نے اس تحریر کی کبھی تصدیق کی۔ حالانکہ وہ زندہ موجود ہیں۔ پس یہ تحریر کسی صورت میں بھی درخور اعتنا نہیں سمجھی جا سکتی۔

حضرت مسیح موعود کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کے یقینی نتائج

مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کا جس کے متعدد شواہد و اثبات بیان کئے جا چکے ہیں۔ یہ یقینی نتیجہ تھا۔ کہ وہ اڑھائی سال میں فوت نہ ہوتے اور ان کی عدم فوتیدگی کا یہ یقینی نتیجہ تھا۔ کہ محمدی بیگم بیوہ نہ ہوتی۔ اور محمدی بیگم کے بیوہ نہ ہونے کا یہ لازمی نتیجہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح نہ ہوتا۔ اور نہ بیرۃ ھا الیک والا الہام اپنی ظاہری شکل و صورت میں پورا ہوتا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے تین بڑے حصے تھے

اول۔ موت مرزا احمد بیگ۔

دوم۔ موت مرزا سلطان محمد داماد مرزا احمد بیگ۔

سوم۔ نکاح محمدی بیگم۔

تیسری شق بہرحال پہلی دو شقوں کے پورا ہونے کے بعد وقوع پذیر ہونی تھی شق اول پوری ہو گئی۔ اور اسے ہر معاند بھی تسلیم کرتا ہے۔ شق ثالث موقوف تھی شق ثانی کے پورا ہونے پر اس لئے شق ثالث کے متعلق اس وقت تک کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا جب تک شق ثانی کے متعلق تصفیہ نہ ہو جائے اور شق ثانی یعنی موت مرزا سلطان محمد جس کے بعد یردّھا الیک والا الہام پورا ہونا تھا۔ موقوف تھی۔ اس کی شوخی و شرارت اور تکذیب و تکفیر اور عدم رجوع پر چونکہ مرزا سلطان محمد نے "توبہ" کی شرط سے جس کا الہامات میں صریح ذکر تھا۔ فائدہ اٹھایا۔ اس لئے ماکان اللّٰہ معذبھم وھو یستغفرون کے مطابق خدا تعالیٰ نے اسے ہلاک ہونے سے بچا لیا۔

پس اس کے ہلاک نہ ہونے کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ نہ محمدی بیگم بیوہ ہوئی۔ اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا نکاح ہوا:۔

محمدی بیگم کا نکاح میں آنا مرزا سلطان محمد کی ہلاکت پر موقوف تھا

ہمیں اس سے انکار نہیں۔ کہ نکاح کا ہونا قطعی اور یقینی تھا۔ اور یردّھا الیک کا الہام بھی پورا ہونا چاہیئے تھا مگر سوال یہ ہے کہ کب؟ نکاح اسی صورت میں یقینی تھا۔ جب سلطان محمد ہلاک ہو جاتا۔ مگر سلطان محمد ہلاک نہیں ہوا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس نے توبہ اور رجوع کی شرط سے فائدہ اٹھایا۔ جس کا الہامات میں ذکر تھا۔ اور خواہ ذکر نہ ہوتا۔ تب بھی توبہ سے انذاری پیشگوئیوں کا ٹل جانا ایک مسلمہ امر ہے۔ پس سلطان محمد زندہ رہا۔ اور اس کے زندہ رہنے کا یہ لازمی نتیجہ تھا۔ کہ محمدی بیگم بیوہ نہ ہوتی۔ اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا نکاح ہوتا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی کتب میں متعدد جگہ یہ امر تسلیم فرمایا ہے کہ محمدی بیگم کا میرے نکاح میں آنا نہ صرف احمد بیگ بلکہ سلطان محمد کی موت پر موقوف ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ظاہر کی ہے۔ کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دیگا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا۔ اور وہ جو نکاح کریگا۔ وہ روزِ نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا۔ اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔" (حاشیہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مشمولہ آئینہ کمالاتِ اسلام)

اسی طرح خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے کہ یموت بعلھا وابوھا الٰی ثلٰث سنۃ من یوم النکاح ثم نردّھا الیک بعد موتھما (کرامات الصادقین ٹائٹل پیج صفحہ آخر) یعنی لڑکی کا خاوند۔ اور اس کا باپ روز نکاح سے تین سال تک ہلاک ہو جائیں گے۔ اور ان دونوں کی موت کے بعد ہم اس عورت کو تیری طرف واپس لوٹائیں گے:۔

پھر فرماتے ہیں:۔ تزوجیھا ایاک بعد اھلاک الھالکین والھالکات (انجام آتھم صفحہ ۲۱۶) یعنی اس عورت کا میرے نکاح میں آنا احمد بیگ اور اس کے داماد کی ہلاکت پر موقوف ہے آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں کہ

"خدا تعالیٰ اس عورت کو بیوہ کر کے میری طرف رد کرے گا۔" (صفحہ ۲۸۲)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صرف اتنی پیشگوئی نہیں تھی۔ کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آ جائے گی۔ بلکہ پیشگوئی یہ تھی۔ کہ مرزا احمد بیگ اور سلطان محمد کی ہلاکت کے بعد بشرطیکہ انہوں نے توبہ نہ کی۔ محمدی بیگم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف لوٹائی جائے گی۔ احمد بیگ نے توبہ کی شرط سے فائدہ نہ اٹھایا۔ پس وہ ہلاک ہو گیا۔ سلطان محمد نے اس شرط سے فائدہ اٹھایا۔ پس وہ ہلاک نہ ہوا۔ اور چونکہ نکاح اس کی ہلاکت کے بعد مقدر تھا۔ اس لئے عدم موت کی وجہ سے نکاح یعنی یردّھا الیک کی شق بھی ظہور پذیر نہ ہوئی:۔

ایک سوال کا جواب

اس موقعہ پر ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ جب مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد مرزا سلطان محمد صاحب کی ہلاکت میں سے صرف ایک کی موت مقدر تھی۔ دونوں نے ہلاک نہیں ہونا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا۔ کہ ایک شخص ہی توبہ کی شرط سے فائدہ اٹھائے گا۔ دوسرا نہیں اٹھائیگا۔ تو اس نے صرف ایک پہلو کیوں متعین نہ کر دیا۔ اور کیوں مرزا سلطان محمد صاحب کی وفات کا پہلو بھی بیان کیا:۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ قبل ازیں بالتصریح بیان کیا جا چکا ہے اللہ تعالےٰ کا اس پیشگوئی سے مقصد اپنے علمِ ازلی کا اظہار کرنا نہیں تھا بلکہ اپنی۔ قدرت کا جلوہ دکھانا تھا۔ اور قدرت نمائی کے لئے دونوں پہلوؤں کا بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یعنے یہ کہ اگر توبہ کرو گے تو اللہ تعالےٰ کی رحمت سے حصہ پاؤ گے۔ اور اگر تمرد اور سرکشی اختیار کرو گے۔ تو اللہ تعالےٰ کے غضب سے حصہ پاؤ گے۔ پس خدا تعالےٰ محض اپنے علم ازلی کا اظہار ان پر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ اپنی قدرت کا جلوہ دکھانا چاہتا تھا۔ اور جبکہ اس پیشگوئی کی اصل غرض اقتداری نشان دکھانا تھا۔ اور یہ بتانا مدنظر تھا۔ کہ خدا تعالےٰ رحمت اور عذاب دونوں چیزوں سے اپنے پیاروں اور مخالفوں کو حصہ دیا کرتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ آخری نتیجہ کیوں بیان کرتا۔ آخری نتیجہ خود ان لوگوں کے اعمال نے پیدا کرنا تھا۔ اور اگرچہ خدا تعالےٰ ان لوگوں کے اعمال سے جو یہ کرنے والے تھے خوب واقف تھا۔ مگر چونکہ اس پیشگوئی میں اللہ تعالےٰ کو اپنے علم ازلی کا اظہار مدنظر نہیں تھا۔ بلکہ اقتداری نشان دکھانا تھا۔ اس لئے ان کے سامنے رحمت اور عذاب دونوں پہلو پیش کر دیئے گئے۔ اور کہہ دیا گیا کہ جس قسم کے چاہو اعمال کرو۔ اگر اچھے کرو گے تو خدا تعالےٰ تم پر رحمت برسائے گا۔ بُرے اعمال کرو گے۔ تو عذاب میں گرفتار کرے گا۔ گویا یہ اقتداری نشان تھا۔ جو انہیں دکھانا مدنظر تھا۔ اور گو آخری نتیجہ خدا تعالےٰ کے علم میں تھا۔ مگر اس کا بیان کرنا چونکہ اقتدار کو کھو دیتا تھا۔ اس لئے اقتداری نشان کی عظمت قائم رکھنے کے لئے دونوں چیزیں ان کے سامنے رکھ دی گئیں۔ یہ بھی بتلا دیا۔ کہ فلاں زہر ہے۔ اور یہ بھی کہہ دیا کہ فلاں آبِ حیات ہے۔ مرزا سلطان محمد صاحب چاہتے تو زہر پی لیتے چاہتے تو آبِ حیات اٹھا لیتے۔ خدا خوب جانتا تھا کہ انہوں نے زہر نہیں پینی۔ مگر باوجود اس کے اس علم ازلی کا اظہار خدا نے اس لئے نہ کیا۔ تا اس کا اقتداری نشان ظاہر ہو۔ اور انہیں معلوم ہو کہ جو خدا کی طرف جھکتا ہے۔ وہ رحمت سے حصہ پاتا ہے۔ اور جو سرکشی دکھاتا ہے وہ عذاب میں گرفتار ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت اور طاقت کا اظہار کرنے کے لئے پیشگوئی کے دونوں پہلو بیان فرما دیئے۔ اور اگر آخری نتیجہ جو رونما ہے بیان کر دیا جاتا۔ تو یہ محض اللہ تعالےٰ کے ایک علم ازلی کا اظہار رہوتا۔ اقتداری نشان نہ ہوتا۔ گویا نشاناتِ الٰہیہ کی اقسام میں سے ایک نشان وہ ہؤا کرتے ہیں جن میں اللہ تعالےٰ کو محض اپنے علم ازلی کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور ایک وہ نشان ہؤا کرتے ہیں۔ جن میں خدا تعالےٰ کو اپنی قدرت نمائی کا جلوہ دکھانا مدنظر ہوتا ہے۔ علم ازلی والے نشانات میں ہمیشہ آخری نتیجہ بیان کیا جاتا ہے۔ مگر قدرت نمائی والے نشانات میں آخری نتیجہ چھپا کر رحمت اور عذاب دونوں پہلو سامنے رکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور کہہ دیا جاتا ہے کہ جس چیز کو چاہو اپنے اوپر وارد کر لو چاہو تو رحمت لے لو۔ چاہو تو عذاب۔ جو شخص چاہتا ہے وہ رحمت کا مستحق بن جاتا ہے۔ اور جو نہیں چاہتا عذاب کا مورد ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ ایک ایسی ہستی ہے۔ جو ذی الاقتدار ہے ؂

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان مخالف رشتہ داروں کو بھی اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت نمائی کا جلوہ دکھانا چاہا کیونکہ وہ دینِ اسلام پر ٹھٹھا اڑاتے بلکہ خدا تعالےٰ کے وجود سے بھی منکر تھے اس صورت میں ضروری تھا۔ کہ آخری نتیجہ بیان نہ کرتے ہوئے رحمت اور عذاب دونوں صورتیں ان کے سامنے رکھ دی جاتیں اور یہ کہہ دیا جاتا۔ کہ جو اس راستہ پر چلیگا۔ خدا تعالےٰ کی رحمت سے حصہ لے گا۔ اور جو فلاں راستہ پر جائے گا۔ اس پر خدا تعالےٰ کا غضب اترے گا۔ گویا جس رنگ میں چاہو خدا تعالےٰ کی ہستی کا مشاہدہ کر لو۔ مرزا احمد بیگ اور سلطان محمد میں سے ایک نے کوئی راستہ اختیار کیا۔ اور دوسرے نے کوئی۔ اس لئے نتائج بھی مختلف نکلے۔

پس آخری نتیجہ پہلے سے اس لئے بیان نہ کیا گیا۔ کہ یہ ایک اقتداری نشان تھا۔ اور اقتداری نشانات میں ہمیشہ آخری نتیجہ کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔ اور دونوں پہلوؤں کو بیان کر دیا جاتا ہے۔ تا ظاہر ہو۔ کہ وہ قادر ہستی ہے۔ اور جس طرح ہلاک کر سکتی ہے۔ اسی طرح توبہ و تضرع سے ایک شخص کو عذاب سے بچا بھی سکتی ہے ؂

الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب سے ہلاکت صرف ایک شخص کی مقدر تھی

اس اصولی جواب کے بعد اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر غور کریں۔ تو ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ الہامات نے باوجود اقتداری نشان ہونے کے یہ امر بھی پہلے سے بتا رکھا تھا۔ کہ موت صرف ایک مرد یعنے احمد بیگ کی ہوگی۔ مرزا سلطان محمد صاحب کی نہیں ہوگی۔ مگر چونکہ یہ اقتداری نشان تھا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے ان الہامات کا یہ مفہوم اس وقت تک نظروں سے پوشیدہ رکھا۔ جب تک کہ مرزا احمد بیگ نے عذاب سے اور مرزا سلطان محمد صاحب نے اللہ تعالےٰ کی رحمت سے حصہ لے کر اقتداری نشان کی عظمت کو پورے ہوتے دیکھ نہ لیا۔ چنانچہ آئینۂ کمالاتِ اسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا احمد بیگ کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہؤا **اٰخر المصائب موتک** (ص۵۷۳) یعنے احمد بیگ سے کہہ دے کہ تیرے خاندان پر عذاب کے رنگ میں جو مصائب آنے والے ہیں۔ ان میں سے **آخری مصیبت تیری موت ہوگی**۔ اس "آخری مصیبت" کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے یہ ظاہر کر دیا تھا۔ کہ مرزا احمد بیگ کی موت کے بعد اور کوئی موت برنگ عذاب اس کے خاندان میں نہیں ہوگی۔ چونکہ مرزا سلطان محمد کا نمبر بہرحال مرزا احمد بیگ کے بعد آتا تھا۔ اس سے معلوم ہؤا کہ اللہ تعالےٰ نے یہ بھی بتا رکھا تھا۔ کہ مرزا سلطان محمد زندہ رہیں گے۔ کیونکہ اگر یہ بھی مر جاتے۔ تو مرزا احمد بیگ کی موت "آخری مصیبت" کیونکر کہی جا سکتی تھی۔

اسی طرح تتمہ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں ہم خدا تعالےٰ کے یہ الہامات درج پاتے ہیں۔ کہ **ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک۔ والمصیبۃ نازلۃ علیک یموت ویبقٰی منہ کلاب متعددۃ**۔ یعنی اے عورت توبہ کر توبہ کر کہ بلا تجھ پر اور تیری اولاد پر نازل ہونے والی ہے۔ پھر اس بلا کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ **یموت** ایک مرد مر جائے گا۔ **ویبقٰی منہ کلاب متعددۃ** اور اس کی طرف سے کتنے باقی رہ جائیں گے۔

اس الہام میں بھی یموت کہکر ایک مرد کی ہلاکت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ یہ واحد مضارع مذکر کا صیغہ ہے۔ اور اس کا یہی ترجمہ ہے کہ ایک مرد مرے گا۔

پس الہامات نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ صرف ایک شخص یعنی مرزا احمد بیگ ہلاک ہوگا۔ سلطان محمد ہلاک نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ مگر چونکہ یہ ایک اقتداری نشان تھا۔ اس لئے جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے ان الہامات کا یہ مفہوم جنہیں علم ازلی کا اظہار کیا گیا تھا۔ باوجود شائع ہو جانے کے اس وقت تک نظروں سے اوجھل رکھا جب تک کہ اس خاندان نے جس کے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ اللہ تعالےٰ کا ذی الاقتدار ہونا تسلیم نہ کر لیا۔ اور جب تک کہ اس خاندان میں سے جس نے اللہ تعالےٰ کی رحمت سے حصہ لینا چاہا رحمت سے اور جس نے غضب سے حصہ لینا چاہا۔ غضب سے حصہ لے کر اس انذاری نشان کی غرض و غائت کو پورا نہ کر دیا۔

انہی الہامات میں اللہ تعالےٰ نے یہ خبر بھی دے دی تھی۔ کہ اگرچہ پیشگوئی کے مطابق مرزا احمد بیگ ہلاک ہو جائے گا مگر چونکہ سلطان محمد کی عدم ہلاکت کی وجہ سے نکاح نہیں ہوگا۔ اس لئے **یبقٰی منہ کلاب متعددۃ**۔ ایسے بدسرشت لوگ باقی رہ جائیں گے۔

جن کا یہی شیوہ ہو گا۔ کہ وہ بلا وجہ زبان نکالتے رہیں گے۔ اور اس پیشگوئی پر بے جا اعتراضات کرکے اپنے آپ کو ان لوگوں میں شامل کرتے رہیں گے۔ جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں:۔

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا مونہہ تخم فنا یہی ہے

پیشگوئی پوری ہو چکی

اس پیشگوئی پر اوّل سے آخر تک اگر کوئی شخص دیانتداری کے ساتھ غور کرے گا تو اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ پیشگوئی منہاج نبوت اور مقررہ شرائط کے مطابق نہایت وضاحت سے پوری ہو چکی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے بھی فرمایا۔ کہ

"یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی اپنی تمام عظمتوں کے ساتھ پوری ہو گئی۔ جس سے کوئی دانشمند انکار نہیں کر سکتا"

(انوار الاسلام صفحہ ۲)

اور سب سے بڑھکر یہ کہ پیشگوئی کا جو مقصد تھا وہ حاصل ہو گیا۔ یہ پیشگوئی وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا کے مطابق اس لئے کی گئی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے وہ رشتہ دار جو خدا تعالےٰ کی ہستی کے قائل نہ تھے۔ خدا تعالےٰ کو ماننے لگ جائیں۔ دین اسلام پر جو ہنسی اڑاتے تھے اس کے مدّاح بن جائیں۔ قرآنی احکام کو جو قابل تضحیک خیال کرتے تھے وہ اس کے اوامر و نواہی کے پابند ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اپنے دعوے ماموریت میں کاذب سمجھتے تھے۔ وہ آپ کی راستبازی کے قائل ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

"یہ پیشگوئی اس قوم کے ڈرانے کے لئے ہے۔ جن کی طبیعتوں میں الحاد اور ارتداد غلبہ کر گیا تھا اسی وجہ سے خدا تعالےٰ نے اس پیشگوئی کے پہلے کلمات میں ہی فرمایا کہ یہ لوگ میری آیتوں کی تکذیب کرتے۔ اور میرے نشانوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں"

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۱)

پھر فرمایا:۔

"خدا تعالےٰ نے انہیں ان کی بھلائی کے لئے انہی کے تقاضا سے انہی کی درخواست سے اس الہامی پیشگوئی کو جو اشتہار میں درج ہے ظاہر فرمایا ہے۔ تا وہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے۔ اور اس کے سوا سب کچھ ہیچ ہے"

(تتمہ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء منقول از تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۱۱۹)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"میری برادری کے لوگ مجھ سے ناواقف ہیں۔ اور خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ میرے کاموں کو ان پر بھی ظاہر کرے"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۰)

پس اس پیشگوئی کا مقصد یہ تھا۔ کہ اس خاندان کے وہ افراد جو دہریت اور الحاد کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈر کر راہِ راست پر آ جائیں۔ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السّلام کو جو کاذب و مکار سمجھتے تھے۔ وہ آپ کی سچائی پر ایمان لے آئیں۔ اور درحقیقت ہر نبی اسی مقصد کو لے کر دنیا میں مبعوث ہوا کرتا ہے۔ واقعات گواہ ہیں۔ کہ پیشگوئی کی یہ غرض نہایت ہی اجلے اور روشن طریق پر پوری ہوئی۔ کیونکہ اس دشمن مسیح موعود علیہ السّلام خاندان کے کئی افراد محض اس پیشگوئی کے نتیجہ میں خدا اور رسول کی محبت کے متوالے بن گئے اور اپنے تمام گناہوں اور معاصی سے توبہ کرتے ہوئے صدق دل اور صفائی قلب کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس جماعت میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ اس وقت تک اس خاندان کے مندرجہ ذیل افراد خدا تعالےٰ کے فضل سے سلک احمدیت میں منسلک ہو کر اپنے آپ کو خدام مسیح موعود علیہ السلام میں شامل کر چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ اس تعداد میں اضافہ فرمائے۔

۱۔ بیوہ مرزا احمد بیگ صاحب یعنی والدہ محمدی بیگم صاحبہ جن کا نام عمر بی بی ہے۔ اور جو اب قادیان میں ہی رہتی ہیں۔ انہوں نے خدا تعالےٰ کا زبردست نشان اپنی آنکھوں سے دیکھکر خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدیت قبول کر لی۔ بلکہ موصیہ بھی بن گئیں۔

۲۔ سردار بیگم صاحبہ دختر مرزا احمد بیگ صاحب

۳۔ مرزا محمد احسن بیگ صاحب جو مرزا احمد بیگ کے داماد (سردار بیگم صاحبہ کے شوہر) اور اہلیہ مرزا احمد بیگ صاحب کے بھانجے ہیں۔

۴۔ عنایت بیگم صاحبہ۔ دختر مرزا احمد بیگ

۵۔ محمودہ بیگم صاحبہ " " "

۶۔ مرزا محمد بیگ صاحب پسر " "

۷۔ مرزا محمود بیگ صاحب پوتا " "

۸۔ دختر مرزا امام الدین صاحب اہلیہ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم ان کے گھر کے سب افراد احمدی ہیں۔

۹۔ مرزا گل محمد صاحب پسر مرزا نظام الدین صاحب

۱۰۔ تائی صاحبہ (اہلیہ مرزا غلام قادر صاحب) یہ وفات پاکر اب بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔

۱۱۔ مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب ابن مرزا سلطان محمد صاحب پٹی۔

۱۲۔ مرزا ضیاء اللہ بیگ صاحب داماد مرزا سلطان محمد صاحب کے عیال و اطفال ان کی احمدیت کا اعلان ۲۳ جنوری ۱۹۳۴ء کے اخبار الفضل میں ہوا ہے۔

۱۳۔ عزت بیگم صاحبہ بنت مرزا علی شیر اہلیہ مرزا افضل احمد صاحب (مرزا احمد بیگ کی بھانجی) ان کی احمدیت کا اعلان ۷ جنوری ۱۹۳۴ء کے اخبار "الفضل" میں ہو چکا ہے۔

یہ وہ افراد ہیں جو نکاح والی پیشگوئی کے بعد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ان کا احمدیت قبول کرنا خدا تعالےٰ کے فضل سے اس پیشگوئی کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کیونکہ اگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی ہوتی۔ یا یہ پیشگوئی نفسانیت پر مبنی ہوتی۔ جیسا کہ جاہل معترض لوگوں میں مشہور کیا کرتے ہیں۔ تو اس پر سب سے پہلا اعتراض اس خاندان کے افراد کو ہوتا۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں پہلے سے بھی زیادہ جوش و خروش سے حصہ لینے لگتے۔ مگر جس خاندان کے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ وہ تو ببانگ دہل کہتا ہے۔ کہ پیشگوئی پوری ہو چکی۔ بلکہ اس کا ثبوت دینے کے لئے اپنی گردنیں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے جھکا دیتا۔ اور اپنے آپ کو اس کے عاجز غلاموں میں داخل کرنا اپنے لئے سعادت دارین تصور کرتا ہے۔ خود مرزا سلطان محمد صاحب کہتے ہیں:۔

"میں ایمان سے کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی میرے لئے کسی قسم کے بھی شک و شبہ کا باعث نہیں ہوئی"

(الفضل ۹ و ۱۳ جون ۱۹۲۱ء)

مگر وہ تیرہ باطن اور کج طبع انسان جو کسی شمار میں نہیں اور جن کے ساتھ براہ راست اس پیشگوئی کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ شور مچاتے ہیں۔ کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔

پیشگوئی کی ایک اور غرض

اس پیشگوئی کی ایک اور غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان الفاظ میں بیان فرمائی تھی۔ کہ

"اس زمانہ میں اس سے یہ فائدہ بھی متصور ہے۔ کہ جو علوم ربانی دنیا سے اٹھ گئے تھے۔ پھر لوگوں کی ان پر نظر پڑے۔ اور معارف قرآنی کی تجدید ہو جائے۔ اور نہ صرف پیشگوئی ظاہر ہو بلکہ ساتھ اس کے معارف بھی تازہ ہو جائیں"

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۷)

معارف قرآنی کی تجدید

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ پیشگوئی کی یہ غرض بھی نہایت وضاحت سے پوری ہو گئی۔ اور وہ معارف قرآنی جو مرورِ زمانہ کی وجہ سے لوگوں کی نگاہ سے اوجھل ہو چکے تھے۔ پھر ان کے سامنے آ گئے۔ قوم یونس کا واقعہ بیشک ہوا۔ مگر اس پر ایک لمبی مدت گذر چکی تھی اور لوگ یہ خیال کر چکے تھے۔ کہ انذاری نشانات ہمیشہ تبشیری نشانات کی طرح اپنی ظاہری شکل و صورت میں پورے ہو کر رہتے ہیں۔ وہ بھول چکے تھے۔ اس امر کو کہ کسی نبی کی آمد کا بالذات مقصد کسی فرد یا قوم کو ہلاک کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا حقیقی مقصد قلوب کی اصلاح اور لوگوں کا تزکیہ نفس کرنا ہوتا ہے۔ اور یہی غرض انذاری نشانات کی ہوتی ہے

اور خواہ کسی شرط کی صراحت کی جائے یا نہ۔ اگر وہ شخص یا قوم جس کی ہلاکت کی خبر دی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عجز وانکسار سے اپنا سر جھکا دے۔ اور گریہ وزاری سے اس آگ کو ٹھنڈا کردے جو اس کے بھسم کرنے کے لئے شعلہ زن ہونے والی ہو تو خدا اہاں وہ رحیم وکریم ہستی جس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ جس کا عفو اس کے انتقام پر غالب ہے۔ اور جس کا حلم اس کے غضب سے زیادہ ہے انذاری نشانات کے وقوع میں تاخیر ڈال دیتا یا انہیں کلیتہً منسوخ کر دیتا ہے۔ یہ معارف قرآنی میں سے ایک عظیم الشان دقیقہ معرفت تھا۔ جو اس پیشگوئی کے ذریعہ تازہ ہوا۔ اور لوگوں نے پھر ایک دفعہ اس خدا کا جلوہ دیکھا جو صرف شدید العقاب نہیں۔ بلکہ قابل التوب بھی ہے۔ اسی طرح اس پیشگوئی کے ذریعہ ان لوگوں کی غلط فہمی کا بھی ازالہ کر دیا گیا۔ جنہوں نے سمجھ رکھی تھا کہ اللہ تعالےٰ اپنے کسی پیارے بندے پر اب کلام نازل نہیں کرتا اور نہ اس کے ہاتھ پر نشانات ظاہر کرتا ہے گویا معجزات جو قصوں کا رنگ اختیار کر چکے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں واقعات کے پردہ پر ظاہر فرما دیا۔ اور اپنی ہستی۔ اپنی قدرت اپنی ہیبت اپنی طاقت اور اپنے جلال کا ایسا عظیم الشان مظاہرہ کیا۔ کہ چشم زدن میں کفر والحاد کی سرزمین کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ اور وہ چمن جس پر شیطان نے اپنا تسلط جمایا ہوا تھا۔ انہیں رحمٰن کے آگے سربسجود کر دیا۔ کیا یہ تغیر کچھ کم تغیر ہے کیا یہ اصلاح کچھ کم اصلاح ہے۔ کیا یہ اللہ تعالےٰ کی قدرت نمائی کچھ کم اپنے اندر چمک رکھتی ہے۔ مخالف محمدی بیگم کے نکاح کو بیٹھے روتے رہیں پیشگوئی کی جو غرض تھی وہ پوری ہو چکی۔ محمدی بیگم کے لواحقین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہچان لیا۔ خدا تعالیٰ کے نبی کو تسلیم کر لیا۔ دین اسلام کو خدا کا دین یقین کر لیا۔ اور یہی اس پیشگوئی کی غرض تھی جب

بٹالہ تحصیل کا پولنگ پروگرام

ہمارے ووٹر اپنی اپنی تاریخوں کو اپنے اپنے حلقہ میں ضرور پہنچ جائیں

ذیل میں بٹالہ تحصیل کے پولنگ پروگرام کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے بٹالہ تحصیل کے وہ ووٹر جو چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے کے حق میں ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ اس پروگرام کو نوٹ کر لیویں اور اپنے اپنے پولنگ سٹیشنوں پر مقررہ تاریخوں کو پہنچ جاویں۔ پولنگ ۹ بجے صبح سے لے کر ۴ بجے شام تک ہوا کرے گا۔

تاریخ پولنگ	نام پولنگ سٹیشن	تفصیل دیہات جن کا پولنگ ہوگا۔
۱۸ ۱/۳۷	ڈیرہ بابا نانک	تھانہ ڈیرہ بابا نانک کی ذیل سنگھ پورہ کے متعدد دیہات
"	فتح گڑھ	تھانہ فتح گڑھ کی ذیل چھچھریالہ کے متعدد دیہات
"	کھجالہ	تھانہ سری گوبند پور کی ذیل کھجالہ سالم
۲۰ ۱/۳۷	ڈیرہ بابا نانک	تھانہ ڈیرہ بابا نانک کی ذیل سنگھ پورہ کے بقیہ دیہات
"	فتح گڑھ	تھانہ فتح گڑھ کی ذیل چھچھریالہ کے بقیہ دیہات اور ذیل سیرٹھ کے متعدد دیہات
۲۱ ۱/۳۷	فتح گڑھ	تھانہ فتح گڑھ کی ذیل سیرٹھ کے بقیہ دیہات
"	بٹالہ	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل دھول پور سالم
۲۲ ۱/۳۷	بٹالہ	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل بٹالہ کے متعدد دیہات
"	گھمان	تھانہ سری گوبند پور کی ذیل ہاچیمہ کھڈی اور دیالیہ بجو سالم
۲۴ ۱/۳۷	بٹالہ	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل بٹالہ کے بقیہ دیہات اور ذیل بھولر کا موضع دنجواں۔
"	پنج گرائیں	تھانہ بٹالہ صدر کی ذیل ڈلہ کے متعدد دیہات
۲۵ ۱/۳۷	بٹالہ	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل بھولر کے دیہات علاوہ ازیں موضع دنجواں
"	پنج گرائیں	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل چہورسی والا سالم
۲۶ ۱/۳۷	قادیان	تھانہ بٹالہ کی ذیل ڈلہ میں سے قصبہ قادیان اور موضع رام پور (صرف عورتوں کے لئے)
"	سری گوبند پور	تھانہ سری گوبند پور کی ذیل ہنڈا اور ڈی سالم
۲۷ ۱/۳۷	کوٹلی صورت ملّی	تھانہ ڈیرہ بابا نانک کی ذیل اودھوالی سالم
"	علی وال	تھانہ بٹالہ کی ذیل سرڑ سالم
"	قادیان	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل ڈلہ کا قصبہ قادیان (برائے مرد ووٹران فہرست جز اول)
۲۸ ۱/۳۷	کوٹلی صورت ملّی	تھانہ ڈیرہ بابا نانک کی ذیل دیہڑ کے متعدد دیہات
"	قادیان	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل ڈلہ کا قصبہ قادیان (مرد ووٹران فہرست جز دوم وتتمہ) وموضع رام پور
۲۹ ۱/۳۷	کوٹلی صورت ملّی	تھانہ ڈیرہ بابا نانک کی ذیل دیہڑ کے بقیہ دیہات
"	قادیان	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل ڈلہ کے بقیہ دیہات

اس پروگرام کی تفصیل سرکاری طور پر شائع ہو چکی ہے۔ جس کا متعلقہ حصہ ہم نے بھی علیحدہ اشتہار کی صورت میں شائع کر دیا ہوا ہے۔ اور اس کا خلاصہ اوپر درج کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا جو ووٹران تحصیل بٹالہ چوہدری فتح محمد صاحب کے حق میں ہیں ان کی خدمت میں اس اعلان کے ذریعہ عرض کیا جاتا ہے کہ وہ تاریخ ہائے مقررہ پر اپنے اپنے پولنگ سٹیشنوں پر پہنچ کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

ضروری اعلان دربارہ تشخیص آمد

مالی سال ۳۷-۱۹۳۸ء کی تشخیص آمد کے لئے جماعتوں کو فارم ارسال کر دئے گئے ہیں۔ عہدیداران کو چاہیئے کہ تاریخ مقررہ یعنی ۱۵ فروری ۱۹۳۷ء تک ان فارموں کو ہدایات کے مطابق مکمل کر کے واپس کر دیں۔ فارموں کی خانہ پری کرنے سے قبل اس اعلان کو اور مطبوعہ ہدایات برپشت تشخیص فارم کو خاص طور پر پیش نظر رکھیں۔

مالی سال ۳۶-۱۹۳۷ء کے چندہ دہندگان کے نام ان فارموں کے خانہ ۲ میں اور بجٹ خانہ ۱۷ میں درج کر دیے گئے ہیں تا ۳۷-۱۹۳۸ء کی تشخیص آمد پر مقابلہ ہر دو سال کر کے کمی بیشی کا فرق درج کیا جا سکے۔

ان فارموں کے خانہ ۳ میں صرف ایسے ہی احباب کے نام درج کئے جانے چاہئیں۔ جو تشخیص کرتے وقت اس جماعت کے ممبر ہوں اور خانہ ۲ میں درج شدہ اسماء ان احباب کے ہیں جو ۳۶-۱۹۳۷ء کی تشخیص آمد کے وقت جماعتوں میں شامل تھے۔ ایسے احباب جو اب جماعتوں میں شامل نہ ہوں ان کے نام خانہ ۳ میں نہ لکھے جاویں۔ بلکہ وجہ عدم شمولیت مثلاً تبادلہ فوتیدگی وغیرہ نوٹ متعلقہ ناموں کے سامنے کر دئے جائیں۔

ناظر بیت المال۔ قادیان

اصل غرض پوری ہوگئی۔ تو فرع پر جو بالذات مقصود نہیں تھی اعتراض کرنا انہی لوگوں کا شیوہ ہو سکتا ہے جنہیں راستی سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ *

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

(۹)

پیشگوئی متعلقہ مرزا احمد بیگ پر اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مفصل بحث ہو چکی ہے۔ اور اس کے مطالعہ کے بعد کوئی سلیم الفطرت انسان یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ لیکن چونکہ مخالفین سلسلہ اس ضمن میں بعض اور اعتراضات بھی کیا کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کا جواب بھی ہدیۂ قارئین کیا جائے:

پہلا اعتراض

محمدی بیگم والی پیشگوئی پر پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ اپنی کسی خواہش کو پورا کرنے کے لئے فریق ثانی کو مرعوب کرنا یا اسے تحریص اور لالچ دلانا سخت ناپسندیدہ امر ہوتا ہے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے "تحریص اور تخویف" کے تمام حربے استعمال کئے۔ بلکہ یہاں تک کہا۔ کہ ان تحریص اور تخویف کے ذرائع کو الہام الٰہی کی منظوری حاصل ہے۔

اس اعتراض کی جو بعض معاندین سلسلہ کی کتب میں شائع ہو چکا ہے حقیقت صرف اتنی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ کہ مرزا احمد بیگ کو کہدو "یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔ اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے۔ جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا۔ تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔ اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی۔ وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائیگا۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۶)

مخالفین کے نزدیک ان سطور میں نکاح ہونے پر "برکتوں اور رحمتوں سے حصہ" پانے کی پیشگوئی کرنا تحریص اور نہ کرنے پر یہ کہنا کہ "اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا" تخویف ہے۔ جو ان کے نقطۂ نگاہ سے ناپسندیدہ امر ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا یہ تحریص و تخویف کسی اپنے فائدہ کے لئے تھی یا اللہ تعالیٰ کے جلال کے اظہار اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زندہ نبی ہونے کے ثبوت کے لئے تھی۔ گذشتہ بحث کے مطالعہ سے ہر شخص اس حقیقت کی تہ تک بآسانی پہونچ سکتا ہے۔ کہ اس نکاح کی تحریک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی نفسانیت کے ماتحت نہیں کی۔ اور وہ شخص ہرگز معقول انسان کہلانے کا مستحق نہیں جو باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان واضح بیانات کے یہ کہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد محض محمدی بیگم کو اپنے حبالۂ عقد میں لانا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس رشتہ کا خیال تک نہ تھا۔ اور نہ آپ کو اس سے کوئی خاص فائدہ ہو سکتا تھا۔ یہ محض اس لئے تحریک کی گئی تھی کہ تا مرزا احمد بیگ کے خاندان کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار تھے۔ ان کی بار بار کی درخواستوں پر اللہ تعالیٰ ایک چمکتا ہوا نشان قدرت دکھلائے۔ اور بتلائے کہ وہ موجود ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صادق و راستباز اور منجانب اللہ مامور ہیں۔ اور درحقیقت اس نشان کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ واذا اردنا ان نھلک قریۃً امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنٰھا تدمیرا (۱۷-۱۷) یعنے جب ہم بعض لوگوں پر اپنا عذاب نازل کرنا چاہتے ہیں۔ تو اپنے مامور کے ذریعہ ان کے سامنے کوئی حکم پیش کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ انکار کر دیتے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ بھی ان لوگوں کی ایک لمبے عرصہ کی شوخیوں اور شرارتوں کو دیکھ کر ان پر اپنا عذاب نازل کرنا چاہتا تھا۔ مگر قرآنی اصل کے ماتحت ضروری تھا۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے مامور کے ذریعہ انہیں کوئی حکم دیتا۔ جس کے انکار کی پاداش میں اس کے غضب کا مخفی ارادہ ظاہر ہو جاتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پس یہ نشان جو خدا تعالےٰ کے جلال کے اظہار کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوا یہ نشان تھا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے لئے آسمان سے اترا۔ اور یہ نشان تھا اس امر کا کہ دنیا کا ایک خدا ہے۔ جو شخص اس کی طرف جھکتا ہے۔ وہ رحمت سے حصہ پاتا ہے۔ اور جو سرکشی کرتا ہے۔ وہ عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس نشان میں تحریص و تخویف دونوں پہلو استعمال کئے گئے۔ یعنی کہا گیا کہ تم خدا تعالےٰ کے قائل نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرتے ہو۔ دین اسلام کے احکام پر ہنسی اڑاتے ہو اور کہتے ہو۔ کہ کوئی نشان دکھایا جائے اب خدا تمہارے لئے نشان ظاہر کرتا ہے۔ اور یہی اس امر کا ثبوت ہوگا۔ کہ خدا موجود ہے۔ اگر اس حکم کے مطابق عمل کروگے۔ تو خدا تعالےٰ کی رحمت سے حصہ پاؤ گے۔ اور اگر انکار کروگے۔ تو عذاب کا شکار ہو جاؤ گے کوئی بتلائے کہ اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے۔

قرآن مجید کا مومنوں کو تحریص اور کفار کو تخویف دلانا

کیا خدا تعالےٰ نے نشان دکھاتے وقت یہ نہ کہا کہ اگر میری طرف جھکوگے تو میری رحمت سے حصہ پاؤ گے۔ اور اگر سرکشی کروگے۔ تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ کیا قرآن مجید میں بار بار مومنوں کے لئے تحریص اور کفار کے لئے تخویف کا آلہ استعمال نہیں کیا گیا۔ کیا قرآن مجید میں نہیں آتا۔ کہ فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ۔ یعنے اے لوگو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔ کیا یہ صریح تخویف نہیں پھر کیا قرآن مجید میں نہیں آتا۔ وبشر الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات ان لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار کہ جو لوگ ایمان لائیں۔ اور اعمال صالح بجا لائیں انہیں ایسی جنت میں جگہ دی جائے گی۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی کیا یہ تحریص نہیں۔ پھر کیا قرآن مجید میں نہیں آتا یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم وانیبوا الیٰ ربکم واسلموا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون (الزمر) یعنی اے گنہگار بندو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو خدا سب گناہوں کو بخش دیگا۔ کیونکہ وہ غفور اور رحیم ہے تم اسی کی طرف جھکو ایسا نہ ہو کہ تم پر عذاب آ جائے۔ اور تمہیں کوئی مدد دینے والا نہ ملے کیا انہیں میں بھی تحریص و تخویف۔ تمام دنیا کو دعا... ستے کام نہیں لیا گیا

پھر کیا قرآن مجید میں نہیں آتا۔ فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اذ جاءہٗ الیس فی جہنم مثوی للکافرین والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولٰئک ہم المتقون لہم ما یشاؤن عند ربہم ذالک جزاء المحسنین (الزمر پ ۲۴) یعنی مفتری علی اللہ۔ اور صادق کا مکذب دونوں جہنم میں جائیں گے۔ مگر صادق و راستباز انسان اور صادق و راستباز مامور کا مصدق جنت میں ہوں گے۔ اور انہیں وہاں حسب پسند چیزیں ملیں گی۔ غور کرو کیا اس میں بھی تحریص و تخویف نہیں:۔

اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کلوا من طیبات ما رزقناکم ولا تطغوا فیہ فیحل علیکم غضبی ومن یحلل علیہ غضبی فقد ہوٰی وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اھتدیٰ (طٰہٰ) یعنی پاکیزہ رزق کھاؤ۔ اور زمین پر سرکشی نہ کرو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم پر میرا غضب اُترے۔ اور جس پر میرا غضب اُترا۔ وہ برباد ہو گیا۔ لیکن جو توبہ کرے۔ ایمان لائے۔ اور اعمال صالحہ کرے۔ میں اس کے لئے غفار ہوں۔ اور اس کے گناہ بخش دوں گا۔

اس جگہ بھی ایک طرف "تخویف" ہے اور دوسری طرف "تحریص"۔ پھر قرآن مجید میں بارہا جنت کا ذکر کیا گیا ہے بارہا دوزخ کی عقوبت کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ مومنوں کو جنات اور حور و قصور کے وعدے دیئے گئے ہیں۔ اور کفار کو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرایا گیا ہے۔ بلکہ نیکیوں کے لئے یہی کہکر تحریص دلائی گئی ہے۔ کہ اگر ایک نیکی کرو گے۔ تو دس گنا ثواب ملے گا۔ گناہ مٹائے جائیں گے۔ دعائیں قبول ہوں گی جنت ملے گا۔ اور بدیوں سے یہی کہکر ڈرایا گیا ہے۔ کہ اس سے خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ انسان دوزخ میں پڑتا ہے۔ کیا یہ سب کچھ ناجائز۔ ناپسندیدہ اور قطعی حرام ہے یا صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے جو الہام نازل کیا۔ مخالفین کے نزدیک وہی قابل اعتراض ہے:۔

حیرت ہے۔ احمدیت کی مخالفت میں معاندین سلسلہ کی عقلیں کس طرح مسلوب ہو گئی ہیں۔ اور کیوں انہیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے اظہار کے لئے جو نشان دکھایا کرتا ہے۔ اس میں دونوں پہلو ملحوظ ہوا کرتے ہیں۔ اور درحقیقت قدرت اسی چیز کا نام ہوتا ہے۔ کہ ثواب و عقاب دونوں پہلو حسب تبدیلی ظاہر ہو سکیں محمدی بیگم کے نکاح والی پیشگوئی بھی چونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اظہار کے لئے تھی اور ان لوگوں کو خدا تعالیٰ کا چہرہ دکھلانا اور ان کی دہریت کو کچلنا مد نظر تھا۔ اس لئے اُن کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے دونوں پہلو نشان میں رکھ دیئے۔ تا وہ چاہیں۔ تو عذاب کے رنگ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا مشاہدہ کر لیں۔ اور چاہیں۔ تو رحمت کے رنگ میں اس کی ہستی کو دیکھ لیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مرزا احمد بیگ کو صاف طور پر لکھ دیا تھا۔ کہ:۔

"یہ دونوں طرف برکت اور موت کی ایسی ہیں۔ جن کو آزمانے کے بعد میرا صدق اور کذب معلوم ہو سکتا ہے۔ اب جس طرح چاہو۔ آزما لو" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۰)

مرزا احمد بیگ نے جس رنگ میں خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھنی چاہی۔ اُس رنگ میں اُس نے دیکھ لی۔ اور اس کے داماد مرزا سلطان محمد اور دوسرے رشتہ داروں نے جس رنگ میں خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھنی چاہی اس رنگ میں ان پر اس کی قدرت کا اظہار ہو گیا۔ معاندین احمدیت کا یہ طنزاً کہنا بھی انتہائی سیاہ دلی کا ثبوت ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف سے تخویف و تحریص کے جو ذرائع استعمال میں آئے۔ اُن کو "الہام الٰہی کی منظوری" حاصل تھی۔ گویا ان کے نزدیک یہ تخویف و تحریص نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے انسانی خیالات کا مرقع تھی۔ مگر آپ نے اپنا بچاؤ کرتے ہوئے اُسے الہام الٰہی کی طرف منسوب کر دیا۔ ہمیں اس قسم کے بدباطن معترضین کے سب و شتم سے پُر الفاظ اور طنز آمیز رویہ کے خلاف کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر شریف الطبع انسان اس قسم کی حرکات کو انتہائی حقارت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ لیکن ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ دشمنانِ احمدیت کا یہ اعتراض بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ عیسائی اور آریہ کہا کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعوذ باللہ حضرت زینبؓ سے نکاح کرنے کے لئے آسمان سے ایک آیت اتار لی۔ چنانچہ پنڈت دیانند ستیارتھ پرکاش میں اسی وہم باطل میں مبتلا ہو کر لکھتا ہے:۔ "محمد صاحب ..... منہ بولے بیٹے کی جورو کو اپنی بیوی کیوں بنا لیتے۔ اس پر طرہ یہ کہ خدا بھی اس کام میں رسول کا معاون بن گیا" (باب ۱۴ نمبر ۱۳۷)

پادری راجرس اپنی کتاب تفتیش الاسلام مطبوعہ سنہ ۱۸۷۰ء میں لکھتا ہے۔ نعوذ باللہ "محمد ایک ..... آدمی تھا۔ جو اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لئے مصنوعی آیت پیش کر کے اس کو خدا کی طرف منسوب کرتا" (صفحہ [illegible])

پادری ولیم اپنی کتاب "محمد کی تاریخ کا اجمال" مطبوعہ سنہ ۱۸۹۸ء میں لکھتا ہے:۔ "اتفاق سے جو اس (زینب) کی خوبصورتی پر محمد کی نظر پڑی ..... خواہش کو پورا کرنے کے لئے فوراً آسمان سے اجازت منگا لی" (صفحہ [illegible])

اس قسم کے بیسیوں اقتباسات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر چونکہ ان میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نہایت ہی گندے کلمات استعمال کئے گئے ہیں اس لئے بطور نمونہ صرف تین حوالجات اور وہ بھی سخت الفاظ کو قلمزن کرنے کے بعد پیش کرتے ہوئے معاندین احمدیت سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ غور کریں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کر کے کس قسم کی ذہنیت کا ثبوت دیا ہے:۔

دوسرا اعتراض

دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب سے اللہ تعالیٰ نے صاف کہہ دیا تھا۔ کہ محمدی بیگم سے تمہارا نکاح کر دیا گیا۔ مگر یہ الہام صحیح ثابت نہ ہوا:۔

یہ اعتراض جس الہام کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ زوجناکہا الحق من ربک فلا تکونن من الممترین (انجام آتھم صفحہ ۶۰)

ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ زوجناکہا کے کیا معنے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا ترجمہ یہ فرمایا ہے۔ کہ "بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا" (انجام آتھم صفحہ ۶۰) گویا یہ نکاح سلطان محمد کی ہلاکت اور محمدی بیگم کے بیوہ ہونے کے بعد پورا ہونا تھا۔ یعنی سلطان محمد کی موت پر جب بیوہا ایلیک کا الہام پورا ہوتا تب زوجناکہا کے الہام نے پورا ہونا تھا۔ کیونکہ بیوہا ایلیک کا الہام پہلے ہے۔ اور زوجناکہا کا الہام بعد میں ہے۔ (دیکھو انجام آتھم صفحہ ۶۰) یہ ترتیب اس امر کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ پہلے سلطان محمد کی موت سے محمدی بیگم بیوہ ہوتی۔ اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف لوٹ کر زوجناکہا کا الہام پورا ہوتا۔ ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ سلطان محمد نے توبہ کی۔ اور انذاری پیشگوئی کی شرط سے فائدہ اٹھایا۔ اس لئے وہ ہلاکت سے محفوظ رہا۔ جب سلطان محمد نہ مرا۔ تو محمدی بیگم بیوہ نہ ہوئی۔ اور چونکہ زوجناکہا کے الہام نے "بعد واپسی" پورا ہونا تھا۔ اس لئے جب سنت اللہ کے ماتحت وہ واپسی ہی نہ ہوئی۔ تو زوجناکہا کا الہام کس طرح پورا ہو جاتا۔ اعتراض تب ہوتا کہ "بعد واپسی" "زوجناکہا" کا الہام پورا نہ ہوا ہوتا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا۔ کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے۔ مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا۔ خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اسی وقت شائع کی گئی تھی۔ اور وہ یہ کہ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک۔

پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کردیا۔ تو نکاح فسخ ہوگیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔ کیا آپ کو خبر نہیں۔ کہ یمحو اللہ مایشاء و یثبت نکاح آسمان پر پڑھا گیا یا عرش پر۔ مگر آخر وہ سب کارروائی شرطی تھی شیطانی وساوس سے الگ ہوکر اس کو سوچنا چاہیئے۔ کیا یونس کی پیشگوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی۔ جس میں یہ بتلایا گیا تھا۔ کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہوچکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔ پس وہ خدا جس نے اپنا ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کردیا۔ کیا اس پر مشکل تھا۔ کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر ڈال دے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲ و صفحہ ۱۳۳)

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ الہام زوجنا کہا قرآن مجید کی ایک آیت کا ٹکڑہ ہے۔ جو ام المومنین حضرت زینبؓ کے نکاح کے متعلق نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلما قضیٰ زید منہا وطراً زوجنا کہا (احزاب) یعنے ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زینب کے ساتھ نکاح کیا۔ مگر "مطلقہ ہونے کے بعد" اسی طرح یہاں بھی زوجنا کہا کا الہام پورا ہونا چاہیئے تھا۔ مگر "بیوہ ہونے کے بعد" رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت چونکہ متبنّیٰ کی ایک بری رسم کا ابطال منظور تھا۔ اس لئے ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ حضرت زینب کو طلاق مل گئی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہوگیا۔ مگر یہاں چونکہ کسی بری رسم کا ابطال منظور نہیں تھا۔ بلکہ محض کنبے کی ہدایت۔ رشتہ داروں کی اصلاح اور انہیں اللہ تعالیٰ کا قائل کرنا اور اس کی ہیبت ان کے قلوب پر بٹھانا مدنظر تھا۔ اس لئے جب اکیلے مرزا احمد بیگ کی موت سے ہی یہ غرض پوری ہوگئی اور سلطان محمد نے بھی اپنی اصلاح کرلی۔ تو ضروری نہ رہا کہ وہ بیوہ ہوتی۔ اور بیوہ ہونے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح ہوتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ نظارہ ضرور دکھا دیا۔ کہ مخالفین کو کسی پہلو بھی قرار نہیں آتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت زینبؓ کا اللہ تعالیٰ نے نکاح کردیا۔ تو مخالفین نے اعتراض کئے۔ کہ نعوذ باللہ آپ حضرت زینبؓ پر عاشق ہوگئے تھے۔ اور یہاں نکاح نہ ہوا تو اعتراض کئے۔ کہ نعوذ باللہ اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے بتا دیا۔ کہ دشمن کو ہر بات میں اعتراض ہی دکھائی دیتا ہے۔ اسے نکاح ہونے یا نہ ہونے سے غرض نہیں۔ بلکہ اعتراض کرنا مقصد ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اگر الہام زوجنا کہا کے لحاظ سے بقول مخالفین یہ ضروری تھا۔ کہ بغیر کسی شرط کے یہ نکاح دنیا میں ہوجاتا۔ تو مندرجہ ذیل حدیث کا کیا جواب ہے۔ لکھا ہے۔ اخرج الطبرانی و ابن عساکر عن ابی امامۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لخدیجۃ اما شعرت ان اللہ زوجنی مریم بنت عمران و کلثوم اخت موسیٰ و امرأۃ فرعون قالت ھنیئاً لک یا رسول اللہ (فتح البیان جلد ۷ صفحہ ۹۹)

یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ کیا تجھے معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح عمران کی بیٹی حضرت مریم (حضرت عیسٰے علیہ السلام کی والدہ مطہرہ) حضرت موسٰے کی بہن کلثوم اور فرعون کی بیوی (آسیہ) کے ساتھ پڑھ دیا ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو۔ اس حدیث کو نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی اپنی تفسیر ترجمان القرآن جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۴ میں نقل کیا ہے

پس اگر زوجنا کہا کے الہام کے مطابق ضروری تھا۔ کہ محمدی بیگم کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نکاح ہوجاتا۔ تو مخالفین بتلائیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ ان اللہ زوجنی خدا نے میرا فلاں فلاں عورت سے نکاح کردیا تو آیا ان نکاحوں کا دنیا میں ظہور ہوا۔ اگر یہ جواب دیا جائے۔ کہ چونکہ یہ عورتیں فوت ہوچکی تھیں۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کا دنیا میں نکاح نہ ہوا۔ زندہ ہوتیں تو ضرور ہوجاتا تو اسی طرح ہم کہتے ہیں چونکہ محمدی بیگم ایک دوسرے شخص کے نکاح میں تھی اس لئے نکاح نہ ہوا۔ اگر بیوہ ہوتی تو ضرور ہوکر رہتا۔

جناب مولوی محمد علی صاحب سے صرف ایک سوال

کیا آپ اپنی تحریر کے مطابق مناظرہ کے لئے تیار ہیں یا نہیں؟

مولوی محمد علی صاحب نے جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"میں تم کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں۔ کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات کا فیصلہ کرلو۔ اور جب تک وہ فیصلہ نہ ہوجائے۔ دوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔ اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ختم نبوت کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ میں ایک حد تک ہم میں اتفاق بھی ہے۔ اور اس اتفاق کے ساتھ کچھ اختلاف بھی ہے۔ جس قدر مسائل اختلافی ہم ہر دو فریق میں ہیں۔ وہ اسی اختلافی مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں۔"

(ٹریکٹ "نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق" صفحہ ۱)

ہم مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا وہ اپنی اس تحریر کے مطابق نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے فیصلہ کن مناظرہ کے لئے تیار ہیں یا نہیں؟ صرف ہاں یا نہ میں جواب مطلوب ہے۔ خاکسار۔ ابوالعطاء قادیان

تقرر عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل جماعتوں میں حسب ذیل عہدہ دار ۳۰ اپریل ۱۹۳۷ء تک کے لئے منظور کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد عہدہ داروں کا نیا انتخاب ہوگا۔ قائم مقام ناظر اعلیٰ۔ قادیان

پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ اڑیسہ

سکرٹری تبلیغ مولوی عبدالسلام صاحب بالیسر
" تعلیم وتربیت مولوی عبدالحمید صاحب کٹک
" مال مولوی عطاء الدین صاحب پوری
" امور عامہ مولوی نور محمد صاحب انسپکٹر ریلوے پولیس جٹنی
سکرٹری امور خارجہ مولوی عبدالستار صاحب کٹک
" تالیف وتصنیف مولوی عبدالحلیم صاحب پوری
آڈیٹر سید محمد حسن صاحب بالیسر
محاسب سید منظور احمد صاحب

کھوکھر غربی ضلع گجرات

پریذیڈنٹ چودھری حیات محمد صاحب بجائے چودھری سلطان علی صاحب
سکرٹری امور عامہ } مولوی محمد صدیق صاحب
" تعلیم وتربیت }
" مال }
سکرٹری تبلیغ ملک میاں خانصاحب
جنرل سکرٹری ملک احمد خانصاحب

قادیان محلہ ناصر آباد

سکرٹری تعلیم وتربیت۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب

ہری پور ضلع ہزارہ

پریذیڈنٹ۔ ماسٹر شاہ محمد صاحب ہیڈ ماسٹر سنٹرل جیل سکول
جنرل سکرٹری } قریشی مبارک احمد صاحب کمپونڈر
امین }
سکرٹری تبلیغ۔ ڈاکٹر محمد سعید احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کوٹ نجیب اللہ

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

(۱۰)

تیسرا اعتراض اور اسکا جواب

تیسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب سے محمدی بیگم کے نکاح کو تقدیر مبرم یا اٹل قرار دیا تھا۔ مگر یہ الہام صحیح ثابت نہ ہوا۔

یہ اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس تحریر کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ وہ تبلیغ رسالت جلد سوم ص۱۱۵ پر بایں الفاظ درج ہے۔

" اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے۔ کہ لا تبدیل لکلمات اللہ۔ یعنے یہ میری بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔"

اسی طرح انجام آتھم میں فرماتے ہیں:۔

" میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی۔ اور میری موت آجائے گی۔" (حاشیہ ص۳۱)

پھر فرماتے ہیں:۔

" والقدر قدرٌ مبرمٌ من عند الرب العظیم و سیأتی وقتہ بفضل اللہ الکریم (انجام آتھم ص۲۲۳) یعنے یہ تقدیر خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر مبرم قرار دی گئی ہے۔ اور اس کے فضل سے عنقریب اس کے پورا ہونے کا وقت آجائے گا۔

تقدیر مبرم بھی ٹل جاتی ہے

تینوں جگہ "تقدیر مبرم" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جنہیں مخالفین احمدیت اٹل سمجھتے ہوئے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب محمدی بیگم کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں آنا "تقدیر مبرم" تھا۔ تو یہ تقدیر وقوع میں کیوں نہ آئی حالانکہ تقدیر مبرم بھی بعض اوقات صدقہ وخیرات اور دعاؤں سے ٹل جاتی ہے چنانچہ احادیث میں آتا ہے اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم (کنز العمال جلد ا ص۱۹۶ کتاب الصلوٰۃ) یعنے اے انسان تو کثرت سے دعا کیا کر کیونکہ دعا تقدیر مبرم کو بھی ٹال دیتی ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان الصدقۃ لتدفع البلاء المبرم النازل من السماء (روض الریاحین برحاشیہ قصص الانبیاء ص۳۶۲) کہ صدقہ وخیرات سے بلاء مبرم بھی جو آسمان سے نازل ہونے والی ہو ٹل جاتی ہے۔

پھر فرماتے ہیں:۔ الدعا جندٌ من اجناد اللہ مجندۃٌ یرد القضا بعد ان یبرم (فردوس الاخبار دیلمی ص۱۰۱) یعنے اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے دعا ایک لشکر جرار ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی مبرم قضاؤں کو روک دیتا ہے۔

یہ احادیث اس امر کا بین ثبوت ہیں۔ کہ تقدیر مبرم بھی اٹل نہیں ہوتی بلکہ وہ بھی تقدیر معلق کی قسم میں سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کا ایک اور ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ نشان ہے۔ جسے آپ نے حقیقۃ الوحی میں اس طرح بیان فرمایا۔ کہ " سردار نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبدالرحیم خان ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہو گیا تھا۔ اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ گویا مردہ کے حکم میں تھا۔ اس وقت میں نے اس کے لئے دعا کی تو معلوم ہوا۔ کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے تب میں نے جناب الٰہی میں عرض کی۔ کہ یا الٰہی میں اس کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ یعنے کس کی مجال ہے۔ کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے۔ تب میں خاموش ہو گیا۔ بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا۔ انک انت المجاز۔ یعنے تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی تب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی۔ تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی۔ اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا۔ اور آثار صحت ظاہر ہوئے۔ اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا۔ کہ مدت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر آیا۔ اور تندرست ہو گیا۔ اور زندہ موجود ہے۔" (ص۲۱۹)

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ تقدیر مبرم تضرع و ابتہال اور دعاؤں سے ٹل جاتی ہے۔ کیونکہ عبدالرحیم خان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہی معلوم ہوا تھا۔ کہ " تقدیر مبرم کی طرح ہے"۔ اور آپ کو جو الہام ہوا وہ یہ تھا۔ کہ " تقدیر مبرم ہے اور ہلاکت مقدر ہے" (الہام ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۳ء منقول از تذکرہ ص۴۶۴) مگر باوجود اس کے کہ " تقدیر مبرم" تھی اور " ہلاکت مقدر" پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اسے ٹال دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے طفیل اسے موت کے مونہہ سے بچا لیا

اسی طرح مرزا سلطان محمد صاحب کی ہلاکت اور محمدی بیگم کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نکاح میں آنا بے شک تقدیر مبرم تھی۔ مگر چونکہ یہ تقدیر بھی تضرع وابتہال اور صدقہ وخیرات سے ٹل سکتی ہے۔ اس لئے جب مرزا سلطان محمد صاحب نے اللہ تعالیٰ کے حضور خشوع وخضوع سے کام لیا۔ اور اپنے قلب میں ایک تغیر عظیم پیدا کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت قدیم کے مطابق اس تقدیر کو بھی باوجود مبرم ہونے کے بدل دیا۔ اور مرزا سلطان محمد صاحب کو ہلاکت کے مونہہ میں پڑنے سے محفوظ رکھا۔

درحقیقت تقدیر کے معنی فیصلہ کے ہوتے ہیں۔ اور جو فیصلہ دے۔ وہ اسے بدل بھی سکتا ہے۔ اور فیصلہ دے کر اسے بدل نہ سکنا ایک کمزوری کی علامت ہوتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ میں نہیں پائی جا سکتی۔ باقی رہا یہ کہنا کہ تقدیر مبرم کو بدل کر اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولتا یا وعدہ خلافی کا مرتکب ہوتا ہے یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کے بدلنے میں اللہ تعالیٰ کا رحم کام کر رہا ہوتا ہے۔ اور یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا رحم بہرحال اس کے قہر پر غالب ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے کسی ملازم کے قصور پر اس کا آقا کہے کہ میں تجھے سزا دوں گا۔ اور وہ ملازم یہ سن کر اپنے افعال پر سخت ندامت کا اظہار کرے۔ اور آئندہ کے لئے اصلاح کا وعدہ کرے۔ تو وہ آقا اسے معاف کر سکتا۔ اور سزا سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ مگر نہیں کہا جا سکتا۔ کہ آقا نے سزا کی دھمکی دے کر اور پھر اس دھمکی کو عملی جامہ نہ پہنا کر جھوٹ بولا یا وعدہ خلافی کی۔

تقدیر مبرم کے بدلنے کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی کی شہادت

امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ در بعضے از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضائے مبرم ہیچ کس را مجال نیست کہ تبدیل بدہد مگر مرا کہ اگر خواہم آنجا ہم تصرف کنم ازیں سخن تعجب بسیار مے کردند و استبعاد میفرمودند وایں نقل مدتہا در خزینۂ ذہن ایں فقیر بود تا آنکہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ بایں دولت عظمیٰ مشرف ساخت۔ روزے در صدد دفع بلیہ بودم۔ کہ بہ بعضے از دوستاں نامزد شدہ بود

ودراں وقت التجاو تفرع و نیاز و خشوع تمام داشتم ظاہر شد۔ کہ در لوح محفوظ قضاء ایں امر معلق بامرے نیست و مشروط بشرطے نہ۔ یک گونہ یاس و نا امیدی دست داد و سخن حضرت سید محی الدین قدس سرہ بیاد آمد مرۃً ثانیۃً باز ملتجی و متفرع گشت و راہ عجز و نیاز پیش گرفت متوجہ شد۔ بمحض فضل و کرم ظاہر ساختند کہ قضاء معلق بر دو گونہ است۔ قضائے است کہ تعلیق اورا در لوح محفوظ ظاہر ساختہ اند و ملائکہ را بر آں اطلاع دادند و قضائے کہ تعلیق او نزد خدا است جلشانہٗ و بس در لوح محفوظ صورت قضائے مبرم دارد۔ وایں قسم آخراز قضائے معلق نیز احتمال تبدیل دارد در رنگ قسم اول ازاں جا معلوم شد کہ سخن سید معروف بایں قسم اخیر است کہ صورت قضائے مبرم دارد نہ بقضا کہ بحقیقت مبرم است کہ تصرف و تبدیل دراں محال است عقلاً و شرعاً کما لایخفیٰ والحق کہ کم کسے را بر حقیقت آں قضا اطلاع است تکیف کہ در آں جا تصرف نماید و بلیۂ کہ متوجہ آں دوست شدہ بود زاں قسم آخیر یافت و معلوم شد کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ رفع آں بلیہ فرمود والحمد للہ سبحانہٗ علیٰ ذالک

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول صـــ۲۲۷ مکتوب نمبر ۲۷)

یعنی حضرت سید محی الدین صاحب جیلانی نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے۔ کہ قضائے مبرم کو کوئی شخص بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ہاں میں اگر اس میں تصرف کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔ میرے حضرت قبلہ گاہی اس سے بہت تعجب کیا کرتے۔ اور اسے بعید از فہم قرار دیتے۔ خود میرے ذہن میں ایک لمبے عرصہ تک یہ بات ایک معمہ کی شکل میں رہی۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خلعت مجددیت سے سرفراز فرمایا ایک دن مجھے اپنے کسی دوست کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا۔ کہ اس پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔ میں نے خدائے تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز سے دعا کرنی شروع کی تا وہ مصیبت اس سے ٹل جائے مگر دعا کے وقت مجھے معلوم ہوا۔ کہ لوح محفوظ میں یہ قضا کسی شرط سے مشروط نہیں بلکہ اٹل ہے۔ تب بحالت یاس مجھے حضرت سید محی الدین صاحب جیلانی کا قول یاد آ گیا۔ اور میں نے دوبارہ بڑے تفرع وابتہال سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اس نکتہ عظیمہ سے مطلع کیا گیا۔ کہ قضاء معلق دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ کہ جس کی تعلیق لوح محفوظ میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور ملائکہ بھی اسے قضاء معلق سمجھتے ہیں۔ مگر ایک قضا وہ ہوتی ہے۔ جو لوح محفوظ میں **قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے۔** فرشتے بھی اسے قضائے مبرم سمجھتے ہیں۔ ہاں خدا کے حضور وہ قضائے معلق میں داخل ہوتی ہے اور اس کی تعلیق کا علم صرف خدا تعالیٰ کے پاس ہی ہوتا ہے۔ پس قضائے معلق کی یہ دوسری قسم جو قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے۔ اس میں بھی پہلی تقدیر کی طرح تبدیلی کا امکان ہے۔ اس نکتہ عظیمہ کے کھلنے پر مجھے معلوم ہوا۔ کہ سید محی الدین صاحب جیلانی قدس سرہ کا قول بھی اسی تقدیر کے متعلق ہے جو اگرچہ قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے مگر خدا کے حضور قضائے معلق میں داخل ہوتی ہے۔ نہ کہ اس تقدیر کے متعلق جو حقیقت میں مبرم ہے۔ اور جس میں تصرف اور تبدیلی عقلی اور شرعی طور پر محال ہے۔ پس میں نے اپنے دوست کی مصیبت کو بھی آخری قسم میں پایا۔ اور جب میں نے دوبارہ دعا کی تو خدا تعالیٰ نے اس قضاء مبرم کو جو لوح محفوظ میں کسی شرط سے مشروط نہیں تھی۔ اپنے فضل سے بدل دیا۔ اور اس آنیوالی مصیبت سے اسے بچا لیا۔

بعض تقدیریں "مبرم" ہونیکے باوجود قضاء معلق میں داخل ہوتی ہیں

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض تقدیریں باوجود "قضائے مبرم" کی صورت رکھنے کے "قضاء معلق" میں داخل ہوتی ہیں لوح محفوظ میں وہ مبرم ہوتی ہیں۔ ملائکہ اسے مبرم سمجھتے ہیں خود ملہم بھی اسے مبرم قرار دیتا ہے۔ مگر بوجہ اس تعلیق کے جو خدا تعالیٰ کے علم میں ہوتی ہے۔ وہ تقدیر مبرم کی صورت رکھنے کے باوجود تقدیر معلق ہوتی ہے۔ اور مناسب حالات پیدا ہونے پر ایسی تقدیر بدل جایا کرتی ہے۔

ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ مرزا سلطان محمد صاحب کی موت اور محمدی بیگم کا بیوہ ہونا باوجود "تقدیر مبرم" ہونے کے حقیقی تقدیر مبرم میں داخل نہیں تھا۔ بلکہ اس تقدیر مبرم میں داخل تھا جو تقدیر معلق کی ایک قسم ہے۔ چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء میں ہی جس میں آپ نے محمدی بیگم کے اپنے نکاح میں آنے کو "تقدیر مبرم" قرار دیا۔ صاف لکھ دیا ہے۔ کہ

"یاد رکھو کہ عورت مذکورہ کے نکاح کی پیش گوئی اس قادر مطلق کی طرف سے ہے۔ جس کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ لیکن قرآن بتلا رہا ہے۔ کہ ایسی پیشگوئیوں کی میعادیں **معلق تقدیر کی قسم میں سے ہوتی** ہیں۔ لہذا ان کے تبدل اور تغیر کی وجوہ پیدا ہونے کے وقت ضرور وہ تاریخیں اور میعادیں ٹل جاتی ہے۔ یہی سنت اللہ ہے۔ جس سے قرآن بھرا پڑا ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد سوم صـــ۱۱۷)

اس طرح آپ ایک طرف تو فرماتے ہیں۔ کہ "نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے"۔ (حاشیہ انجام آتھم صـــ۳۱) مگر دوسری طرف فرماتے ہیں۔

"ضرور ہے۔ کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے۔ جب تک کہ وہ گھڑی آ جائے کہ اس کو بیباک کر دیوے۔ سو اگر جلدی کرنا ہے۔ تو اٹھو اور اس کو بیباک اور مکذب بناؤ۔ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو

(حاشیہ انجام آتھم صـــ۳۲)

اسی طرح فرماتے ہیں۔

"فیصلہ تو آسان ہے۔ احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے۔ اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے۔ تو میں جھوٹا ہوں"

(حاشیہ انجام آتھم صـــ۳۲)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سلطان محمد کی موت کی پیشگوئی کو "تقدیر مبرم" کہنے کے باوجود اس کا عالم وجود میں ظہور پذیر ہونا اس کی بیباکی۔ اور تکذیب پر منحصر قرار دیتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سلطان محمد کی موت بے شک تقدیر مبرم تھی۔ مگر اس شرط کے تحقق کے ساتھ کہ وہ بیباکی کرے۔ یعنی اگر بیباکی کرتا تو "تقدیر مبرم" ظاہر ہو جاتی اور اگر نہ کرتا تو موت اس سے ضرور تھمی رہتی۔ پس چونکہ اس میں تعلیق کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ اس لئے یہ تقدیر مبرم کہلانے کے باوجود تقدیر معلق سے تعلق رکھتی تھی۔ اور چونکہ مرزا سلطان محمد نے نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اور نہ آپ کے بعد ہی تکذیب اور بیباکی سے حصہ لیا۔ اس لئے یہ تقدیر اپنی شرط کے ماتحت بدل گئی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

"تخویف اور انذار کی پیشگوئیاں جس قدر ہوتی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے ایک بیباک قوم کو سزا دینا منظور ہوتا ہے۔ ان کی تاریخیں اور میعادیں تقدیر مبرم کی طرح نہیں ہوتیں۔ بلکہ تقدیر معلق کی طرح ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ لوگ نزول عذاب سے پہلے توبہ اور استغفار اور رجوع الی الحق سے کسی قدر اپنی شوخیوں اور چالاکیوں اور تکبروں کی اصلاح کریں تو وہ عذاب کسی ایسے وقت پر جا پڑتا ہے۔ کہ جب وہ لوگ اپنی پہلی عادات کی طرف پھر رجوع کر لیں۔

(تبلیغ رسالت جلد سوم صـــ۱۱۲)

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مرزا سلطان محمد صاحب کے متعلق پیشگوئی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "تقدیر مبرم" قرار دینا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ آپ نے آتھم کو مؤکد بعذاب حلف اٹھانے پر آمادہ کرتے ہوئے لکھا کہ "اگر آتھم صاحب قسم کھا لیویں۔ تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے۔ جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے"۔ (تبلیغ رسالت جلد سوم صـــ۱۷۷)

گویا آتھم کا ایک سال میں قطعی اور یقینی طور پر مرنا "تقدیر مبرم" ہو سکتا تھا۔ مگر اس صورت میں کہ وہ قسم کھا لیتا

اگر نہ کھاتا تو "تقدیر مبرم" نہ رہتی۔ اسی طرح مرزا سلطان محمد صاحب کے متعلق پیشگوئی بھی "تقدیر مبرم" تھی۔ مگر بایں صورت کہ وہ گھڑی آجاتی کہ " اس کو بے باک کر دیوے" چونکہ مرزا سلطان محمد صاحب پر وہ گھڑی نہ آئی۔ اور باوجود مخالفوں کی طرف سے ہزاروں روپیہ کا وعدہ ملنے کے انہوں نے شوخی نہ دکھائی۔ اور نہ پیشگوئی کی صداقت سے انکار کیا۔ اس لئے یہ تقدیر مبرم جو اٹل نہیں تھی بلکہ ایک شرط کے ساتھ مشروط تھی۔ بوجہ شرط کے پیدا نہ ہونے کے ظہور میں نہ آئی اس لئے محمدی بیگم کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح بھی نہ ہوا۔ کیونکہ محمدی بیگم کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں آنا اسی صورت میں "تقدیر مبرم" تھا۔ جب سلطان محمد شوخی و شرارت کی طرف رجوع کر کے ہلاک ہو جاتا۔

چوتھا اعتراض اور اسکا جواب

چوتھا اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے حصول میں ناکام ہونے پر اپنی پہلی بیوی سے جو بے گناہ تھیں قطع تعلق کر لیا۔ بیٹوں کو بلا وجہ عاق کر دیا۔ محمدی بیگم کے والد اور محمدی بیگم کی پھوپھی میں پھوٹ ڈالنے کی سعی کی۔ اور اپنی بے گناہ بہو کو طلاق دلوانے کی کوشش کی۔

اسی طرح کہا جاتا ہے " مرزا صاحب نے ناکامی سے غصہ کھا کر اپنی پہلی بیوی سے قطع تعلق کر لیا۔ انہوں نے اپنی سمدھن کو یہ دھمکی دی۔ کہ اگر وہ اپنے بھائی (محمدی بیگم کے والد) کو دباؤ ڈال کر رشتہ دینے پر راضی نہ کرے گی۔ تو اس کی لڑکی کو طلاق دلوا دی جائے گی۔ پھر ناکامی کی صورت میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے لڑکے فضل احمد کو مجبور کیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ حالانکہ اس لڑکی کا کوئی قصور نہ تھا۔"

پیشگوئی کے پورا ہونے میں روک بننے والے وجود

محولہ بالا اعتراض محض اس وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کہ مخالفین احمدیت اس پیشگوئی کی حقیقی غرض سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی نعوذ باللہ کسی نفسانی غرض کے ماتحت کی گئی تھی۔ حالانکہ جیساکہ قبل ازیں بالتصریح بیان کیا جا چکا ہے یہ خیال بالکل باطل ہے۔ یہ پیشگوئی خدا تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت دینے۔ اسلام کی صداقت ظاہر کرنے۔ قرآن مجید کی حقانیت روشن کرنے اور منکرین اسلام کو ان کی بار بار کی درخواستوں کے جواب میں اللہ تعالےٰ کا نشان دکھلانے کے لئے کی گئی تھی۔ عیسائی۔ ہندو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف رشتہ دار انتہائی خواہش رکھتے تھے کہ یہ پیشگوئی کسی طرح جھوٹی نکلے۔ تا انہیں اور زیادہ ہنسی اور استہزاء کا موقع ملے۔ اور وہ پہلے سے بھی زیادہ زور اور جوش سے اسلام کی تضحیک پر کمربستہ ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء کے خط میں مرزا احمد بیگ کو تحریر فرماتے ہیں

" یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شائد دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا۔ کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے۔ اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو"

(منقول از نکاح مرزا مصنفہ مولوی ثناءاللہ صاحب صفحہ ۱۲ بحوالہ کلمۂ فضل رحمانی)

اسی طرح مرزا علی شیر بیگ کو ۴ مئی ۱۸۹۱ء کے خط میں لکھتے ہیں۔

" اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ و رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے۔ ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے"

(نکاح مرزا صفحہ)

پس جبکہ یہ پیشگوئی کسی نفسانیت پر مبنی نہیں تھی۔ بلکہ اسلام کی فتح اور شکست اس پیشگوئی کے ظہور یا عدم ظہور پر منحصر تھی۔ اور جبکہ ہزاروں پادری اس بات کے منتظر تھے کہ کسی طرح یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تاکہ ان کا پلہ بھاری ہو۔ اور جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف رشتہ دار بھی عیسائیوں کو ہنسانا اور ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے تھے۔ اور ان کی دلی خواہش تھی کہ خدا تعالےٰ کی ہستی کا جو یہ ثبوت ان کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ اسلام کی صداقت کی جو یہ دلیل دی جا رہی ہے باطل ہو جائے۔ اور کذب و افترا ثابت ہو۔ تو کیا ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زوجۂ اوّل یا آپ کی زوجۂ اوّل کے بیٹے اس پیشگوئی کو جھوٹا ثابت کرنے والوں کے ساتھ مل جاتے اور خدا تعالےٰ کے ایک عظیم الشان نشان کو مشتبہ کرنے والوں کے ساتھ شریک ہو جاتے تو ان سے قطع تعلق نہ کیا جاتا۔ ہر عقلمند مگر باغیرت اور باحمیت انسان جس میں اللہ تعالےٰ کی محبت کا ایک ذرہ بھی پایا جاتا ہو۔ یقیناً یہی کہے گا۔ کہ ایسے لوگوں سے جو دین اسلام کو ہنسی اور اعتراضات کا نشانہ بنانے پر رضامند ہو رہے ہوں اور جو بیٹے یا بیوی ہونے کے باوجود اپنے مقدس باپ اور مقدس شوہر کے دشمن ہوں اور ایسے لوگوں کی نگاہ میں ایک مذہبی معاملہ میں جس کی طرف دنیا کی نگاہیں اٹھ رہی ہوں گرانا چاہتے ہوں قطع تعلق نہایت ہی ضروری ہے۔ بلکہ خود قرآن مجید کا حکم ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے

لَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ (ہود ع)

یعنی ظالموں سے میل جول مت رکھو۔ ورنہ تمہیں بھی آگ چھوئے گی۔

قطع تعلق کے متعلق اشتہار

اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب معلوم ہوا کہ غیروں کا تو کیا ذکر اپنے یعنی آپ کی بیوی (زوجۂ اوّل) اور آپ کے بچے (مرزا سلطان احمد صاحب۔ اور مرزا فضل احمد صاحب) اس پیشگوئی کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ دہریوں اور بے دینوں کے مقابلہ میں اسلام شکست کھا جائے اور مخالفین اسلام کو اسلام پر ہنسی اور استہزاء کا موقع ملے۔ تو آپ نے ۲ مئی ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار بعنوان:۔ "اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین"۔ لکھا جس کا عنوان ہی بتا رہا تھا کہ یہ قطع تعلق کسی نفسانی معاملہ میں نہیں بلکہ ایک دینی معاملہ میں مخالفت رکھنے والے اقارب سے کیا جا رہا ہے اس میں آپ نے تحریر فرمایا:۔

" ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی میرزا احمد بیگ ولد میرزا گاماں بیگ ہوشیارپوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم و الہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالےٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے

اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے۔ اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے۔ وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں۔ کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا اور وہی اس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار المہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی۔ اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے۔ کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں۔ ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہیگا مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دیکر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا۔ کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول یہ کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو۔ اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے۔ اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی۔ اور مخالفوں کی فتح۔ اُس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خدا وند قدیر و غیور اس دین کا حامی ہے۔ اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے۔ تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھکو تھام لیگا۔ کیونکہ میں اس کا ہوں۔ اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا۔ اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی۔ اور اسلام کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔ سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا۔ اور اپنے باپ کا بھی اور ایسا ہی اس کی والدہ نے کیا۔ سو جبکہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا۔ کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو۔ لہٰذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۸۹۱ء ہے۔ عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہٰذا ظاہر کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں۔ اس کو موقوف نہ کر دیا۔ اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے۔ اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے۔ اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہیگا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویش و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی۔ اور کسی نیکی بدی رنج راحت شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہوں نے آپ تعلق توڑ دیئے۔ اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا"

(تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۹ تا ۱۱)

حضرت مسیح موعودؑ کا مستحسن طریق عمل

اس اشتہار کا لفظ لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا اپنی زوجۂ اول کے متعلق طلاق اور حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم اور مرزا فضل احمد صاحب کے متعلق عاق کر دینے کا اعلان محض اس لئے تھا۔ کہ اس پیشگوئی کے پورا نہ ہونے کی صورت میں اسلام پر حرف آتا تھا۔ اور اس کی مخالفت درحقیقت اسلام کی مخالفت تھی۔ پس ضروری تھا۔ کہ جو لوگ اسلام کی تکذیب کیلئے کھلے بندوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دشمنوں کے ساتھ مل گئے۔ اور اپنے ہاتھوں انھوں نے پیشگوئی کے پورا ہونے میں روکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی۔ اُن سے ایک باغیرت اور باحمیت شخص جو خدا تعالےٰ کا مامور بھی ہو قطع تعلق کر لے۔

اس اشتہار کے بعد چونکہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم اور مرزا فضل احمد صاحب کی والدہ نے مخالف رشتہ داروں سے قطع تعلق نہ کیا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسب اعلان انہیں طلاق دیدی (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۷)

مگر اخلاق کریمانہ کے لحاظ سے آپ اس کے بعد بھی مختلف اوقات میں پوشیدہ طور پر اس کی مالی لحاظ سے مدد فرماتے رہتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۷)

اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم اور مرزا فضل احمد کو بھی الگ الگ بذریعہ خط اشتہار کے مضمون سے اطلاع دیدی تھی۔ اس لئے

" مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ میں ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر فضل احمد نے لکھا۔ کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے۔ ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ اگر یہ بات ہے تو اپنی بیوی بنت[1] مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی۔ اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دیدو۔ مرزا افضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھکر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا"

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۲ و ۲۳)

قطع تعلق کی ایک اور وجہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے مخالف دین اقارب سے قطع تعلق کرنا ایک اور بناء پر بھی تھا۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کا الہام تھا۔ کہ جو لوگ ان کے ساتھ تعلق رکھیں گے وہ عذاب الہٰی میں گرفتار ہو جائیں گے۔ اور انہی پر رحم کیا جائیگا جو ان سے علیحدہ ہوں گے۔ چنانچہ آئینہ کمالات اسلام میں یہ الہام درج ہے۔ کہ

الذین آمنوا وعملوا الصالحات وقطعوا تعلقھم منھم وبعدوا من مجالسھم فاولئک من المرحومین (صفحہ ۵۶۹)

یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے اور جنہوں نے ان لوگوں سے قطع تعلق کر لیا۔ اور ان کی مجالس سے دور رہنے کا عہد کیا۔ انپر خدا تعالےٰ کی طرف سے رحم کیا جائیگا۔ پس چونکہ یہ لوگ پیشگوئی کا انکار کرنے کیوجہ سے موردِ عذاب ہو چکے تھے اس لئے آپ نے ضروری سمجھا کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت ان سے قطع تعلق کر لیا جائے اور یہ قطع تعلق قرآن کریم کے منشاء کے بالکل مطابق ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے جب بعض رسل کے ذریعہ حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی قوم پر عذاب آنے کی اطلاع دی تو ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا۔ کہ لا یلتفت منکم احداً۔ تم میں سے کوئی ان کیطرف ملتفت نہ ہو۔ پس درحقیقت عذاب کے نزول کے وقت مومنوں کو لا یلتفت منکم احداً کا حکم ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نافرمانوں سے نبیوں کا تعلق بالکل منقطع کرا دیتا ہے حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے اس حکم کے باوجود مخالفِ دین اقارب سے تعلق نہ توڑا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ عذاب کی لپیٹ میں آ گئی۔ اسی طرح یہاں بھی چونکہ بعض لوگوں پر عذاب کا نزول مقدر ہو چکا تھا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ ان سے قطع تعلق کر لیا جاتا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی بناء پر اپنی پہلی بیوی اور ان بچوں سے جو مخالفِ دین اقارب کی طرف ملتفت تھے۔ قطع تعلق کر لیا۔ جس پر کوئی سلیم الفطرت انسان اعتراض نہیں کر سکتا *

[1] حاشیہ:۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ خاتون بھی سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہو چکی ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

(۱۱)

بہو کو طلاق دلانے کے وجوہ

مخالفین سلسلہ کا یہ اعتراض بھی کسی صورت میں معقول قرار نہیں دیا جاسکتا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی بے گناہ اور بے بس بہو کو طلاق دلوانے کی کوشش کی۔ اور بایں صورت محمدی بیگم کے والد اور محمدی بیگم کی پھوپھی میں نعوذ باللہ "پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی۔ کہ آپ نے والدہ عزت بی بی کو لکھا۔ کہ "اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ۔ اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو۔ اس کو سمجھا دو اور اگر ایسا نہیں ہو گا۔ تو آج میں نے مولوی نورالدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے۔ کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ۔ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے"۔

(خط ۴ مئی ۱۸۹۱ء منقول از نکاح مرزا صفحہ ۱۰)

معترضین کے نزدیک والدہ عزت بی بی کو یہ لکھنا کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھاؤ۔ کہ وہ محمدی بیگم کا کہیں اور رشتہ نہ کرے۔ ورنہ عزت بی بی کو طلاق مل جائے گی۔ بھائی اور بہن میں پھوٹ ڈالنے کی سعی ہے۔ حالانکہ یہ بھائی اور بہن میں پھوٹ ڈالنا نہیں بلکہ امر دینی کے متعلق اپنی غیرت وحمیت کا اظہار کرنا ہے۔ آپ نے جب دیکھا۔ کہ محمدی بیگم کا ایک غیر سے رشتہ کرنے کے لئے تمام مخالف رشتہ دار متحد ہو گئے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ دیکھا۔ کہ اگر ایسا ہو گیا تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہو کر اس قابل ہو جائیں گے۔ کہ بحکم الہٰی ان سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ تو آپ نے پہلے سے اپنے رشتہ داروں کو اس حقیقت سے اطلاع دے دی۔ اور محمدی بیگم کی پھوپھی یعنی والدہ عزت بی بی کو لکھ دیا۔ کہ اپنے بھائی کو سمجھا کر اس ارادہ کو ترک کراؤ۔ اور اگر ایسا نہیں ہو گا تو تمہاری لڑکی کو طلاق دے دی جائیگی کوئی ہوشمند انسان بتائے۔ کہ یہ پھوٹ ڈالنے کی سعی ہے یا امر واقعہ کا اظہار اور امور دینیہ کے متعلق اس غیرت وحمیت کا نمونہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے مامورین میں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے بے شک۔ اگر عزت بی بی کی والدہ کو اپنی لڑکی کے مطلقہ ہونے کا خوف ہوتا اور وہ اپنے بھائی پر زور دیتی۔ تو ممکن تھا اس صورت میں آپس میں اختلاف رائے ہو جاتا مگر اس اختلاف رائے کو "پھوٹ ڈالنے کی سعی" سے کیونکر تعبیر کیا جاسکتا ہے کیا بیسیوں معاملات میں آپس میں اختلاف رائے نہیں ہوتا۔ کہ اس معاملہ میں اختلاف رائے کو پھوٹ ڈالنے پر محمول کیا جائے۔ لیکن ہم تو دیکھتے ہیں۔ اس امکانی پہلو کے ظاہر ہونے کی بھی کوئی صورت نہ تھی۔ یعنی یہ امید ہی نہیں کی جاسکتی تھی۔ کہ والدہ عزت بی بی اپنی لڑکی کے مطلقہ ہونے کے خوف سے مرزا احمد بیگ پر دباؤ ڈالے گی کیونکہ اس کا اپنا منشا یہ تھا۔ کہ عزت بی بی کو طلاق مل جائے۔ اور اس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی علم تھا۔ چنانچہ آپ مرزا علی شیر بیگ والد عزت بی بی کو ۲ مئی ۱۸۹۱ء کے خط میں لکھتے ہیں:۔

"میں نے سنا ہے۔ کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا۔ کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے دے ہم راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کرینگے"۔

(نکاح مرزا صفحہ ۹)

پس جبکہ والدہ عزت بی بی کی خود اپنی مرضی ہی تھی۔ کہ اس کی لڑکی عزت بی بی کو فضل احمد طلاق دے دے۔ اور وہ کہہ چکی تھی۔ کہ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی کچھ نہ کریں گے۔ تو ان حالات کا علم ہونے کے بعد ۴ مئی ۱۸۹۱ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا والدہ عزت بی بی کو یہ لکھنا کہ اپنے بھائی پر دباؤ ڈالو۔ ورنہ تمہاری لڑکی کو طلاق دے دی جائے گی۔ ان کے حق میں پھوٹ ڈالنے کی کیونکر سعی تھی۔ جبکہ انہیں اس امر کی پروا ہی نہیں تھی۔ اور جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ان کے اس ارادہ کا علم تھا۔ پس درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشا انہیں بذریعہ خط اس امر واقعہ سے مطلع کرنا تھا نہ کچھ اور۔ باقی رہا یہ سوال کہ کیوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بہو کو طلاق دلوائی۔ سو اس کے کئی وجوہ ہیں۔ جنہیں درج ذیل کیا جاتا ہے۔

پہلی وجہ

جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جاچکا ہے۔ قرآن مجید کا حکم ہے۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ یعنی ظالموں اور مکذبین انبیاء ورسل سے تعلقات نہ رکھو۔ ورنہ تمہیں بھی نقصان پہنچے گا۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام الہٰی کے ذریعہ بھی ان لوگوں سے قطع تعلق کا حکم مل چکا تھا۔ جیسا کہ الا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات وقطعوا تعلقھم منھم وبعدوا من مجالسھم فاؤلٰئک من المرحومین (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۵) سے ظاہر ہے۔ یعنی انہی لوگوں پر رحم کیا جائیگا جو ایمان لائے۔ اعمال صالحہ بجالائے اور ان لوگوں سے قطع تعلق کرتے ہوئے ان کی مجالس سے دور رہے پس آپ کو جب یقین ہو گیا۔ کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق رشتہ نہ دینے کی پاداش میں عذاب الہٰی کے مستحق ہو چکے ہیں۔ تو آپ نے اپنے لڑکے مرزا فضل احمد کو ان مغضوب علیھم کی لڑکی سے قطع تعلق کرنے کا حکم دے دیا۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ اس تعلق کی وجہ سے وہ بھی عذاب الہٰی کی لپیٹ میں آجائے اور اس امر میں آپ نے حضرت نوح علیہ السلام کی ایک سنت پر عمل کیا۔ جب حضرت نوح علیہ السلام اپنے متبعین سمیت کشتی میں سوار ہوئے۔ پانی زوروں پر تھا۔ اور آپ کا بیٹا علیحدہ تھا۔ تو آپ نے اسے آواز دی۔ کہ یا بنیّ ارکب معنا۔ یعنی اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ کیونکہ آج کوئی انسانی تدبیر اس طوفان سے بچا نہیں سکتی۔ یہ آپکا فرمانا محض اس لئے تھا۔ کہ ایسا نہ ہو وہ طوفان اور وہ عذاب جو کفار کے لئے مقرر ہے۔ اس کی لپیٹ میں ان کا بیٹا بھی آجائے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عذاب کے نزول کی خبر پا کر اپنے بیٹے کو آواز دی۔ کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے ہے۔ جو عذاب الہٰی کے مورد بن چکے ہیں۔ پس آپ کا یہ ارشاد اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت نہایت ہی دانشمندی پر مبنی اور اپنے لخت جگر کے حق میں رحمت وبرکت کی احسن تجویز تھی۔ جس پر اس نے عمل کیا۔

118

دُوسری وجہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطوط کے مطالعہ سے دوسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان لوگوں کی اپنی خواہش تھی۔ کہ مرزا فضل احمد عزت بی بی کو طلاق دیدے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرزا علی شیر بیگ کو لکھتے ہیں:-

"میں نے سُنا ہے۔ کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا۔ کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وُہ طلاق دیدے۔ ہم راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلافِ مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اور بار بار کہا۔ کہ اس سے ہمارا کیا رشتہ باقی رہ گیا۔ جو چاہے سو کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جُدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ کہیں مرا بھی ہوتا۔"

(خط ۴ مئی ۱۸۹۱ء منقول از نکاح مرزا صفحہ ۹)

پھر فرماتے ہیں:-

"جب میں ایسا ذلیل ہوں۔ تو میرے بیٹے کے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے لہٰذا میں نے اُن کی خدمت میں خط لکھدیا ہے۔ کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں۔ اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی خود منشاء ہے۔ میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔" (ایضاً)

یہاں تک حالات پہونچنے کے بعد یہ غیرت کے بالکل منافی تھا۔ کہ آپ اپنے بیٹے کا اُن کے ساتھ تعلق قائم رکھنا پسند کر سکتے۔ خدا کے رسول سب سے زیادہ غیرت مند ہوتے ہیں:۔

تیسری وجہ

تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا عذاب جب کسی قوم یا خاندان پر نازل ہو۔ تو وُہ مختلف رنگوں میں نازل ہُوا کرتا ہے۔ جن میں سے ایک رنگ یہ ہے۔ کہ بعض دفعہ انسانی ہاتھوں سے ایک فریق کو سزا دی جاتی۔ اور اس سزا کو عذاب الٰہی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال صحابہؓ کرام کے وُہ جنگ ہیں۔ جو انہوں نے کفار سے کئے۔ ہر چند کفار کو صحابہ اپنے ہاتھ سے قتل کرتے۔ مگر یہ قتل کفار کے لئے عذابِ الٰہی تھا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہے:-

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

۱- قاتلوھم یعذبھم اللّٰہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیھم ویشف صدور قوم مومنین (سُورۃ توبہ ع۲) یعنی ان لوگوں سے جنگ کرو۔ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے۔ ذلیل کرے۔ اور تمہیں ان پر غلبہ دے کر تمہارے سینوں کو شفا بخشے۔ اس جگہ کُھلے الفاظ میں جنگ کو عذاب الٰہی قرار دیا گیا ہے۔

۲- پھر فرماتا ہے۔ انزل جنوداً لم تروھا وعذّب الذین کفروا وذالک جزاء الکافرین (توبہ ع۴) یعنی خدا تعالےٰ نے جنگِ حنین میں ایسے لشکر اتارے۔ جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور اس طرح کافروں کو عذاب دیا۔ اور یہی ان کی جزا ہوتی ہے:۔

پس اللہ تعالےٰ جبکہ انسانی ہاتھوں کے ذریعہ بھی کسی قوم یا خاندان کو بعض دفعہ عذاب دیا کرتا ہے۔ تو یہی صُورت اس جگہ واقعہ ہوگئی۔ چونکہ یہ لوگ پیشگوئی کا انکار کرنے کی وجہ سے عذاب الٰہی کے مستحق ہو چکے تھے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اپنے مامور کے ذریعہ ان کی لڑکی کو طلاق دلوا کر اس ذریعہ سے بھی انہیں عذاب کا ایک نظارہ دکھا دیا:۔

چوتھی وجہ

آیت کریمہ ماکان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم کے مطابق ایک رسُول کی موجودگی اس کی قوم اور رشتہ داروں کو برکات سے بہرہ اندوز کرنے اور عذاب الٰہی سے بچانے والی ہوتی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رشتہ دار عذاب الٰہی کے مستحق ہو چکے تھے۔ اس لئے خدا تعالےٰ کی وحی کے انکار کی پاداش میں ضروری تھا۔ کہ آپ ان سے رشتہ داری کے تعلقات منقطع کر لیتے۔ تا کہ ماکان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم کے مطابق آپ سے تعلق کی بنا پر ان پر عذاب الٰہی اترنے میں کوئی روک واقع نہ ہو۔ جس کا اترنا پیشگوئی کی صداقت واضح کرنے کے لئے ضروری تھا:۔

پانچویں وجہ

اگر مذکورہ بالا وجوہ کو مخالفین درست تسلیم نہ بھی کریں۔ تب بھی کوئی اعتراض واقعہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شرعی لحاظ سے ایک والد اس امر کا اختیار رکھتا ہے۔ کہ وُہ کسی بھی بنا پر بہو کو طلاق دینے کا حُکم دیدے۔ خواہ بیٹا رضامند ہو۔ یا نہ۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے:-

(۱)- حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دفعہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ مگر اس وقت حضرت اسماعیلؑ گھر پر موجود نہ تھے۔ آپ نے اپنی بہو سے گھر کا حال پوچھا۔ تو وہ کہنے لگی۔ نحن بشرٍّ نحن فی ضیق وشدۃٍ یعنی بُرا حال اور سخت تنگی ہے۔ چونکہ اس نے اللہ تعالےٰ کے سلوک پر شکوہ کا اظہار کیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سے بہت تکلیف ہُوئی۔ اور فرمایا۔ فاذا جاء زوجک فاقرئی علیہ السلام وقولی لہ یغیر عتبۃ بابہ۔ یعنی جب تیرا خاوند آئے۔ تو میری طرف سے اسے السلام علیکم کہنا۔ اور کہدینا۔ کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدلدے۔ جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر پر آئے۔ تو آپ کی بیوی نے پیغام پہونچا دیا۔ آپ نے فرمایا قد امرنی ان افارقک الحقی باھلکِ فطلقھا۔ یعنی انہوں نے مجھے یہ کہکر حکم دیا ہے۔ کہ میں تجھے چھوڑ دُوں۔ پس اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔ چنانچہ حضرت اسمٰعیل ؑ نے اسے طلاق دے دی:۔ (بخاری جلد ۲ کتاب بدء الخلق صفحہ ۱۶۱ مصری)

(۲) ترمذی ابواب الطلاق میں حضرت ابن عمرؓ کی یہ روایت آئی ہے کہ کانت تحتی امراۃٌ احبّھا وکان ابی یکرھھا فامرنی ان اطلقھا فابیتُ فذکرت ذالک للنبی صلے اللّٰہ علیہ وسلّم فقال یا عبد اللّٰہ بن عمر طلق امرأتک۔ یعنی میرے پاس ایک عورت تھی جس سے مجھے بہت محبت تھی مگر میرے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) اسے ناپسند کرتے تھے۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے طلاق دیدوں۔ مگر میں نے انکار کر دیا۔ بعد ازاں میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ طلاق دے دو:۔

(۳) اسی طرح ابو الدرداءؓ سے روایت ہے۔ ان رجلاً اتاہ فقال ان لی امراۃً وانّ امّی تامرنی بطلاقھا فقال ابو الدرداء سمعت رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یقول الوالد اوسط ابواب الجنۃ فان شئت فاضع ذالک الباب او احفظہ۔ وربما قال سفیان ان امّی وربما قال ابی۔ (ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء من الفضل فی رضاء الوالدین) یعنی ایک آدمی آپ کے پاس آیا۔ اور اس نے آکر کہا۔ کہ میری ایک بیوی ہے۔ جس کے متعلق میری والدہ کہتی ہے۔ کہ میں اسے طلاق دیدوں۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔ ابو الدرداءؓ کہتے ہیں۔ میں نے اسے کہا۔ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہُوا ہے۔ کہ والدین جنت کا بہترین دروازہ ہیں چاہو۔ تو اس دروازے کو ضائع کر دو۔ اور چاہو۔ تو محفوظ رکھ لو۔ بعض روایات میں ماں کی بجائے باپ کا لفظ آتا ہے یعنی اس کا باپ اسے طلاق دینے کے لئے کہتا رہتا تھا:۔

(۴) مشکوٰۃ میں بھی آتا ہے:-

الطلاق لرضاء الوالدین فھو جائزٌ۔ (صفحہ ۲۱۲ مطبع حیدری) یعنی والدین کی خواہش کے ماتحت بیوی کو طلاق دیدینا جائز ہے۔

ان احادیث سے یہ امر واضح ہے کہ لڑکے کو خواہ اپنی بیوی محبوب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر بعض وجوہ کی بنا پر اس کا والد یا اس کی والدہ اسے طلاق دے دینے کا حکم دے۔ تو وہ یہ حکم دینے کا اختیار رکھتے ہیں۔ اور ایک اطاعت گزار اور مطیع فرزند کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے والدین کے ارشاد کو بجا لاتے ہوئے اپنی بیوی کو طلاق دے دے پس جس امر کو شریعت جائز قرار دیتی ہے۔ اور جسے اخلاق سے گری ہوئی بات یا ظلم قرار نہیں دیتی۔ بلکہ اس حکم کے نفاذ کا والدین کو اختیار دیتی ہے اس امر کو اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اختیار کیا۔ اور مرزا فضل احمد کو کہہ دیا۔ کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو یہ کیونکر قابل اعتراض بات قرار دی جاسکتی ہے۔ اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فعل پر اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ تو حضرت ابراہیم اور حضرت عمر پر بدرجہ اولےٰ اعتراض کیا جاسکتا ہے۔

پانچواں اعتراض اور اس کا جواب

پانچواں اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس نکاح کے متعلق یہ الہام ہوچکا تھا۔ کہ "بستر عیش" جو اس امر کا ثبوت تھا۔ کہ شادی وقوع میں آ کر رہے گی۔ مگر دنیا جانتی ہے۔ کہ شادی نہیں ہوئی۔

مخالفین کا یہ اعتراض بھی ہرگز درست نہیں، کیونکہ کوئی مخالف یہ ثابت نہیں کرسکتا۔ کہ "بستر عیش" والا الہام محمدی بیگم والی پیشگوئی کے سلسلہ میں آپ پر نازل ہوا۔ اس پیشگوئی کی ابتدا ۱۸۸۵ء میں ہوئی۔ (کیونکہ اگست ۱۸۸۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالف رشتہ داروں نے چشمہ نور امرتسر میں ایک اشتہار شائع کرکے آپ سے کسی نشان کا تقاضا کیا تھا۔ ملاحظہ ہو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۵ اور جنوری ۱۸۸۶ء میں آپ کو توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک والا الہام ہوا (ملاحظہ ہو تذکرہ صفحہ ۱۳۷ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی اگست ۱۸۸۵ء اور جنوری ۱۸۸۶ء کے درمیانی عرصہ میں کی گئی تھی۔) مگر بستر عیش والا الہام ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء کو آپ پر نازل ہوا (تذکرہ صفحہ ۴۶۶) گویا محمدی بیگم والی پیشگوئی اور الہام "بستر عیش" میں ۱۸ سال کا فاصلہ ہے۔ جو مؤخر الذکر الہام کی بالکل جداگانہ نوعیت کا زبردست ثبوت ہے۔ مگر مخالف ہیں کہ بے دھڑک اور بغیر کسی ثبوت اور برہان کے اسے ۱۸۸۵ء کی پیشگوئی کے ساتھ ملا رہے ہیں۔ پھر ان کے اس استدلال کے غلط ہونے کا ایک اور ثبوت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی ایک جگہ بھی اس الہام کو محمدی بیگم والی پیشگوئی پر چسپاں نہیں کیا۔ نہ آپ کی جماعت میں سے کسی نے کبھی کیا۔ کہ یہ الہام محمدی والی پیشگوئی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس صورت میں "بستر عیش" کے الہام سے وقوع شادی کا استنباط کرنا اسی شخص کو زیب دے سکتا ہے۔ جو اعتراض کرتے وقت عقل و ہوش سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور جس کا مقصد محض دھوکا و فریب سے مخلوق خدا کو گمراہ کرنا ہو۔

چھٹا اعتراض اور اس کا جواب

چھٹا اعتراض حقیقۃ الوحی کی مندرجہ ذیل تحریر پر کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا۔ خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اسی وقت شائع کی گئی تھی۔ اور وہ یہ کہ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک۔ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کردیا۔ تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲ و صفحہ ۱۳۳)

مذکورۃ الصدر اقتباس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ پر کہ "نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔" اعتراض کرتے ہوئے مخالفین کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ ان الفاظ میں دو رنگی کا پہلو اختیار کیا گیا ہے اور کسی ایک پہلو کی تعیین نہ کرکے اس امر کا ثبوت بہم پہنچایا گیا ہے کہ آپ کو خود بھی علم نہ تھا۔ کہ نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ مگر یہ اعتراض بھی انتہائی قلت تدبر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے کیونکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ انجام آتھم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخالفین سے خطاب کرتے ہوئے لکھا تھا

"فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو۔ کہ تکذیب کا اشتہار دے۔ پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالےٰ مقرر کرے۔ اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔"

اسی طرح فرمایا تھا۔

"ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے۔ جب تک کہ وہ گھڑی آجائے کہ اس کو بے باک کردیوے۔ سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اس کو بیباک اور مکذب بناؤ۔ اور اس سے اشتہار دلاؤ۔ اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔"

(حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۳۲)

اس چیلنج اور تحدی کے عقلاً دو ہی نتائج ممکن تھے۔ یعنی یا تو سلطان محمد تکذیب کا اشتہار دے دیتا۔ یا نہ دیتا۔ اگر تکذیب کا اشتہار دے دیتا۔ تو اس کی موت یقینی تھی۔ اور اس کی موت کے بعد محمدی بیگم کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نکاح میں آنا زوجنا کہا کے مطابق ضروری تھا۔ لیکن اگر وہ تکذیب کا اشتہار نہ دیتا تو اس کا بچ رہنا اور محمدی بیگم کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں نہ آنا یقینی تھا۔ پس چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اس تحدی کے نتیجہ میں دونوں صورتوں میں سے ایک صورت ممکن تھی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں لکھ دیا۔ کہ "نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔" یعنے بالفاظ دیگر اگر سلطان محمد نے تکذیب کا اشتہار نہ دیا۔ اور اس طرح موت سے بچ رہا۔ تو "نکاح فسخ ہوگیا" اور اگر تکذیب کا اشتہار دے دیا۔ اور وہ خدا تعالےٰ کی مقرر کردہ میعاد میں ہلاک ہوگیا۔ تو محمدی بیگم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں آجائے گی۔ اندریں صورت نکاح کے متعلق کہا جائے گا۔ کہ وہ کچھ عرصہ تاخیر میں پڑا رہا۔

یہی مفہوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ کا بھی ہے۔ کہ بل الامر قائم علیٰ حالہٖ (انجام آتھم صفحہ ۲۲۳) یعنے سلطان محمد کی توبہ سے کلی طور پر معاملہ ختم نہیں ہوا۔ اور نہ وعیدی موت اس سے ہمیشہ کے لئے ٹل گئی ہے بلکہ موت اس کے سر پر کھڑی ہے جس وقت بھی وہ تکذیب کا اشتہار دیگا خدا تعالےٰ کی مقرر کردہ میعاد میں پکڑا جائیگا اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ میں مرزا سلطان محمد کو اختیار تھا۔ کہ وہ جس پہلو کو چاہتا اختیار کرتا۔ چاہتا تو تکذیب کا اشتہار دے کر ہلاکت کے گڑھے میں گر جاتا۔ اور چاہتا تو تکذیب کا اشتہار نہ دے کر وعیدی موت سے بچ جاتا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا" کے الفاظ رقم فرمائے۔ یعنی اگر اس نے تکذیب کا اشتہار نہ دیا۔ تو نکاح فسخ سمجھو۔ اور اگر تکذیب کا اشتہار دے دیا۔ تو پھر یہ سمجھو کہ یہ نکاح ابھی تاخیر میں پڑا ہوا ہے۔ اس کی ہلاکت کے بعد ضرور وقوع میں آجائیگا پس انجام آتھم کی تحدی اور چیلنج کو مدنظر رکھتے ہوئے ان الفاظ میں دو رنگی نہیں بلکہ عقلاً جن نتائج کے نکلنے کا امکان تھا۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے دو مختلف امور کو بیان کر دیا گیا ہے۔

آیات قرآنی جن میں ایک پہلو متعین نہیں کیا گیا

اس جگہ یہ امر بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر "یا" کا لفظ آنے سے کوئی مخالف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول پر دو رنگی کا الزام عائد کرسکتا ہے۔ تو اسے مندرجہ ذیل قرآنی آیات کا جواب بھی سوچ لینا چاہیئے جن میں "او او" کہہ کر بقول ان کے دو رنگی کا پہلو اختیار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

(۱) لیس لک من الامر شیٔ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون۔

(۲) ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ افائن

مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم

۳- اِمّا نرینّک بعض الذی نعدھم او نتوفینّک۔

۴- لیقطع طرفاً من الذین کفروا او یکبتھم فینقلبوا خائبین۔

۵- انا ارسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون

درحقیقت جیسا کہ بتایا جاچکا ہے۔ یہ فسخ اور تاخیر کے الفاظ کسی دورنگی کی بنا پر نہیں۔ بلکہ حقیقت نفس الامری کے لحاظ سے اس تحدی کی بناء پر ہیں جس کے مطابق عمل کرنا یا نہ کرنا مخالفین کے اختیار میں تھا اور جب کوئی شرطی بات بیان کی جائے۔ تو وہاں یہی طریق اختیار کیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کا آخری اعلان

آخری مگر مایۂ ناز اعتراض مخالفین احمدیت کا اس پیشگوئی کے متعلق یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کو یہ اطلاع مرتے دم تک بھی نہ دی۔ کہ اب یہ خاتون تمہارے قبضہ میں نہیں آسکتی۔

اس اعتراض کے متعلق بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات سے قریباً سوا ماہ پیشتر یہ اعلان فرما دیا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس پیشگوئی کے نکاح والے حصہ کو ٹال دیا ہے۔ چنانچہ اخبار بدر کا حسب ذیل اقتباس اس پر شاہد ہے۔ لکھا ہے۔

"ایک اندرونی معترض کا ذکر ہوا کہ وہ احمد بیگ والی پیشگوئی کی نسبت کہتا ہے۔ پوری نہیں ہوئی۔ فرمایا۔ یہ شخص ہمیں چھپا ہوا نیم مرتد معلوم ہوتا ہے۔ ہزار ہا روشن نشانات دیکھنے کے بعد بھی ابھی اُسے تاریکی ہی نظر آتی ہے یہ اس کی آنکھوں کا قصور ہے۔ اگر وہ اس قسم کے شبہات کرنے لگا۔ تو قریب ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی اس کا ایمان نہ رہے۔ حدیبیہ کا واقعہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ وہ اس کی نسبت کیا کہتا ہے۔ پھر ابوجہل کی نسبت دیکھا گیا کہ بہشتی انگور کا خوشہ اس کو ملا ہے مگر وہ مسلمان نہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ نے اپنے بارہ حواریوں سے بارہ تختوں کا وعدہ کیا تھا۔ حالانکہ ایک نے ان میں سے پکڑوا دیا۔ دوسروں نے لعنت کی اور عین مشکل کے وقت بھاگ گئے۔ حضرت موسیٰ سے اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا۔ کہ اس ارض کے تم مالک ہوگئے۔ اور اس میں کئی برس گذر گئے غرض ایسا اعتراض کرنا جس کی زد میں تمام انبیاء آجائیں۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے سلسلۂ نبوت سے انکار کرنا ہے۔ ہمیں ایسے معترض کے ایمان کا خطرہ ہے۔ یونس کی قوم کا واقعہ سب کو معلوم ہے۔ کوئی شرط نہ تھی۔ مگر پھر بھی توبہ استغفار سے وہ عذاب ٹال دیا گیا۔ اور یہاں تو صاف توبی توبی فان البلاء علی عقبک آگیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ توبہ سے یہ سب باتیں ٹل جائیں گی۔ اور احمد بیگ کی موت سے جو خوف اُن پر چھا گیا۔ اس نے پیشگوئی کے ایک حصہ کو ٹال دیا۔

اصل بات یہ ہے۔ خدا ہزارہا نشان دکھا کر بعض نشان ایسی حالت میں بھی رکھ لیتا ہے۔ جو منافقین وغیرہ کے امتیاز کا موجب ہوں۔ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ کہ نبی و ولی سے بعض وعدے ہوتے ہیں۔ پھر وہ منسوخ کئے جاتے ہیں۔ تا اس سے بڑھ کر دیے جائیں۔ محکمات کے ساتھ متشابہات ضروری ہیں۔ اس سے مومنوں کے ایمان کا کمال دکھانا مقصود ہوتا ہے۔ اور جو منافق وغیرہ ناپاک لوگ ہوتے ہیں۔ وہ پاک جماعت سے الگ ہو جاتے ہیں" (بدر ۲۳ر اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۷)

الغرض اس پیشگوئی پر کوئی بھی معقول اعتراض نہیں کیا جا سکتا کیونکہ منہاج نبوت اور مقررہ شرائط کے ماتحت یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہو چکی۔ اور وہ لوگ جن کی اصلاح کے لئے یہ نشان دکھایا گیا تھا۔ انہوں نے اس کی صداقت کو تسلیم کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راستبازی کا اعتراف کر لیا۔ مگر افسوس جنہیں حق طلبی سے کوئی غرض نہیں۔ جن کا مقصد محض دشنام طرازی اور دل آزاری ہے۔ وہ آئے دن اس پیشگوئی پر بے جا اعتراضات کر کے اپنے آپ کو ان لوگوں میں شامل کرتے رہتے ہیں۔ جن کے متعلق خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ یا حسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔

مجلس مشاورت ۱۹۳۷ء کے متعلق اعلان

حسب ہدایت حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ جملہ جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امسال مجلس مشاورت کا اجلاس انشاء اللہ تعالےٰ ۲۶ر مارچ ۱۹۳۷ء بعد نماز جمعہ سے شروع ہو کر ۲۸ر مارچ ۱۹۳۷ء کی دوپہر تک جاری رہیگا۔ ضروری ہے۔ کہ اس اعلان کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر اندر تمام جماعتیں باقاعدہ اپنے اجلاس منعقد کر کے مجلس مشاورت کے نمائندگان کا انتخاب کریں۔ اور اس کے متعلق دفتر ہذا میں باقاعدہ اطلاع بھجوائیں۔ یہ بھی ضروری قرار دیا جاتا ہے۔ کہ ہر جماعت باقاعدہ ایک تحریر اس امر کی تصدیق کی سیکرٹری مجلس مشاورت کے پاس بھیجے۔ کہ فلاں فلاں دوست ہماری جماعت کی طرف سے اس سال کے لئے مجلس مشاورت کے نمائندے منتخب کئے گئے ہیں۔ اور نمائندگان جب مشاورت کے موقعہ پر تشریف لائیں۔ تو اس وقت بھی ایک نقل اس تصدیق کی اپنے ہمراہ لائیں۔

نوٹ:۔ جماعت کے امراء بحیثیت امیر ہونے کے بغیر کسی مزید انتخاب کے مجلس مشاورت میں بطور اپنی جماعت کے نمائندے کے شریک ہو سکتے ہیں۔

خاکسار۔ یوسف علی قائم مقام پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

جہاں تمام ہے میدانِ کارزار ترا

نہ کرسکیگی زمیں بال تک ترا بیکا — گر آسماں سے تعلق ہے استوار ترا
ہے لطف خاص کسی کا۔ کیا تجھے مخصوص — عوام ہی میں تھا ورنہ کبھی شمار ترا
ملی ہے عشق کی شمشیر بے نیام تجھے — جہاں تمام ہے میدانِ کارزار ترا
تمیز مشرق و مغرب سے پاک ہے مومن — جہت کی قید سے آزاد ہے دیار ترا
ترے لہو سے سواد بہشت ہے رنگیں — ہے نُودِ دیدہ مینو دلِ فگار ترا
ہیں دامِ غیر کی قسمت کمینہ زاغ و زغن — ہمائے سدرہ نشیں ہے مگر شکار ترا
ستارے چشم براہ تھے تری تمنا میں — تھا مہر و ماہ کو مدت سے انتظار ترا
کسے ہے تاب و تواں ہو حریفِ نظارہ — ہوا نہیں ہے ابھی حسن آشکار ترا
جہانِ تشنہ ضیا۔ جہاں بلب ہے ظلمت میں — چراغ ہے ابھی پردے میں نور بار ترا
گلہ نہ اپنی تنک مائیگی کا کر غافل — کہ قطرہ قطرہ ہے اک بحرِ بیکنار ترا
اس آسمان کی شے کو زمیں پہ کیوں ڈالے — اٹھائے پھرتی ہے ہر سو ہوا غبار ترا
متاع و مالِ جہاں غیر کو مبارک ہو — کہ فقر اور غنا میں ہے افتخار ترا
امام عصر کے حلقے میں آکے مست ہے تو — نہ کیوں کلام ہو تسنیم کیف بار ترا

میر اللہ بخش تسنیم